مجالسِ حقِ زہراؑ

(مجموعۂ تقاریر)

وکیلِ حقِ زہراؑ

شہید علّامہ ناصر عباس قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ

(ملتان)

تُراب پبلیکیشنز لاہور

0313-8512972
0345-8512972

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

نوٹ: التماس سورۂ فاتحہ برائے بانی ادارہ تراب پبلی کیشنز شہید ولایت علامہ ناصر عباس ملتان

کتاب : مجالسِ حقِ زہراؑ
تقاریر : وکیلِ حقِ زہراؑ شہید علامہ ناصر عباس آف ملتان
پیشکش : حسنین اقبال خان
اشاعت : اگست 2014ء
تعداد : 1100
ہدیہ : -/200 روپے

تُرابؑ پبلیکیشنز لاہور

فون: 0313-8512972 0345-8512972
ای میل: molai512@gmall.com
www.facebook.com/turabpublishers

نوحہ

قبر میں احمدِ مرسلؐ کو ستایا کس نے؟
فاطمہ زہراؑ کو دربار بلایا کس نے؟

کون اب قبرِ محمدؐ پہ جلائے گا چراغ؟
دیپ درگاہ محمدؐ کا بجھایا کس نے؟

جس نے بخشا ہے شریعت کو سلیقۂ حیات
اُس کو دربار کا ماحول دکھایا کس نے؟

نام نہ لینے سے چھپ جائے گی تاریخ بھلا
جلتے دروازے کو زہراؑ پہ گرایا کس نے؟

ہاتھ میں لے کے چلیں فاطمہؑ تحریرِ نبیؐ
چاک کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا کس نے؟

جس کے دروازے پہ جھکتے ہیں ملائک آ کے
اس کی گستاخی کا منصوبہ بنایا کس نے؟

آئے حسنینؑ و علیؑ حق کی گواہی کے لیے
حق بجانب تھے تو خاموش کرایا کس نے؟

المیہ باغ فدک بعد محمدؐ کے ہوا
زہر خاتونؑ کے باباؐ کو پلایا کس نے؟

جس کی نعلین کے صدقے سے فہم ہو حاصل
اُس پہ ہذیان کی تہمت کو لگایا کس نے؟

پوچھ فیاضؔ فقط اتنا ستم گر سے سوال
آل احمدؐ پہ ستم ڈھانا سکھایا کس نے؟

ترتیب

✿ ✿ ✿

لمحۂ فکریہ

شہزادیٔ کونین حضرت فاطمۃ الزہراسلام اللہ علیہا کی صداقت پر قرآن گواہ ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ۟ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ○ (سورۂ آلِ عمران: آیت ٦٠)

"پھر اے محبوبؐ! جو تم سے عیسیٰؑ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمھیں علم آچکا تو ان سے فرما دو: آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمھاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمھاری جانیں۔ پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں"۔ (ترجمہ کنزالایمان، امام احمد رضا خان بریلوی)

معزز ناظرین!

امام اہلِ سنت والجماعت امام احمد رضا خان بریلوی اس آیت کی تفسیر میں کنزالایمان فی ترجمہ القرآن، ص ۱۰۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

شانِ نزول نصاریٰ نجران کا ایک وفد سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضورؐ سے کہنے لگے: آپؐ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے

بندے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! اس کے بندے اور اس کے رسولؑ اور اس کے کلمے ہیں جو کنواری بتولِ عذراء (حضرت مریم علیہا السلام) کی طرف القاء کیے گئے۔

نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے: اے محمدؐ! کیا آپؐ نے کبھی بے باپ کے کسی انسان کو دیکھا ہے؟

اِس سے ان (نصاریٰ) کا مطلب یہ تھا کہ وہ (حضرت عیسیٰؑ) خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ)۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ صرف بغیر باپ کے ہوئے اور حضرت آدمؑ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے۔ تو جب تم اُنھیں اللہ کی مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو پھر حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟

جب حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصاریٰ نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے: ہم غور اور مشورہ کر لیں تو پھر کل آپ کو جواب دیں گے۔

جب وہ (نصاریٰ) جمع ہوئے تو اُنھوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحبِ رائے شخص ''عاقب'' سے کہا: اے عبدالمسیح! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس نے کہا: اے جماعتِ نصاریٰ! تم پہچان چکے ہو کہ محمدؐ نبی مرسل تو ضرور ہیں۔ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انھیں چھوڑ دو اور اپنے گھر کو لوٹ چلو۔

یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس

میں حاضر ہوئے تو اُنھوں نے دیکھا کہ حضورِ اکرمؐ کی گود میں تو امام حسینؑ ہیں اور دستِ مبارک میں امام حسنؑ کا ہاتھ ہے اور حضرت فاطمۃ الزہراءؑ اور حضرت علیؑ حضورؐ کے پیچھے ہیں۔ اور حضورؐ ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: اے جماعتِ نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دنے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا۔ لہٰذا ان حضرات سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔

یہ سن کر نصاریٰ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مبالہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے۔ آخرکار انھوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا، اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کردیے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اُٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہوجاتے۔ اور ایک سال کے عرصہ میں تمام کے تمام نصاریٰ ہلاک ہوجاتے۔ (کنزالایمان فی ترجمہ القرآن، تفسیر سورۂ آلِ عمران، آیت ۶۱، حوالہ نمبر ۱۱۵، ۱۱۶، امام احمد رضا خان بریلوی)

دعوتِ فکر!

۱۔ آیتِ مباہلہ پنجتن پاک علیہم السلام کی پاکیزگی اور صداقت کی واضح اور محکم دلیل ہے۔

۲۔ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اس آیت میں صدیقۃ الکبریٰ کی حیثیت سے شامل ہیں۔

۳ آیتِ مباہلہ کے مطابق شہزادیٔ کونین رسولؐ خدا کی اکلوتی بیٹی ہیں اگر سرکار رسالت مآبؐ کی کوئی اور بیٹی ہوتی تو وہ بھی مباہلہ میں شامل ہوتی۔

۴ صدیقۃ الکبریٰ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا بعد از حضرت رسولِؐ خدا اپنا حق لینے کے لیے مسلمانوں کے دربار میں اکیلے گئیں۔ اگر حضرت رسولؐ اسلام کی کوئی اور حقیقی بیٹی ہوتی تو وہ بھی اپنا حق لینے کے لیے دربار میں ضرور پیش ہوتی۔ تاریخِ انسانیت میں سوائے بی بی زہرا سلام اللہ علیہا کے کوئی اور مثال نہیں ملتی۔

۵ صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو جھٹلانے والوں نے نہ صرف یہ کہ بی بی صدیقۃ الکبریٰؑ کو جھٹلایا بلکہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآنِ مجید اور حضرت رسولِؐ خدا کو بھی جھٹلایا۔

۶ مخدومۂ کونین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو شہید کرنے والوں نے اکیلے سیدۂ عالمین کو شہید نہیں کیا بلکہ اُنھوں نے پنج تن پاک اور آیتِ مباہلہ کو بھی شہید کیا۔

لکھا ہے مَیں نے جو قصیدہ نہیں ہے کوئی کمال میرا
یہ سب کرم ہے تیری نظر کا قلم تھا ورنہ نڈھال میرا

درِ پیغمبرؐ پر دے کے دستک پلٹ پڑا پھر خیال میرا
زمانے بھر کے مؤرخوں سے ہے احتجاجاً سوال میرا

بتاؤ! اُمت کا ظلم اپنے نبیؐ کی بیٹی کے ساتھ کیوں ہے؟
بتاؤ! اب تک جنابِ زہراؑ کا ایک پہلو پہ ہاتھ کیوں ہے؟

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا دشمن اللہ تعالیٰ اور رسولؐ خدا کا دشمن ہے

سعید بن مسیب نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ اُن کا بیان ہے:
ایک دن حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اُس وقت آپؐ کے پاس حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ الزہراءؑ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام بھی موجود تھے۔ آپؐ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے اور بارگاہِ توحید میں عرض کیا:

"پروردگار! تُو خوب جانتا ہے کہ یہی میرے اہلِ بیتؑ ہیں اور میرے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ مکرم اور عزیز ہیں۔ پس تو دُوست رکھ اُسے جو اِن کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اِن سے دشمنی رکھے۔ مدد کر اُس کی جو اِن کی مدد کرے اور اِن سے ہر قسم کی نجاست و گندگی کو دُور رکھ۔ ان کو ہر گناہ سے معصوم قرار دے اور اِن کی مدد فرما بذریعۂ روح القدس"۔

اس کے بعد آپؐ حضرت علیؑ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے علیؑ! تم میری اُمت کے امام ہو اور میرے بعد تم میرے خلیفہ و جانشین ہو، راہِ جنت میں مومنین کے قائد و رہنما ہو۔ گویا! میں اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ محشر کے دن نُور کے ناقہ پر سوار ہو کر آئی ہیں۔ اِس کے داہنی جانب ستر ہزار فرشتے، بائیں جانب ستر ہزار فرشتے، آگے ستر ہزار فرشتے اور پیچھے ستر ہزار فرشتے ہیں۔ وہ میری اُمت کی مومنہ عورتوں کی جنت کی طرف قیادت کر رہی ہیں۔

پس! جو عورت دن رات میں پانچ وقت کی نماز پڑھے گی، ماہِ رمضان میں روزے رکھے گی، حجِ بیت اللہ الحرام کرے گی، اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے گی، اپنے شوہر کی اطاعت کرے گی اور میرے بعد علیؑ کی ولایت و امامت کا اقرار کرے گی، وہ میری فاطمہؑ کی شفاعت کے ذریعے سے داخلِ جنت ہو گی (کیوں کہ)

فاطمہؑ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

کسی نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! کیا یہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ صفت تو حضرت مریم بنت عمرانؑ کی ہے۔ میری بیٹی فاطمہؑ تو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں خواہ وہ اوّلین میں سے ہوں یا آخرین میں سے۔

جب یہ محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستر ہزار مقرب فرشتے آکر اسے سلام کرتے ہیں اور اسے اُن ہی الفاظ میں خطاب کرتے ہیں جن الفاظ سے جنابِ مریم علیہا السلام کو خطاب کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں:

يَافَاطِمَةُ! اِنَّ اللهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○ (سورۂ آلِ عمران: آیت ۴۲)

"اے فاطمہؑ! اللہ نے تمھیں منتخب کیا اور ہر بُرائی سے پاک رکھا اور تمام عالمین کی عورتوں پر تمھیں فضیلت دی"۔

اس کے بعد آپؐ حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے، میری نورِ نظر ہے، میری میوۂ دل ہے۔ جس نے اِس کو رنج پہنچایا اُس نے مجھے رنج پہنچایا۔ جس نے اِس کو خوش رکھا اُس نے مجھے خوش رکھا۔ یہ میرے اہلِ بیتؑ میں سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی۔ لہٰذا میرے بعد اس کا بہت خیال رکھنا اور حسنؑ و حسینؑ میرے فرزند ہیں جو میرے شجرِ زندگی کے دو پھول ہیں: یہ دونوں جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔ اِن دونوں کا اُتنا ہی خیال رکھنا جتنا تم اپنی چشم و گوش کا دھیان رکھتے ہو"۔

پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور فرمایا:

"پروردگارا! تو گواہ رہنا کہ میں اُس شخص سے محبت کرتا ہوں جو اِن (میرے اہلِ بیتؑ) سے محبت کرتا ہے اور میں اُس کو دشمن رکھتا ہوں جو اِن سے دشمنی رکھتا ہے۔ میری صلح اُس سے ہے جو اِن سے صلح رکھتا ہے۔ میری جنگ ہے اُس سے جو اِن سے جنگ کرتا ہے۔ میری عداوت ہے اُس سے جو اِن سے عداوت رکھتا ہے۔ میری دوستی ہے اُس سے جو اِن سے دوستی رکھتا ہے۔

(بحارالانوار، ج ۳، ص ۳۴ تا ۳۵)

❑❑❑

پہلی مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۝ (سورۂ احزاب: آیت ۳۳)

''اے پیغمبرؐ کے اہلِ بیتؑ! خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ آپؑ کو (ہر طرح کے) رجس سے دُور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے''۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ۝

معزز سامعین گرامی!

مل کر صلوات پڑھ لیں۔

امام علیہ السلام کی حدیث ہے۔ امام پنجمؑ کا فرمانِ ذیشان ہے۔ سچی ماں کے سچے بیٹے نے ارشاد فرمایا:

''اگر کوئی بندہ محمدؐ و اہلِ بیتِ محمدؐ پر درود بھیجے اور درود بھیجنے کے بعد چار سو سال تک چپ رہے۔ چار سو سال کے بعد دوبارہ درود پڑھے تو فرشتے اُسے کہتے ہیں: اے بندۂ خدا! ابھی تو پچھلے درود کا ثواب ہم لکھ رہے تھے''۔

سامعینِ گرامی قدر!

ایک بار مل کر بآوازِ بلند صلوات پڑھو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر۔

خداوند عالم شہزادی کونین سلام اللہ علیہا کی عزت و عظمت کے صدقے میں اس عظیم الشان ذکر اہلِ بیتؑ کو اپنی بارگاہِ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ شوکت صاحب کے درجات، آئمہ معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں خدا بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو ہمیشہ آباد و شاد رکھے اور اس عظیم ترین عبادت کا انھیں دنیا و آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے۔ قبلہ عاشق صاحب اور عکسِ حمادِ اہلِ بیتؑ قبلہ عقیل نقوی صاحب، قبلہ اختر بخاری، جتنے عزادارانِ امام مظلومؑ اس عظیم اجماع میں تشریف فرما ہیں آپ سب کی اجازت سے دو فقرے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میرے چوتھے امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر بندے کے کندھوں پر ایک ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ دو کندھے ہیں اور دو فرشتے ہیں ہر بندے کے ساتھ۔ انھیں شریعت کی زبان میں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے یعنی ''خدا کی طرف سے مقرر کردہ کاتب''۔

ایک کا کام ہے نیکیاں لکھنا اور دوسرے کا کام ہے گناہ لکھنا اور اگر کوئی بندہ ذرا سی بھی نیکی کرے تو پہلا فرشتہ لکھ لیتا ہے اور اگر ذرے کے برابر بھی کوئی گناہ کرے تو اُس کو دوسرا فرشتہ لکھ لیتا ہے لیکن جب ایک مصروف ہوتا ہے تو دوسرا فارغ ہوتا ہے۔ بڑی سادہ سی بات ہے کہ جب بندہ نیکی میں مشغول ہو تو گناہ والا فرشتہ کچھ بھی نہیں لکھتا۔ وہ آرام سے فارغ بیٹھا رہتا ہے اور جب یہ لکھنے میں مصروف ہو تو دوسرا فارغ بیٹھا رہتا ہے۔

فقرہ عرض کرنے لگا ہوں۔ کوئی منت نہیں، کوئی خوشامد نہیں۔ جس کا عقیدہ اس کے دل میں ہوگا، اُس کی زبان بولے گی۔ جس کی زبان نہ بولی مجھے اُس سے کوئی اختلاف نہیں۔ عقیدے میں تو زبردستی خدا نے پیدا ہی نہیں کی۔ عقیدہ باہر سے اندر نہیں آتا بلکہ اندر سے باہر آتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک مصروف ہو تو دوسرا فارغ ہوتا ہے۔ ایک فارغ ہو تو

دوسرا مصروف ہوتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضل! تمھیں ایسا عمل بتاؤں جس کے کرنے سے یہ دونوں مصروف ہوجاتے ہیں۔

عرض کیا: مولاؑ! فرمایئے۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دشمنوں پر لعنت کیا کر۔ جب تو یہ عمل کرے گا تو ایک فرشتہ نیکیاں لکھنے لگ جاتا ہے اور دوسرا فرشتہ گناہ مٹانے لگ جاتا ہے۔

سلامت رہو آباد و شاد رہو، آلِ محمدؐ آپ سب کو آباد و شاد رکھیں۔

خدا اِن اُٹھتے ہوئے ہاتھوں کو مقدمۂ جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا میں گواہی کے طور پر شمار کرے۔ حمایتِ جنابِ بتولؑ میں ہاتھ اُٹھتا ہی اسی کا ہے جس پر خدا راضی ہو۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کی حمایت کرتا ہی وہی ہے جو کسی جھوٹے کا ماننے والا نہ ہو۔ جو کسی کاذب و نجس کی محبت اپنے دل میں نہ رکھتا ہو۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کی حمایت میں ہاتھ اُسی کا اُٹھتا ہے جس پر خدا راضی ہو۔ ہاتھ اُسی کا اُٹھتا ہے جسے خیراتِ علیؑ دے رہا ہو۔

جس پر جنابِ بتولؑ راضی نہ ہوں اُس کے تو نماز میں بھی ہاتھ نہیں کھلتے۔ مجلس میں کیسے کھلیں گے ـــــ (نعرۂ حیدری)

ہر معاملے میں سمجھوتہ ممکن ہے لیکن حقِ زہراؑ میں نہیں۔ جو جنابِ بتولؑ کے حق کے بارے میں خاموش رہے وہ منافق ہے۔

حضرت علیؑ کی ولایت کی پہلی وکیل ہے جنابِ زہراؑ۔ اس لیے سامعینِ گرامی! جو اس کو جھٹلائے اُس سے بڑا جھوٹا اس کائنات میں کوئی نہیں ہے۔ بندوں نے پہلے سے خطاب بنائے ہوئے ہیں جن کا دُور کا بھی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ساری

ذمہ داری پڑھنے والے کی ہوتی ہے۔ آپ ذمہ دار نہیں۔ وزیر بڑا ہوتا ہے کہ وزیر اعظم۔ بڑا مشکل سوال ہے اللہ رحم کرے۔

میرا پورے مجمع سے سوال ہے وزیر بڑا ہوتا ہے یا وزیر اعظم؟ صدیق بڑا ہوتا ہے یا صدیق اکبر؟ میں نے سوال کیا ہے کہ صدیق بڑا ہوتا ہے یا صدیق اکبر؟ صدیق اکبر بڑا ہوتا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (سورۂ مریم: آیت ۴۱)

''اور قرآن میں ابراہیمؑ کا بھی تذکرہ کرو اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے سچے نبی تھے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابراہیمؑ صدیق ہے۔

صدیق اکبر وہ ہوگا جو ابراہیمؑ سے بھی افضل ہو۔ صدیق اکبر وہ ہوگا جو صدیق سے بھی افضل ہو۔ حضرت ابراہیمؑ معصوم ہیں کوئی غیر معصوم حضرت ابراہیمؑ سے افضل کیسے؟ حضرت ابراہیمؑ بت توڑنے والے ہیں۔

۴۰ سال تک کنکر کو ٹھنکر ماننے والا ابراہیمؑ سے افضل کیسے؟۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

ساری دنیا سچی ہوسکتی ہے وہ سچا نہیں ہوسکتا جو مخدومہ کونین کو جھٹلائے، جس کی صداقت کی گواہی آیۂ تطہیر دے رہی ہے۔ بندوں کی ضد ہے، وہ کہتے ہیں: جی! شیعہ بڑی لعنتیں کرتے ہیں۔

بھئی لعنت کرنا تو شیعوں کا کام ہے۔ اگر لعنت کرنے والا شیعہ ہوتا ہے تو قرآن میں اللہ نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

بولے گا وہی جس کی آواز علیؑ کو اچھی محسوس ہوتی ہو۔ امامِ زمانؑ آپ کو سلامت رکھیں۔ جنابِ سیّدہؑ تمھیں آباد رکھیں۔ ہم مجلسیں کرواتے ہیں، لوگ ہمیں

شیعہ کہتے ہیں۔ آج یہ مرکزی روڈ ہے، ملتان روڈ ہے۔ پوری دنیا یہاں سے گزرتی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی۔ جو لوگ یہاں سے گزرتے ہوں گے، وہ ٹینٹ لگے ہوئے دیکھتے ہوں گے تو کہتے ہوں گے کہ یہ شیعہ ہیں کیونکہ جو آلِ محمدؐ کے لیے ٹینٹ لگائے ان کی نظر میں وہ شیعہ ہوتا ہے۔ جو آلِ محمدؐ کے لیے سبیلیں لگائے اُن کی نظر میں وہ شیعہ ہوتا ہے۔ جو آلِ محمدؐ کے لیے دریاں بچھائے اِن کی نظر میں وہ شیعہ ہے۔ جو آلِ محمدؐ کے فضائل پڑھے ان کی نظر میں وہ شیعہ ہوتا ہے۔ تو مجھے کائنات کے سب سے پہلے شیعہ کا پتا چل گیا کہ کائنات میں پہلا شیعہ وہی ہے جو کہہ رہا تھا:

اِنِّیْ مَا خَلَقْتُ سَمَآءً مَّبْنِیَّةً وَّلَا اَرْضًا مَّدْحِیَّةً وَّلَا قَمَرًا مُّنِیْرًا وَّلَا شَمْسًا مُّضِیْئَةً

''میں آسمانوں کی قناتیں اِن کے لیے لگاتا ہوں، زمین کی دریاں ان کے لیے بچھاتا ہوں، سمندر کی سبیلیں ان کے لیے لگاتا ہوں''۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

حدیث پڑھنے لگا ہوں۔ جہاں جہاں تک حضرات تشریف فرما ہیں پوری ذمہ داری سے، جہاں جہاں تک میری آواز جارہی ہے۔ جس بندے کو شک ہو، جس کی طبیعت میں گرمی ہو۔ اللہ کے پاک قرآن کی قسم، محمدؐ کی نبوت کی قسم! علیؑ کی ولایت کی قسم! جنابِ زہراؑ کی عصمت کی قسم! حسنینؑ کی عزت و عصمت کی قسم! بارہ امامؑ، چودہ معصومؑ کی قسم! منبر پر آکر اتنے بڑے مجمع میں، اتنے بڑے لاؤڈ اسپیکر پر، منبرِ رسولؐ پر مجلسِ عزا میں قسمیں اس لیے کھائی ہیں کہ یقین رکھنے والے یقین رکھیں اور جس بے ایمان کو ان قسموں پر یقین نہ آئے تو اللہ اُس کو کبھی یقین نہ دلائے۔ نہ اُس کے لیے میں نے قسمیں کھائی ہیں۔ حلالیوں موالیوں کے لیے کھائی ہیں کہ

زہراؑ کے حق کی قسم! علمِ عباسؑ کی قسم! میرے چوتھے امام علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ فرشتے انسانوں کے گناہ لکھنے پر مامور ہیں لیکن جو بندہ صبح کے وقت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دشمنوں پر لعنت بھیج دے اللہ اس فرشتے کو وحی کرتا ہے کہ اس نے بتولؑ کے دشمن پر لعنت کی ہے اگر یہ آج کوئی بھی گناہ کرے تو نہ لکھنا''۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

ساری زندگی چاہے جتنی تھکاوٹ ہو، جتنی سُستی ہو، چند کاموں میں ذرا سُستی نہ کرنا۔۔۔ ایک علیؑ بادشاہ کا نام لینے میں اور دوسرا جنابِ بتولؑ کے دشمنوں پر لعنت بھیجنے میں۔

اس میں نہ سوچنے والی بات ہے، نہ اس میں خاموش رہنے والی بات ہے۔ جس جس بندے کے پاس غیرت ہے اُس کے پاس مولا علیؑ کی ولایت بھی ہوگی، عصمتِ سادات بھی ہوگی، حسینؑ کی عزاداری بھی ہوگی۔ ایک قسم مَیں نے کھائی ہے دوسری میرے بھائی جناب عقیل بھی تشریف فرما ہیں۔ قبلہ عاشق شاہ جی! جتنے ذاکرین عظام بیٹھے ہیں مَیں اللہ کا قرآن سر پر رکھ کر حدیث پڑھنے لگا ہوں۔ جس جس جگہ تک میری آواز جارہی ہے پندرہ سال بعد حضرت امام حسینؑ کی ماں نے مجھے اکلوتا بیٹا دیا ہے۔ میں اپنے بیٹے کی قسم کھا کر منبر پر پڑھ رہا ہوں۔ رسولِ خدا نے فرمایا:

''اے علیؑ! اگر کسی بندے کے پاس ستر نبیوں کے اعمال ہوں اور وہ اپنی بخشش کے لیے ستر نبیوں کے اعمال پیش کرے اور اس کے دل میں رائی کے برابر بھی تیرا بُغض ہوا تو وہ جنت میں نہ جائے گا''۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

ابھی ابھی بندوں میں کئی بندے سُستی کا مظاہرہ کررہے ہیں تو میں یہ حدیث پڑھتا ہوں۔

اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے جس میں کم از کم تین دن دنیا سے رابطہ توڑ کر خدا کے گھر میں بیٹھنا پڑھتا ہے۔ تین دن اعتکاف کے بدلے میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''دو عمرے اور ایک حج کا ثواب ہوتا ہے''۔

چادرِ زہراؑ کی قسم کھا کر ایک فقرہ کہتا ہوں!

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ یا علیؑ کہنا چھے مہینے کے اعتکاف سے افضل ہے۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

ہمارے علاوہ کسی کا پیر ہے ہی نہیں جس کا نام چار بندوں میں لیا جاسکے۔

۳۹ دن مرحب کہتا رہا تھا: ''میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا''۔

۳۹ دنوں میں کوئی ایک جوان تو دکھا دو جس نے مرحب سے کہا ہو کہ میری ماں نے میرا نام......

مجمع عام میں شریف ماؤں کے نام لیے جاسکتے ہیں وہ کس منہ سے جاکر نام لیتے۔

شیرِ بدر نے جاکر چالیسویں دن نام لیا:

اَنَا الَّذِی سمتنی اُمّی حیدرَہ

''میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے''۔

میری ماں نے میرا نام حیدر...... مَیں بڑا سوچتا تھا کہ ہر جنگ میں جانے والے کسی جنگ میں جاکر اپنا رجز تو پڑھتے، کسی جنگ میں جاکر بتاتے تو سہی، کسی جنگ میں جاکر لڑتے تو سہی، کسی جنگ میں آخر لڑے کیوں نہیں۔ اس کی ۴۰، ۵۰ وجہیں ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ جو سیاست دان ہو وہ لڑتا کم ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس نے ووٹ لینے ہوں وہ کسی کے گلے نہیں پڑتا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جن بے چاروں نے نجومیوں کے کہنے پر کلمہ پڑھا ہو کہ ایک نبیؐ آئے گا اُس کے

پیچھے پڑ جانا تجھے تخت مل جائے گا۔ ان بے چاروں نے کسی کے ساتھ جا کر لڑنا کیا تھا۔ انھوں نے زخمی نہیں ہونا تھا۔ اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہر جنگ میں حضرت علیؑ نے فرمایا:

اَنَا الَّذِی سمتنی اُمّی حیدرَہ

اور ہر جنگ میں فرمایا:

انا علی ابن ابی طالب، انا علی ابن ابی طالب

مجھے پتا چل گیا کہ یہ لڑے کیوں نہیں۔ عربوں کا طریقہ تھا کہ لڑنے سے پہلے ولدیت بتانی پڑتی تھی ـــــ (نعرۂ حیدری)

لڑنے سے پہلے ولدیت بتانا ضروری تھی۔ یہ مشکل کون حل کرے جو نام نادرا والوں کو بھی پتا نہ چل سکے۔ یہ فقرہ اگر مَیں اپنی طرف سے کہوں تو یہ جہالت ہے۔

حیدرِ کرّار نے تدفین مصطفیٰؐ کی۔ اگر ان سے کہو کہ تمھارے بزرگ جنازے میں نہیں آئے تھے تو تڑپ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: جی! نبیؐ کا جنازہ تو ہوتا ہی نہیں ہے۔

میں نے کہا: جنازہ نہیں ہوتا قبر تو ہوتی ہے نا ـــــ تو مٹی ڈالنے والوں میں دکھادیں ـــــ (نعرۂ حیدری)

اس لیے مسلمانوں کے سب سے بڑے بزرگ کی بیٹی اُسی بزرگ نے آخری وقت پوچھا حضورؐ کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا۔

سمجھ دار ہو، مردانہ مسئلے بیٹیوں سے کیوں پوچھتے ہو۔ قرآنِ مجید کی عزت کی قسم! زندگی کا کوئی پتا نہیں، منافقت سے پڑھا نہیں جاسکتا۔ منافقت سے ہر کوئی پڑھے تو ان چھوٹے بچوں کو حق بتائے گا کون؟

علیؑ والوں کو کافر کہنے والو! مرید تم اُسی کے ہو جو محمدؐ کو قتل کرنے جا رہا تھا۔ لات منات کی محبت میں کلمہ پڑھ کر تو تلوار کبھی اُٹھائی نہیں۔ ہاشمی سردار کو قتل کرنے جا رہا ہے۔ راستے میں ایک دکاندار نے جوش میں دیکھا تو پریشان ہو گیا۔

اُس نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

کہنے لگے: محمدؐ کو قتل کرنے جا رہے ہیں۔

عربوں میں طعنہ دینے کی عادت بہت پرانی تھی۔ اُس نے کہا: کیوں؟

اُس نے کہا: میرے خداؤں کو بُرا کہتا ہے۔

اُس نے کہا: پہلے گھر تو پتا کر، تیری باجی مسلمان ہو گئی ہے۔

حضرت علیؑ نے ہر جنگ میں کہا: مَیں ابوطالبؑ کا بیٹا ہوں۔ اگر ابوطالبؑ مومن نہیں تھا تو کوئی کافر بھی تو علیؑ کو طعنہ دیتا کہ تیرا باپ بھی تو میرے مذہب پر تھا۔ کوئی تو جا کر طعنہ دیتا۔

گھر تشریف لے آئے۔ غیرت مندی اور بہادری کا مشترکہ مظاہرہ۔ قرآن پڑھتی بہن کو مارا، بہنوئی کو بھی مارا۔ وہ بھی بڑے شریف لوگ تھے۔ انھوں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ دل موم ہونا شروع ہو گئے۔ سوال میرا ایک ہے ہر پڑھے لکھے عقل مند بندے سے۔

شاہ جی! جہاں جہاں تک میری آواز جا رہی ہے۔ ملک آفتاب صاحب جی! ہر عزادار کی نسبت سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہی قرآن سات سال تک مصطفیؐ پڑھتا رہا دل موم نہیں ہوا۔

کیا ایمان تھا؟ جب تک ہمشیرہ نے نہیں پڑھا تب تک دل نرم ہوا ہی نہیں۔

اور وہاں یہ حالت ہے کہ رسولِؐ خدا کا جنازہ۔

بندے کہتے ہیں کہ بھئی یہ واجب نہیں تھا۔ واجب نہیں تھا، اگر نہیں پڑھا تو

کیا ہوا؟

مانو تو سہی، غسل دینے والوں میں دکھا دیں، کفن دینے والوں میں دکھا دیں، قبر پر مٹی ڈالنے والوں میں دکھا دیں۔ جب سے انٹرنیٹ آیا ہے بڑی آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ پہلے بندے کہتے تھے کہ جی کون سی کتاب میں لکھا ہے۔

انٹرنیٹ پر تلاش کرو۔ جی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ، اُس کا نام تھا سر ظفر اللہ خاں، آبائی شہر اُس کا ڈسکہ تھا۔ رہنے والا سیالکوٹ کا تھا۔ یہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ تھا۔ مرزئی اس کا مذہب تھا، اس نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی کے جنازے میں شرکت نہیں کی تھی۔ اس نے محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

جو فقرے پڑھ رہا ہوں، اگر کوئی اسے غلط ثابت کر دے تو منہ مانگا انعام دے کر میں اس کا مذہب قبول کروں گا۔ اس نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

اس سے صحافیوں نے پوچھا: آپ وزیر خارجہ تھے آپ نے قائداعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟

ظفر اللہ خاں نے کہا: جی! قائداعظم شیعہ تھا اُس سے میرا مذہب نہیں ملتا، مَیں اُس کا جنازہ کیسے پڑھتا؟

پتا چل گیا کہ جس سے مذہب نہ ملے بندے اُس کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ جب تمھارا مذہب ہی محمدؐ سے نہیں ملتا تھا تو تم رسولؐ اسلام کا جنازہ کیسے پڑھتے؟

(سلامت رہو، آباد و شاد رہو)

حضرت امام حسینؑ تمھیں آباد رکھیں۔ رسولؐ خدا کے جنازے میں تم گئے نہیں، اور جنابِ زہراؑ کے جنازے میں تمھیں آنے نہیں دیا گیا۔

ذکرِ مصائب: مخدومۂ کونینؑ کا دربار میں تحریرِ رسالت کا پیش کرنا:

جنابِ زہراؑ نے وصیت کی کہ انھیں میرے جنازے میں نہ آنے دینا۔ جسے جنابِ بتولؑ جنازے میں نہ آنے دیں۔ قیامت تک مٹی پر بیٹھ کر روتے رہو اس سے چار گھنٹے کی قیمت ادا نہیں ہوسکتی۔ شیعہ کے رونے کے لیے یہی کافی ہے کہ باپ کے نوکر سے جھڑکیں کھاتی رہی زہراؑ۔

میری منّت بھی ہے، التماس بھی۔ کائنات میں اور کوئی مسئلہ آئے نہ آئے جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا کا حق ضرور پڑھنا۔ اس عبادت کا پتا چلے گا مرنے کے بعد۔ جنابِ بتولؑ کے دشمن پر لعنت کرنا مذاق نہیں بڑی عبادت ہے۔ پوری دنیا پھر کے دیکھ لو جو لوگ شیعہ ہوئے ہیں اُن سے پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے ہو؟

سامعین گرامی!

دنیا پھرو۔ کوئی بندہ تمھیں ملے اور بتائے کہ میں تحقیق سے شیعہ ہوا ہوں تو اُس سے پوچھو کہ کس مسئلے پر؟

وہ آگے سے کہے گا: حق زہراؑ پر۔ کہ بتولؑ کے حق کی وجہ سے شیعہ ہوا ہوں۔

اس وقت دل ہی دل میں تسلیم کرنا کہ کھجوریں مانگنے نہیں گئی تھی۔ علیؑ ولی اللہ کہلوانے گئی تھی۔

ایک فقرہ عرض کرتا ہوں جس کے بدلے میں جنابِ سیّدہ کونین سلام اللہ علیہا سے جنت طلب کروں گا۔ یہ فقرہ تبلیغ کے لحاظ سے بہت بڑا ہے، اجرت جنت تھوڑی ہوجائے گی۔

بارہ اماموںؑ کی محنت ایک طرف، اور جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا کے چار گھنٹوں کی تبلیغ ایک طرف۔ اتنی دیر کھڑی رہی کہ پاؤں پر ورم آ گئے۔

دعا کیا کرو کہ قدر والی چیز قدر والے کے سامنے جائے۔ کبھی کوئی قدر والا کسی بے قدرے کے سامنے نہ جائے۔ یوسفؑ بے قدروں نے بیچا تھا۔ کھوٹے سکّوں کے عوض بک گیا۔ اپنے دل میں بیٹھ کر فیصلہ کرو۔ اگر یوسفؑ کو یعقوبؑ فروخت کرتا تو پھر پتا چلتا کہ یوسفؑ کی قیمت کیا ہوتی ہے۔

جس طرح سوال کرنے حضرت زہراؑ گئی تھیں کاش! منبر پر حضرت محمدؐ بیٹھے ہوئے ہوتے تو پھر پتا چلتا کہ کائنات لے کر آتی ہے کہ خالی واپس آتی ہے۔

اللہ تمھاری ہائے قبول کرے۔ حسینؑ کی ماں تم سے راضی ہو۔ وہ فہرست بڑی لمبی ہے۔ کون سی ہستیاں ہیں کائنات میں جو اس بی بیؑ کے حق کی وجہ سے شیعہ ہوئیں۔ ایک ہستی کا ذکر کرتا ہوں۔

قاضی سعید الرحمٰن علوی ـــ بہت جلیل القدر مناظر گزرے ہیں ہمارے مذہب میں اور مَیں منبر پر عرض کر رہا ہوں منبر کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے، ریکارڈنگ ہو رہی ہے، پوری دنیا کے اندر جہاں تک جائے مَیں ذمہ داری سے فقرہ کہہ رہا ہوں۔ انھوں نے زندگی کی آخری مجلس ملتان کے پاس ایک بستی میں پڑھی تھی، بستی کھوکھراں میں۔ انھوں نے منبر پر کہا تھا کہ یہ میری زندگی کی آخری مجلس ہے۔ کل مَیں نے مر جانا ہے۔

قبلہ و کعبہ گواہی دے رہے ہیں اور مَیں نے بستی کا نام اس لیے لیا ہے کہ اگر کوئی بندہ تحقیق کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ بستی کھوکھراں میں ان کی آخری مجلس تھی۔ اس مجمع میں سے کئی بندے زندہ بھی ہوں گے۔ انھوں نے منبر پر کہا تھا: یہ میری زندگی کی آخری مجلس ہے۔ آج میری زندگی کی آخری مجلس ہے۔ کل مَیں نے مر جانا ہے۔

نشتر ہسپتال میں وہ آئے، چار بجے ڈاکٹروں نے چیک کیا۔ انھوں نے کہا: آپ تو بالکل ٹھیک ہیں۔

انھوں نے ہنس کر کہا: ۱۲: ۴ منٹ پر میرے مولاؑ مجھے لینے آئیں گے۔
پورے ۴ بج کر ۱۲ منٹ پر قاضی سعید الرحمٰن کا انتقال ہو گیا۔ انھیں مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل نے شیعہ کیا تھا۔ اس سے پہلے یہ شیعوں کے بڑے دشمن تھے۔
مناظرہ کا موضوع تھا: حقِ زہراؑ۔
ٹھہر ٹھہر کر اس لیے پڑھ رہا ہوں تا کہ بندے بندے تک میرا پیغام بہترین طریقے سے پہنچ جائے۔ چھٹے دن مناظرہ ہوا۔
چھٹے دن کے بعد جب صبح کے وقت مناظرہ شروع ہونے لگا تو مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیلؒ نے کہا: قاضی سعید الرحمٰن! کتابیں رکھ دیں۔ اس نے بڑی بڑی کتابیں ہاتھ میں اُٹھا رکھی تھیں۔ مناظرہ شروع ہونے لگا۔
اسماعیل نے کہا: قاضی سعید الرحمٰن! کتابیں رکھ۔
اُس نے کہا: کیا کروں؟
مبلغِ اعظم نے فرمایا: وضو کر۔ صحیح بخاری سر پر رکھ، قرآن اپنے ہاتھوں پر اُٹھا اور کعبے کی طرف رُخ کر کے بتا کہ حضرت محمدؐ کی بیٹیؑ کو انھوں نے خالی ہاتھ بھیجا کہ نہیں۔
جو محمدؐ کی بیٹیؑ کے لیے رو رہے ہو۔ خدا تمھیں کبھی کسی بیٹی کا درد نہ دکھائے۔ جو ہائے کرتے ہو حسینؑ کی ماں تمھیں دنیا کے کسی غم میں ہائے نہ کروائے۔
جنابِ زہراؑ تم سے راضی ہوں۔ چودہ سو سال کے بعد محمدؐ کی اکلوتی بیٹیؑ کے غم میں ہائے کرنے والو! حسینؑ کی ماں تمھارے گھر آباد رکھے۔ تمھارے مریضوں کو اللہ شفا دے۔ اُمتِ مصطفیٰؐ کو زہراؑ کے حق کی پہچان دے۔
تُو وضو کر کے سر پر قرآن رکھ۔ سعید الرحمٰن کعبے کی طرف رُخ کر کے بتا انھوں نے زہراؑ کو خالی واپس بھیجا ہے کہ نہیں بھیجا؟
قاضی سعید الرحمٰن کہتا ہے: میں دل ہی دل میں بڑا خوش ہو گیا۔ مَیں نے سوچا

کہ روزانہ بندے تھانے اور کچہریوں میں جھوٹا قرآن اُٹھاتے ہیں ان کو کیا ہوجاتا ہے جو مجھے کچھ ہوگا۔

اُس نے کہا: میں وضو کرتا ہوں، جھوٹا قرآن اُٹھاتا ہوں۔ میری بلے بلے ہوجائے گی کہ میں نے اسماعیل کو مناظرے میں ہرا دیا۔ مَیں نے مبلغ کو مناظرے میں ہرا دیا۔ پوری دنیا میں قاضی قاضی ہوجائے گی۔

کہتا ہے: میں نے دوڑ کر وضو کیا۔ جو بندہ آیا ہے گھر سے رونے مٹی پر بیٹھ کر محمدؐ کی بیٹی کو۔ حسنینؑ کی ماں کو رونے والو! قاضی سعید الرحمٰن کہتا ہے: میں نے جھوٹا قرآن اُٹھانے کے لیے وضو کیا۔ دوڑ کر قرآن اُٹھایا۔ ابھی قرآن یہاں تک پہنچا تھا اور ہوا یوں کہ اتنا رو رہا تھا اسماعیل کہ اسماعیل کی ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی تھی۔ اسماعیل روتا بھی جا رہا تھا اور رو کر کہتا جا رہا تھا:

محمدؐ کی بیٹیؑ! آپؑ کی اپنی قسمت اس سے زیادہ آپؑ کی وکالت مَیں نہیں کرسکتا۔ جتنا میرا بس چلتا تھا میں نے آپؑ کی وکالت کرلی ہے۔ اب قرآن جانے، قاضی سعید الرحمٰن جانے۔

اسماعیل کو اس طرح کہتے ہوئے دیکھا۔ سعید الرحمٰن نے قرآن سر پر رکھا، مجمع میں دیکھ کر کہا: لوگو! قرآن کی قسم! اسماعیل سچا ہے، محمدؐ کی بیٹیؑ چار گھنٹے کھڑی رہیں۔

ماتم کر، محمدؐ کی بیٹیؑ چار گھنٹے دربار میں کھڑی رہی اور وہ لوگ کرسیوں پر بیٹھے رہے۔

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جنابِ زہراؑ نے محمدؐ کی تحریر کو حوالے کیا۔ میری طرف دیکھنا۔ مَیں ہاتھ جوڑ کر مِنت کرتا ہوں جس بندے کو رونا نہ آئے مَیں جنابِ زہراؑ کے مصائب پڑھ رہا ہوں اُس کے آگے میری مِنت ہے وہ گردن نیچے جھکا لے۔ جسے رونا نصیب ہو وہ جنابِ زہراؑ کے لیے ہائے کردے۔ محمدؐ کی بیٹیؑ سوالی بن کر کھڑی

رہی، لوگ کرسیوں پر بیٹھ کر تحریرِ محمدؐ کو دیکھتے رہے۔ وہ تحریر نامہ ایک نے دوسرے کو دیا، دوسرے نے تیسرے کو دیا، تیسرے نے چوتھے کو دیا۔

چار سو بندے، چار سو بندے کرسیوں پر بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہے۔ حسنؑ و حسینؑ کا سہارا لے کر کانپتی ہوئی زہراؑ نتیجے کا انتظار کرتی رہی۔

مجھے سیّدزادے باوا عقیل شاہ جی! جتنے سیّد بیٹھے ہو اختر بخاری صاحب! میں آپ کو آپ کی دادی کا واسطہ دے کر سیّدوں سے ایک فقرے کی اجازت چاہتا ہوں جتنے سیّد بیٹھے ہو، تمھیں تمھاری دادی کے حق کا واسطہ مجھے اجازت دیتے ہو مَیں اصلی فقرہ پڑھوں۔

سیّدو! اجازت دو۔ شاہ جی اجازت ہے اللہ کے ولی کے فرزند ہو۔ قبلہ عقیل شاہ جی! آپ نے مجھے اجازت دی ہے جو شیعہ بیٹھے ہو، جتنی میری مائیں بہنیں بیٹھی ہیں، جتنی غازیؑ کی کنیزیں بیٹھی ہیں، یہ جنابِ عباسؑ کا عَلَم ہے۔ اگر فقرہ کتاب میں نہ ہو، مَیں اپنی طرف سے پڑھوں تو حضرت امام حسینؑ اور عباسؑ انھی قدموں پر مجھے سزا دیں۔

مَیں فقرہ پڑھنے لگا ہوں۔ ایک ملعون اُٹھا اُس نے جنابِ زہراؑ کے ہاتھ سے حضرت محمدؐ کی تحریر کو چھینا۔ جنھیں میری قسم پر یقین ہے وہ فقرہ سنتا۔ اُس ملعون نے صرف سند پھاڑی نہیں بلکہ حضرت محمدؐ کی تحریر پر جنابِ بتولؑ کے سامنے تھوکنا شروع کر دیا۔ اُس نے حضرت محمدؐ کی تحریر کو پھاڑنا شروع کیا۔ جنابِ زہراؑ کے سارے کے سارے بال سفید ہو گئے۔ کمر جھک گئی۔ کوئی ٹکڑا سلیمانؑ نے اُٹھایا، کوئی ٹکڑا امام حسنؑ نے اُٹھایا اور کوئی ٹکڑا امام حسینؑ نے اُٹھایا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

دوسری مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا ○ (سورۂ مزمل: آیت ۸)
"اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو"۔

سامعینِ گرامی قدر!

اسے مقدر کی بات سمجھیں یا عطائے شہزادیِ کونین کہ اس حقیر کو اتنے بڑے ذاکرین کے کاروان میں مخدومہ کونینؑ نے عزت بخشی کہ میں ذکرِ شہزادیِ کونینؑ کے لیے آپ حضرات کے سامنے آؤں۔ اس کا تعلق خطابت سے نہیں ہے بلکہ عقیدے سے ہے۔ حضرت علیؑ کی ولایت کا تعلق ماں کی شرافت سے ہوتا ہے اور جنابِ زہراؑ سے عقیدت کا تعلق ولدیت کی شرافت سے ہوتا ہے ـــــ (نعرۂ حیدری)

پہلا فقرہ عرض کرنا چاہتا ہوں جس جس مقام تک میری آواز جا رہی ہے خداوند قدوس و برتر اُس مومن کو آباد شاد رکھے جو صبح سے لے کر شام تک اس ذکر میں ایک لمحے کے لیے بھی شریک ہوا ہے۔ جس کی عصمت کے وزن کے سامنے مرسلِ اعظم تعظیماً اُٹھ جاتا ہوا اُسے "فاطمہؑ" کہتے ہیں۔

جسے سمجھ آئی ہے اُسے میں سلام پیش کرتا ہوں۔ جب دو پلڑے رکھو گے جب ایک پلڑے میں وزن زیادہ ہوگا تو دوسرے کو اُٹھ جانا پڑتا ہے۔ جنابِ بتولؑ کی عصمت کا وزن اتنا تھا کہ رسالت والے پلڑے کو اُٹھ جانا پڑتا تھا۔ اگر یہ باپ

بیٹی کے لیے اُٹھا ہوتا تو ہر باپ کے لیے یہ سنت نبویؐ قائم ہوجاتی تھی کہ جب بیٹی آئے تو اُٹھ کر کھڑا ہوجائے لیکن ایسا نہیں ہے۔

دارین میں کوئی کبھی اُٹھا نہیں اور رسولؐ کبھی رُکتا نہیں۔ سلامت و آباد و شاد رہو۔ یہ عنایتِ پروردگار ہے جسے چاہے اس قابل بنائے ورنہ بڑے بڑے رضی اللہ دربار میں گونگے ہوکر بیٹھے رہے تھے کیونکہ حمایتِ بتولؑ میں زبان کی حرکت تائید خداوند قدوس کے بغیر ناممکن ہے اور نہ کسی سے ہوسکتی ہے۔

سامعین گرامی قدر!

اللہ نے معصوم چودہ بنائے، نام اُن کے سات رکھے، اُن سات کے ناموں میں "م" ہے۔ ح ہے پھر "ذ" ہے۔ "ع" ہے پھر "ل" ہے۔ "ی" ہے، "ح" ہے، "س" ہے "ن" ہے مگر "الف" جنابِ فاطمہؑ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہے۔

ہاں وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تقریر طویل نہ ہوگی لیکن چیدہ چیدہ فقرے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ والا "الف"، اللہ والا "الف"، اللہ والا "الف" جس بی بیؑ کے نام میں ہو اُس بی بیؑ کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔

کسی نے چھٹے امام علیہ السلام سے پوچھا: بی بیؑ کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا؟ کیونکہ فاطمہؑ کا مطلب ہے "چھڑانے والی"۔

"چھڑانے والی" جس جس بندے کی توجہ ہے دیکھنا میری طرف۔

بندے نے پوچھا: بی بیؑ کا نام فاطمہؑ کیوں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ وہ علیؑ کے شیعوں کو روزِ اوّل سے آتش جہنم سے چھڑا چکی ہیں۔

غور ہے کہ نہیں ہے۔ "چھڑا چکی ہیں"۔

امام علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ "چھڑائے گی"۔

بی بیؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ "میں اللہ سے بات کروں گی"۔
اگر اُس نے معاف کردیا تو چھڑادوں گی۔

بی بیؑ نے وعدہ کیا ہے بخشش کا ـــــ اور اس کا وعدہ یہ بتاتا ہے جس کے لیے دارین تخلیق ہوئی۔ چھوٹا لفظ ہے دارین جس کے لیے رسولؐ تخلیق ہوا جسے زبان اللہ نے عطا فرمائی ہے جس کے لیے اللہ نے علیؑ کو خلق فرمایا۔ مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! کربلا گاہِ شاہ میں کھڑا ہوکر پڑھ رہا ہوں۔

اصل میں تو کربلا ہے۔ مجھے کربلا کی عزت کی قسم! اللہ فرماتا ہے:

لولا ما خلقت افلاک

میرے حبیبؐ! اگر مَیں آپ کو نہ بناتا تو کائنات نہ بناتا۔

زمین بنی رسولؐ کے لیے، آسمان بنا رسولؐ کے لیے، فرش رسولؐ کے لیے، عرش بنا رسولؐ کے لیے۔ کرسی بنی رسولؐ کے لیے، کائنات بنی رسولؐ کے لیے اور پھر فرمایا:

ولولا علی لما خَلقتك

"اور اگر مَیں علیؑ کو نہ بناتا تو تجھ محمدؐ کو بھی خلق نہ کرتا" ـــــ (نعرۂ حیدری)

اگر تجھے نہ بناتا ـــــ خالق نے کیا فرمایا۔

اگر مَیں رسولؐ کو نہ بناتا تو کچھ بھی نہ بناتا اور پھر فرمایا:

"اور اگر علیؑ کو نہ بناتا تو رسولؐ کو بھی نہ بناتا"۔

پھر آوازِ قدرت آئی:

ولولا فاطمة لما خلقتکما

"اور اگر فاطمہؑ کو نہ بناتا تو نہ نبیؐ کو خلق کرتا اور نہ علیؑ کو ـــــ (نعرۂ حیدری)

جس کے لیے اللہ نے کائنات بنائی وہ مصطفیٰؐ ہے۔ جس کے لیے مصطفیٰؐ بنایا وہ مرتضیٰؑ ہے اور جس کے لیے یہ دونوں بنائے وہ سیّدہ طاہرہؑ ہیں۔

کچھ لوگ جانتے ہیں اکثر کو نہیں پتا۔ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں میرے بھائی جو میرے گھر میں مجھ سے دو سال پہلے آئے لیکن آپ میں سے جو لوگ نہیں جانتے اُن کا تعارف لوگوں کے سامنے کیسے ہوگا۔

آپ کہیں گے یہ ناصر عباس کا بڑا بھائی ہے۔تو اس طرح سے تعارف کیوں؟

تعارف اُس کے ذریعے سے ہوتا ہے جسے لوگ جانتے ہوں۔

جبرائیلؑ نے پوچھا تھا: چادر کے نیچے کون ہیں؟

اللہ نے فرمایا: فاطمہؑ ہے، فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہ کا شوہر ہے اور فاطمہؑ کے بیٹے ہیں۔

پتا چلا آسمان پر یہ خاندان بتولؑ کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

سلامت رہو، آباد و شاد رہو۔

عرش پر اس خاندان کا ذریعہ تعارف سیدہ نساء العالمین ہیں جو مرکزِ عصمت ہے جس کے دشمن پر لعنت کرنے والے کے اللہ گناہ نہیں لکھتا۔ جنابِ سیّدہؑ کی عزت کی قسم! کسی کی خوشامد میں نہیں، کسی کے خوش ہونے کے لیے نہیں۔ کسی کے زور سے نعرہ لگانے کے لیے نہیں۔ مجھے پردہ میں بیٹھی ہوئی پاک شہزادیؑ کی عزت و ناموس کی قسم!

نہ کسی کے ڈر سے، نہ کسی کے لالچ سے میں تو صرف اپنے عقیدے کو بیان کر رہا ہوں اور اسی عقیدے پر پڑھنا چاہتا ہوں۔

کتاب کا نام ہے: ثمرات الحیات۔۔۔۔ عراق سے چھپی ہے آیت اللہ اصفہانی نے اسے تحریر کیا ہے۔

ساٹھ سال کی محنت کے بعد مجتہد نے کتاب لکھی، نام رکھا "ثمرات الحیات"۔ "پوری زندگی کی محنتوں کا پھل"۔ اُس کے اندر چوتھے امامؑ کی حدیث لکھی ہے۔۔۔۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہر بندہ کے دائیں اور بائیں دو فرشتے بیٹھے ہیں۔ کراماً کاتبین ایک نیکیاں لکھتا ہے، اور دوسرا گناہ لکھتا ہے۔ ذرا سی نیکی کرو تو ایک فرشتہ لکھ لیتا ہے اور ذرا سا گناہ کرو تو دوسرا فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ قیامت والے دن یہ طائر الکتب ہوگا۔ یہ لکھے ہوئے پرچے اللہ کے سامنے پیش کریں گے"۔

مجھے حضرت علیؑ کی عزت اور جنابِ بتولؑ کی عصمت کی قسم! علامہ لکھتے ہیں: جو بندہ صبح کے وقت بی بی بتولؑ کے دشمنوں پر لعنت بھیج دے تو اللہ گناہ لکھنے والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس نے بھیجی ہے بتولؑ کے دشمن پر لعنت، یہ پورا دن اگر کوئی گناہ کرے بھی تو نہ لکھنا ــــ (نعرۂ حیدری)

جس کا عقیدہ ہے وہ بولے، جس کا ایمان ہو وہ بولے، جس کو شک ہو وہ بے شک چپ رہے۔ اس لیے کہ چپ رہنے والا اپنے ایمان پر شک نہیں کر پا رہا۔ سیّدوں کے فرمان پر شک کر رہا ہے۔

اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ

..... (سورۂ واقعہ: آیت ۷۵)

"مجھے اُس چوکھٹ کی قسم! جہاں ستارے نازل ہوتے ہیں"۔

تمام روئے زمین کے مفسر اکٹھے کر کے جنابِ بتولؑ کے گھر کے علاوہ کوئی اور دروازہ دکھا دیں، جس مقام پر ستارے آ کر سجدہ کرتے ہوں۔ جہاں پر سلیمان داڑھی سے جھاڑو لگاتا ہو، جہاں پر ملک الموت رُک کر اجازت طلب کرتا ہو، جہاں پر فرشتے غریب، مسکین، بھکاری بن کر جھولی پھیلاتے ہوں۔ جہاں پر انبیاءؑ کو اللہ کا

حکم آئے کہ رُک جا یہ مسجد نہیں بلکہ یہ بتولؑ کا گھر ہے۔

کتنی عجیب ترین بات ہے ساری دنیا پڑھتی ہے حدیثِ کساء۔ ساری دنیا نہیں بلکہ دنیا میں نصیب والے سنتے اور پڑھتے ہیں حدیث کساء۔ حدیثِ کساء آلِ محمدؐ کے بتائے ہوئے اُس طلسم کا نام ہے جس کے لیے رسولؐ خدا کی گارنٹی ہے۔

گارنٹی سمجھتے ہیں ناں جتنا گارنٹی دینے والا مضبوط ہوگا تو اتنا یقین زیادہ ہوگا۔ حدیث کساء پر رسولِؐ خدا کی گارنٹی ہے۔ طالبِ حاجت پڑھے گا تو حاجت پوری ہوجائے گی اور غمگین پڑھے گا تو غم دُور ہوجائے گا۔ ملائکہ اُس کو گھیرے میں لے کر مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔

توجہ ہے کہ نہیں ___!

ساری دنیا اس بات سے واقف ہے کہ جب رسولؐ خدا چادر کے نیچے تشریف فرما تھے تو حضرت علیؑ جیسا امامؑ آیا اور فرمایا:

مَیں رسولؐ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ بی بیؑ کا شاید کوئی بہت بڑا صحن نہیں تھا، چھوٹا سا گھر اور اُس گھر کے صحن میں تشریف فرما ہیں۔ رسولؐ کا اعجاز چادر بتولؑ تھی کہ عین اللہ کو رسولؐ خدا نظر نہیں آئے۔ خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ امام حسنؑ آئے خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ امام حسینؑ آئے خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ خدا اُس منافق پر لعنت کرے جو شیعوں کا لباس پہن کر کبھی ولایتِ علیؑ پر اعتراض کرتا ہے، کبھی حدیث کساء پر اور کبھی نادِ علیؑ پر۔

قرآن اُٹھا کر دیکھو۔ اگر یعقوبؑ کو یوسفؑ کی خوشبو آسکتی ہے۔ اگر جنابِ یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کی خوشبو آسکتی ہے تو جو خوشبوؤں کا اصل ہے۔ ایک صحابی نے خوشبو کو سونگھا اُس کا دل خوش ہوگیا۔

حضور کے پاس آ کر کہتا ہے: یا امام جعفر صادقؑ! اللہ نے یہ خوشبوؤں کو عجیب

کیوں بنایا؟

آپؑ نے فرمایا: خدا نے جب ہواؤں کو خلق کیا، تو ہواؤں کے سامنے علیؑ کی ولایت کو پیش کیا اور جس ہَوا نے سب سے پہلے علی ولی اللہ پڑھا اللہ نے اُسے خوشبو بنا دیا۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

اب خود سوچ لو کہ بدبو کیسے بنی ہو گی۔ یہی فرق ہوتا ہے موالی اور مقصر کی قبر کے حالات میں۔ قبلہ! میں حیران ہوتا ہوں خدا کی قسم! بچپن سے مجلسوں میں یہ سنا ہے، بزرگوں سے یہی سنا ہے اور کتابوں میں یہی پڑھا ہے۔

امام کا مطلب کیا ہے؟ راستہ دکھانے والا جو دارین کو رستہ دکھائے اُسے امام کہتے ہیں۔ جو تین اماموں کو رسالت کا پتا بتائے اُسے زہراؑ کہتے ہیں۔ میں نے کوئی مشکل بات تو عرض نہیں کی۔

ہر ایک نے آ کر پوچھا، لیکن فضائل کی حد تک آخری جملہ کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے حیرانگی ہوئی حسینؑ کے پوچھنے پر۔ جس بندے کو بات نہ سمجھ آئے اُسے بی بیؑ کی قسم! چپ رہے اور جنھیں سمجھ آئے وہ اگر حمایت کر دے گا تو مہربانی ہو گی اگر نہیں کرے گا تو اتنے بڑے مجمع میں اتنی میری اوقات نہیں ہے۔

لیکن یہاں پر ایک فقرہ ضرور کہتا ہوں۔ حسینؑ ابن علیؑ آ گئے چادر کے باہر۔ نانا! اجازت ہے۔ میں اندر آ جاؤں۔ حسینؑ کے مزاج سے واقف نہیں ہو۔ اللہ کی نماز میں بغیر پوچھے پشت پر سوار ہو جاتا ہے۔ رسولِؐ خدا! نماز پڑھ رہے تھے۔ قرآن کی قسم! حسینؑ نے نہیں کہا نانا! آپؐ اللہ کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ رسولؐ کی مسجد ہے کیا اجازت ہے میں آپؐ کی پشت پر بیٹھ جاؤں؟

امام حسینؑ نے جنابِ بتولؑ کی چادر کے باہر کھڑے ہو کر عرض کیا: نانا! اجازت ہے مَیں اندر آ جاؤں۔ اب بھی تجھے پتا نہیں چلا۔ رسولؐ کی مسجد اور ہے؟

بتولؑ کی چادر اور ہے؟

ذکرِ مصائب: شہزادیٔ کونین کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم اور محسنؑ کی شہادت

بڑی خوش قسمتی ہے میرے بھائیوں کی اور بڑا مقدر ہے۔ مجلس کا عنوان کوئی اور بھی ہوسکتا تھا لیکن یہ خاص عطا ہے جناب سیّدۂ کونینؑ کی۔ کائنات کی وہ سب سے سچی بی بیؑ جسے باپ کے نوکروں نے بھرے دربار میں جھٹلا دیا۔ میری ایک التماس ہے کہ جن مرد حضرات کے آستینوں کے بٹن بند ہوں تھوڑی دیر کے لیے انھیں کھول دیں۔

ابھی شاہ صاحب نے فرمایا تھا آپ بھی فرما رہے ہیں۔ مجھے بی بی زینبؑ کے شام میں جانے کی قسم! کائنات کے کسی ذاکر کی جرأت نہیں کہ بی بی زہراؑ کی مکمل شہادت پڑھ سکے۔ بی بیؑ کی مکمل شہادت پوری دنیا میں صرف ایک ذاکر پڑھ سکتا ہے اور وہ ہے پردہ میں بیٹھ کر خون کے آنسو رونے والا بتولؑ کا بیٹا۔

بڑی تسلی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ بی بی پاکؑ کی کُل عمر مبارک ۱۸ سال۔ ۹ سال باپ کے گھر میں گزارے اور ۹ سال شوہر کے گھر میں گزارے۔ جب باپ کے گھر میں تھیں تو دارین میں ایسی بیٹی کوئی نہیں تھی۔ جب شوہر کے گھر میں آئیں تو دارین میں ایسی زوجہ کوئی نہیں تھی۔

قبلہ فرماتے ہیں کہ یہ جوانی کی عمر ہے یا ضعیفی کی عمر——

پوری زندگی میں صرف چار دفعہ مسکرائی۔ علما کی ضمانت سے یہ جملہ کہتا ہوں کہ پوری زندگی میں شہزادیؑ کونین صرف چار دفعہ مسکرائی۔ پہلی دفعہ جب علیؑ کا رشتہ آیا اور دروازے پر ستارے نے آکر سجدہ کیا تو مخدومۂ دارین کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ دوسری مرتبہ جب حسنؑ کی ماں بنی۔ تیسری دفعہ جب حسینؑ کی ماں بنی۔ چوتھی دفعہ جب رسولؐ نے بتایا کہ تُو سب سے پہلے مجھ سے آکر ملے گی۔

کان میں رسولؐ نے فرمایا تھا: زہراؑ! تو جلدی آ کر مجھ سے ملے گی۔ زہراؑ نے سنا، کتنی دکھی تھی محمدؐ کی بیٹی مسلمانوں سے! باپ کے بعد چھے روایتیں ہیں کہ کتنا عرصہ زندہ رہیں۔

پہلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۴۰ دن زندہ رہیں۔ اس روایت کے مطابق ۸ ربیع الثانی کو بی بیؑ دنیا سے چلی گئی۔ دوسری روایت ہے باپ کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں۔ اِس روایت کے مطابق ۱۳ جمادی الاول بی بیؑ کی شہادت کا دن ہے۔ تیسری روایت ہے باپ کے بعد ۹۰ دن زندہ رہیں۔ چوتھی روایت ہے باپ کے بعد ۹۵دن زندہ رہیں۔ پانچویں روایت ہے باپ کے بعد ۱۰۰ دن زندہ رہیں۔ چھٹی روایت ہے باپ کے بعد ۱۲۰دن زندہ رہیں۔

مجھے قرآن کی عزت اور جنابِ بتولؑ کی عصمت کی قسم! چاہے ۴۰دن زندہ رہی ہوں یا ۱۲۰دن۔ باپ کے بعد دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکیں۔ ہر وقت ہاتھ اپنے دائیں پہلو پر رکھتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس سے پہلے کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ رسولؐ کی بیٹی یہاں پر ہاتھ کیوں رکھتی ہے۔

زندگی کی آخری رات میں جنابِ زہراؑ نے کانپتا ہوا ہاتھ پہلو سے اُٹھایا۔ جو سیّد ہو اپنی دادی کا صدقہ مجھے معاف کرنا۔ مَیں غلط پڑھوں تو جنابِ زہراؑ میری شفاعت نہ کرے۔ کانپتا ہوا ہاتھ اُٹھایا جیسے ہی امیرالمومنینؑ نے جنابِ بتولؑ کا خون سے بھرا ہوا ہاتھ دیکھا تو علیؑ کی چیخ نکل گئی۔

روکر کہا: زہراؑ! یہ لہو کیسا ہے؟

ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے: یا علیؑ! اگر خدمت میں کوئی کمی آ گئی ہو تو معاف فرما دینا۔ میں چھے مہینے آپؑ کی کوئی خدمت نہیں کرسکتی۔

حیران ہو کر نہ دیکھنا جسے رونا نہ آئے وہ سر جھکا لے۔

یا علیؑ! اگر خدمت میں کوئی کمی آ گئی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں: خدمت کی بات چھوڑیں یہ بتائیں کہ یہ لہو کیسا ہے؟

رو کر فرمایا: مولاؑ! جب دروازہ میرے پہلو پر گرا تھا تو میری پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ چھ مہینے تک میری دائیں پسلیاں میری بائیں پسلیوں سے ـــــ

حیران ہو کر نہیں میرے بھائی! تمھارا تعلق کسی مذہب سے ہو، کسی فرقے سے ہو، میں زیادہ نہیں ایک جملہ اور پڑھوں گا جھولی پھیلا لینا۔

پڑھ سکتا ہے کوئی شہادت ـــــ؟

جنابِ سیدہؑ کی قسم! امامِ زمانہؑ پڑھیں گے۔

میں ایک فقرہ کہتا ہوں صرف مومن کے سوچنے کے لیے کبھی تنہائی میں رونے کو دل چاہتا ہو اور ذاکر میسر نہ آئے تو پھر ایک جملہ سوچ لیا کر۔ تجھے قیام میں رونا آئے گا، تجھے قنوت میں رونا آئے گا، تجھے رکوع میں رونا آئے گا، تجھے بستر پر رونا آئے گا۔

امامِ حسینؑ تجھے کوئی غم نہ دے سوائے غمِ حسینؑ کے۔

ایک منٹ مَیں منت کرتا ہوں ذرا غریبوں والی شکل بنالو۔ میں سیّدوں کی غربت سناؤں تجھے۔ مجھے بتولؑ کی چادر کی قسم! ۳۶ بدمعاش باہر سے دروازے کو دھکا دیتے تھے، اکیلی جنابِ زہراؑ اندر سے دروازہ بند کرتی تھیں۔ کمینے دروازے کو دھکا دیتے تھے۔

مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! مَیں کتنی باتیں چھپا کر گزر رہا ہوں۔ مولاؑ! جلدی آیئے! میں آپؑ کی دادی کی غربت پڑھ کر سناؤں۔

ایک شخص اپنے جوتوں کے ساتھ بتولؑ کے دروازے پر ٹھوکریں مارتا تھا۔

دوسرے نے کہا: زہراؑ ہٹ جا، ورنہ ہم دروازے کو آگ لگا دیں گے۔

جنابِ بتولؑ کہتی ہیں: حیا کر، میں رسولؑ کی بیٹی ہوں۔

مدینے کے لوگوں نے دروازے کو آگ لگائی۔ اب میری طرف دیکھنا جو ماتم

کو جائز سمجھتا ہے۔اس شخص نے دروازے کو دھکا دیا۔جلتا ہوا دروازہ پیچھے پتھروں کی دیوار، درمیان میں ماں حسنؑ و حسینؑ کی۔

ادھر خالی دروازہ ہی نہیں گرا۔اس دروازے میں لوہے کی ایک میخ بھی تھی جو آگ کی وجہ سے تپی ہوئی تھی، وہ جنابِ فاطمہؑ کے پہلو پر لگی۔ادھر دروازہ بی بیؑ پر گرا اور اُدھر ایک بے دین نے تازیانہ ہوا میں لہرا کر محمدؐ کی بیٹی کو تازیانہ مارا۔

بتولؑ کی چیخ نکلی۔

یا علیؑ! یا علیؑ ــــ یا علیؑ! جلدی آؤ، میرا محسن شہید ہو گیا۔

ماتم کرــــ ماتم کرا!

جنابِ فضہؑ قریب آئی۔ہائے میری بی بیؑ! ہائے میری بی بیؑ!

مولاؑ تمھارے درجات بلند کرے۔

عزادارانِ امامِ مظلومؑ!

یہ جملہ شاید اکثر مومنین نے نہ سنا ہو۔کوئی دعا ہو تو جھولی پھیلاؤ۔جھولی پھیلا کر میری ماؤں! بہنو!، بیٹیو! بی بی فاطمہؑ تمھارے پردے سلامت رکھے۔

قبلہ جملہ سننا!

نبیؐ کی بیٹی گری۔جنابِ فضہؑ قریب آئی۔

پہلا سوال کیا کہ علیؑ کہاں ہیں؟

قبلہ! یہ نجف کے عالم کا فقرہ ہے، وہ فرماتے ہیں: امام حسینؑ سے زیادہ مظلوم تھے علیؑ۔حسینؑ کی زندگی میں کوئی مستور زخمی نہیں ہوئی۔علیؑ وہ غریب ہیں جس کے سامنے زہراؑ زخمی ہو گئیں۔

بی بیؑ نے پوچھا: فضہؑ! علیؑ کہاں ہیں؟

فضہؑ رو کر کہتی ہے: ظالم علیؑ کے گلے میں رسّی ڈال کر لے گئے ہیں۔

علیؑ کے گلے میں رسی کا نام آیا، تڑپ کر زہراؑ اُٹھیں۔ رسولؐ کا عمامہ سر پر رکھا، محمدؐ کی عبا پہنی، محمدؐ کے نعلین پہنے، رسولؐ کا عصا ہاتھ میں لے کر محمدؐ کی طرح چلتی ہوئی زہراؑ قبرِ رسولؐ پر تشریف لائیں۔

بی بیؑ نے عمامہ اُتارا۔ بی بیؑ نے بال کھولے۔ قبرِ محمدؐ پر زلزلہ آیا۔

اتنے میں حضرت علیؑ کی آواز آئی: زہراؑ! بددعا نہ کرنا، ورنہ مدینہ غرق ہوجائے گا۔

ایک مدینے کا مومن تھا۔ مدینے کا مومن مدینے میں رہنے والا۔ مدینے سے وہ پہلی مرتبہ مشہد گیا۔ اُس نے وہاں پر سونے کا گنبد دیکھا۔ چاندی کی ضریح دیکھی۔ اُس نے ہاتھ میں ایسے زیارت نامہ اُٹھایا، امام رضاؑ کا روضہ دیکھ کر کہتا ہے:

السلام علیك یا غریب الغرباء

کانپ کر زمین پر بیٹھا، رو کر کہتا ہے معاف کرنا۔ میں آپؑ کو غریب نہیں کہوں گا۔ مولا رضاؑ! غریب دیکھنے ہوں تو میرے ساتھ مدینے چلیے، میں آپؑ کو آپؑ کی دادی زہراؑ کی قبر دکھاؤں جہاں پر آج تک مسلمان چراغ نہیں جلانے دیتے۔

دو پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ دُور سے اگر کوئی رونے لگے تو دوسرا مومن کہتا ہے: آہستہ رو، آہستہ رو، آہستہ رو۔

مجھے اس منبر کی قسم! جملہ سننا۔

قبلہ لوگ کہتے ہیں: جنت البقیع کا قبرستان۔ میں کہتا ہوں قبرستان نہیں جنت البقیع کا زندان۔ قبرستان میں تازیانوں کے پہرے نہیں ہوتے، جا کر جنابِ بتولؑ کی قبر پر دیکھو۔ آج تک حسنینؑ کی ماں قید خانے میں ہے۔ ملاقات کے لیے مسلمانوں نے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

تیسری مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مل کر صلواۃ پڑھیں بلند آواز سے محمدؐ وآلِ محمدؐ پر۔

سامعینِ گرامیِ قدر!

خداوندِ عالم حجتِ خدا کی عزت و عظمت کے صدقے میں مجلسِ عزا کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین سارے کہا کریں۔ کیونکہ مومن کی زینت ہے کہ وہ مومن کی دعا پر بلند آواز سے آمین کہتا ہے۔

معصوم امامؑ کا فرمان ہے: جو بندہ مومن کی دعا پر آمین نہ کہے وہ بخیل ہے۔

فرمایا: مانگنا اِس نے ہے اور دینا اُس نے ہے۔ یہ خالی آمین بھی نہ کہے تو بخیل نہیں تو اور کیا ہے۔

اہلِ ایمان کو یہ بات سمجھانا مشکل نہیں ہے۔ ساداتِ عظام تشریف فرما ہیں۔ عزادارانِ امامؑ تشریف فرما ہیں، اللہ ڈاکٹر صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

اہلِ ایمان کے بچے بچے کو یہ بات پتا ہے کہ شہنشاہِ انبیاءؐ بھی دعا مانگے تو وہ بھی ایسے فرماتے ہیں: فاطمہؑ! میں دعا مانگتا ہوں تم آمین کہو۔

جس کی آمین کے بغیر نبیوں کے سلطان کی دعا قبول نہ ہو، شریعت میں اُسی کو زہراؑ کہتے ہیں۔

آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں۔ سیدالانبیاءؐ کی دعا جس کی آمین کی محتاج ہو اُس ہستی کا نام ہے جنابِ زہراؑ۔ جس کے دروازے پر دونوں جہاں کے فقیر خیرات

مانگنے آتے ہوں۔۔۔۔(نعرۂ حیدری)

پوری کائنات میں جنابِ بتولؑ کے علاوہ کوئی دروازہ نہیں۔ پوری کائنات میں شہزادیِ کونینؑ کے علاوہ کوئی دروازہ نہیں جہاں پر دونوں جہان کے فقیر مانگنے آتے ہیں۔ فرش والے سلیمانؓ و ابوذرؓ بن کر آتے ہیں۔ عرش والے کبھی درزی بن کر کبھی یتیم بن کر، کبھی مسکین بن کر اور کبھی اسیر بن کر آتے ہیں۔

فقرہ عرض کرتا ہوں صاحبانِ معرفت تشریف فرما ہیں۔ میری عقیدت کی سجدہ گاہ ہے ملکہ عالمیان۔ اس پاک شہزادی کی بارگاہ میں فقرہ عرض کرنے لگا ہوں۔ بی بیؑ قبول فرمالے۔ پوری کائنات میں ایک جنابِ زہراؑ کا دروازہ ہے جہاں پر مقدر اپنا فیصلہ سننے کے لیے آتے ہیں۔۔۔۔(نعرۂ حیدری)

پوری کائنات میں ایک جنابِ زہراؑ کا دروازہ ہے۔ پوری کائنات میں ایک میری مخدومہ کا دروازہ ہے جہاں پر مقدر اپنا فیصلہ سننے کے لیے آتے ہیں۔

آسمان والوں کی تقدیروں کے فیصلے اسی گھر میں ہوتے ہیں۔ رحمت للعالمینؐ کو بھی سکون چاہیے ہو تو اِسی کی چادر میں تشریف لاتے ہیں۔

محترم سامعین!

اِس لفظ پر ایک دفعہ پھر توجہ چاہتا ہوں جو خود رحمت للعالمینؐ ہے۔ اُسے سکون کی تلاش ہو، رسالت کو اپنے بدن میں ضعف محسوس ہوا۔ ضعف کو دُور کرنے کے لیے پیغمبرِ اعظمؐ شفا خانۂ زہراؑ میں تشریف لائے۔

جنابِ سیّدہؑ آپ کو سلامت رکھے۔

اپنے ضعف دُور کرنے کے لیے سیّدالانبیاءؐ شفا خانۂ زہراؑ میں تشریف لائے۔ مریضوں کو اکثر چادر اُوڑھا دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے سیّدہ عالمیان نے پیغمبرِ اعظمؐ کو چادر اُوڑھا دی۔ جس وجہ سے ضعف تھا بی بیؑ نے وہ نسخے بھیجنا شروع

کردیے ___ (نعرۂ حیدری)

کیونکہ کائنات سوچتی نہ رہ جائے کہ آخر نبوت اور ضعف کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

قبلہ ___!

میرا مذہب تو اجازت ہی نہیں دیتا کہ نبیؐ ہو اور ضعف ہو جائے اور حدیث کساء یہ کہتی ہے کہ رسالت کو ضعف تھا اور مباہلہ میں اعلان کر دیا کہ تم اپنے بیٹے لاؤ، ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں۔ اعلان قرآن میں کروا دیا۔ اسی قرآن میں یہ بھی اعلان تھا کہ محمدؐ کے اپنے بیٹے نہیں ہیں۔

اب ضعف تھا، تین چیزیں چاہیے تھیں۔ ابناء چاہیے تھے، نساء چاہیے تھی، انفسنا چاہیے تھا۔ پیغمبرؐ نے تینوں علیؑ کے گھر سے لیے۔ ابناء نا علیؑ کے گھر سے، نساء نا علیؑ کے گھر سے اور انفسنا علیؑ کے گھر سے۔

یارسولؐ اللہ! کوئی چیز کہیں اور سے لے لیں اور کوئی چیز کہیں سے لے لیں اور کوئی چیز یہاں سے لے لیں۔

پیغمبرؐ خدا فرمائیں گے: اُمت کے لیے مثال قائم کر رہا ہوں جو گھر نبوت کی ضرورت پوری کر سکتا ہو، وہ اُمت کی ساری ضرورتیں کیوں نہیں پوری کر سکتا ___ (نعرۂ حیدری)

سلامت رہو، آلِ محمدؐ تمھیں آباد و سلامت رکھیں۔

پہلے پہلے ضرورت تھی ابناء نا۔ امام حسنؑ کو بھیجا امام حسنؑ کے مقدر پر کائنات قربان۔ ہر جگہ پر خدا چاہتا ہے کہ حسینؑ سے پہلے حسنؑ ہو۔

جو اِس فقرے پر نہ بول سکا تو پھر میرے سمجھانے میں کمی ہے۔ آغوشِ زہراؑ میں بھی حسینؑ سے پہلے حسنؑ۔

جو اَب بھی چپ ہے اُسے پھر سمجھاتا ہوں۔

پیغمبرؐ کے کندھوں پر بھی حسینؑ سے پہلے حسنؑ۔ علیؑ کے شجرے میں بھی حسینؑ سے پہلے حسنؑ۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۞ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۞ (سورۃ التین: آیات ۱-۲)

"تین کی قسم! زیتون کی قسم! طورِ سینا کی قسم! بلدِ امین کی قسم!"

مولوی کہتا ہے: تین سے مراد انجیر۔ اللہ ہو کر انجیر کی قسمیں کھا رہا ہے۔ اللہ ہو کر زیتون کی قسمیں کھا رہا ہے۔ صاحب تفسیر رموز و تنزیل نے لکھا ہے:

تین الحسن، والزیتون الحسین

"تین سے مراد حسنؑ ہے، زیتون سے مراد حسینؑ ہے۔ بلد امین سے مراد شہرِ علم ہے"۔

توجہ ہے!

آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں۔

بلد امین سے مراد شہرِ علم ہے۔ طورِ سینا سے مراد علی ابن ابی طالب علیہا السلام۔ اب قرآن کا لطف آئے گا۔

خدا فرما رہا ہے:

"حسنؑ کی قسم! حسینؑ کی قسم! علیؑ کی قسم! شہرِ علم کی قسم"۔ (نعرۂ حیدری)

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

(سورۂ رحمٰن: آیت ۱۹، ۲۲)

صاحبانِ معرفت و صاحبانِ علم جانتے ہیں کہ لؤلؤ پہلے اور مرجان بعد میں۔ یعنی حسنؑ پہلے اور حسینؑ بعد میں۔ پہلے پہل امام حسنؑ آئے اور آ کر کہنے لگے کہ میں خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

سیّدہؑ کا گھر بہت بڑا گھر نہیں تھا۔ عزت کے لحاظ سے سب سے بڑا گھر اور

رقبے کے لحاظ سے چھوٹا سا گھر۔ خود فرماتے ہیں کہ "اللہ بہت مال بھی دے دے تو اتنا بڑا گھر نہ بنانا کہ فقیر کی آواز تمھارے کانوں تک نہ پہنچے"۔

غور ہے کہ نہیں!

فرمایا: اتنا بڑا صحن مکروہ ہے جس میں فقیر کی آواز تمھارے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔

سامعین گرامی قدر!

اُس چھوٹے سے گھر میں امام حسنؑ آئے۔ ایک چادر کے نیچے رسولؐ خدا تشریف فرما ہیں اور امام حسنؑ پوچھ رہے ہیں: میں خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

جنابِ زہراؑ بتاتی ہیں کہ چادر کے نیچے۔

پھر امام حسینؑ آئے۔ جنابِ زہراؑ نے بتایا: چادر کے نیچے۔

مَیں منبر پر کھڑا ہوں صاحبِ علم و معرفت قبلہ کاظمی صاحب منبر پر تشریف فرما ہیں۔ مَیں منبر پر کھڑے ہو کر یہ عرض کرنے لگا ہوں کہ میں علمِ معرفت کا قائل ہوں۔ جہاں جہاں صاحبِ علم تشریف فرما ہیں میں قسم کھا کر یہ فقرہ کہتا ہوں کہ مولا علیؑ آئے تو جنابِ زہراؑ سے پوچھا۔

جنابِ بتولؑ نے بتایا کہ چادر کے نیچے۔

امام وہ ہوتا ہے جو کائنات کو منزل کا پتا بتائے۔ جو تین اماموںؑ کو رسالت کا پتا بتائے اُسے زہراؑ کہتے ہیں ـــــ (نعرۂ حیدری)

امام وہ ہوتا ہے جو رہنمائی کرے۔ جو علیؑ، حسنؑ، حسینؑ جیسے امام کی رہنمائی کرے اور رسالت کا پتا بتائے۔ اُس ہستی کا نام ہے زہراؑ۔ انھوں نے بتایا کہ وہاں ہے۔

امام حسینؑ چادر کے باہر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ نانا اجازت ہے میں اندر آ جاؤں؟

شیرازی صاحب! کون سا شیعہ ہے جو امام حسینؑ کے مزاج سے واقف نہیں ہے۔ یہ اللہ کی نماز میں رسولؐ کی مسجد میں پیغمبرؐ کی پشت پر بغیر اجازت کے بیٹھتا ہے۔

باوا اکرم شاہ! یہ فقرہ ہر بندے تک پہنچ جائے تو مجھے لطف آئے گا۔ نماز اللہ کی ــــ تین معراجیں ایک حسینؑ کے نیچے آ گئیں۔ نماز مومن کی معراج، سجدہ نماز کی معراج اور نمازی صاحبِ معراج۔

کسی بکے ہوئے ضمیر والے مولوی نے بھی اب تک یہ نہیں کہا کہ امام حسینؑ نے پوچھا ہو کہ نانا! اجازت ہے۔ اللہ کی نماز ہے میں آپؐ کی پشت پر بیٹھ جاؤں؟

جو اللہ کی نماز میں حضرت محمد ﷺ کی پشت پر آ کر بیٹھے وہ جنابِ بتولؑ کی چادر کے باہر کھڑے ہو کر پوچھتا ہے کہ اجازت ہے میں اندر آ جاؤں۔

پتا چلا کہ حضرت محمدؐ کی مسجد اور ہے، جنابِ بتولؑ کی چادر اور ہے۔

تیری چادر پر دارین نثار ــــ (نعرۂ حیدری)

شہزادیِ کونینؑ! تیری عزت و عظمت پر کائنات نچھاور۔ آخر میں وہ خود آئی جس کی حکمت تھی۔ پہلے تین نسخے بھیجے۔ تین نسخے بھیجنے کے بعد خود آئی۔ سیدۂ کونینؑ کے دروازے سے اتنی جلدی شفا ملتی ہے۔ میں آلِ محمدؐ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اِس شہزادی سے زیادہ کائنات میں کوئی عطا کرنے والی بڑی ہستی نہیں ہے؟ جس رنگ میں مخدومہ عطا کرتی ہیں اس رنگ میں کوئی عطا کر ہی نہیں سکتا۔ اِس کی نسبت کی وجہ سے خاندان میں عہدے تقسیم ہوئے۔

سامعینِ گرامی قدر!

اشارتاً فقرہ عرض کیے دیتا ہوں تشریح کرنے کا وقت نہیں۔

تھوڑی دیر پہلے کے ضعیف کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنا شروع ہو گیا۔ اتنی جلدی شفاء ملی شفا خانۂ زہراؑ سے۔ وہ جو تھوڑی دیر پہلے مریض تھا

اُس نبیؐ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔
چمک باہر نکلی۔ ملائکہ نے آسمان سے پوچھا:

یَا رَبِّ وَمَنْ تَحْتَ الْکِسَآءِ

"پروردگار! چادر کے نیچے کون ہیں؟"

نوکر ہو کر، کمی ہو کر، برتن دھونے والا ہو کر سارے دن کا نوکر، شام کو مالک کو دیکھ کر یہ پوچھے کہ یہ کون ہیں؟ بات حیرت ناک ہے کہ نہیں۔ قبلہ ۲۱ جوابات ہیں بزرگ علما کے۔

سارے نہیں پڑھتا جہاں تک آپ سنیں گے عرض کرتا جاؤں گا۔

پہلے فقرہ پڑھتا ہوں سامنے سوئے ہوئے مردِ قلندر کا۔ علامہ اظہر حسن زیدی قبلہ فرماتے تھے:

گھپ اندھیرے میں اچانک روشنی آنکھوں میں پڑے تو بندہ پوچھنے لگ جاتا ہے کون ہے؟

اللہ اِن ہاتھوں کو سلامت رکھے۔ سیّدۂ کونین تمھیں آباد و سلامت رکھے۔

اچانک اندھیرے میں روشنی آنکھوں میں پڑے، جس کو سمجھ آئے وہ بولے ضرور۔ اچانک اندھیرے کے اندر روشنی پڑے تو بندہ پوچھتا ہے کون ہے؟ زیدی صاحب فرماتے تھے:

سیّدہؑ کا قدم مبارک چادر کے اندر آیا تو نُور کی ایسی لائٹ نکلی کہ جس سے جبرائیلؑ کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اُس نے پَروں کو اپنی آنکھوں پر رکھ کر پوچھا: کون ہے؟ــــ (نعرۂ حیدری)

فقرہ پڑھنے لگا ہوں خطیب اعظم سیّد محمد دہلوی، ہمارے مذہب کے ایک بزرگ عالمِ دین سیّد محمد دہلوی، فرماتے ہیں:

فرشتوں نے اُدھار اتروانا تھا ان کا قرضہ تھا اللہ کے ذمے، کیسے؟

انھوں نے پوچھا تھا: یہ کون ہیں؟؟

جب تخلیقِ آدم ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ (سورۃ بقرہ: آیت ۳۱)

"اللہ نے فرمایا: اگر تم (اپنے دعویٰ میں کہ ہم خلافت کے مستحق ہیں) سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ"۔

ذرا مجھے اِن کے نام بتاؤ۔

آج فرشتوں نے قرضہ اُتارا۔

سرکار! آج آپ نام بتائیں۔

توجه ہے كه نہیں!

سرکار! آج آپ نام بتائیں۔ اگلا فقرہ پڑھ رہا ہوں حضرت فیض محمد مخلیاویؒ، قبلہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اور فرشتوں میں یہ معاہدہ ہوا کہ موضوع ہوگا پنجتنؑ، مجلس ہوگی ہر وقت، کبھی اللہ پڑھے گا اور فرشتے سنیں گے"۔

سلامت رہو، آباد و شاد رہو!

کبھی فرشتے پڑھیں گے اور اللہ سنے گا۔ موضوع پنجتن رہتا ہے، کبھی اللہ اِن کے نام لیتا ہے۔

سیّد علی نقی نقن کا فقرہ پڑھتا ہوں اور یہ فقرہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ قبلہ و کعبہ کا فقرہ ہے، وہ فرماتے ہیں:

استفہام ہمیشہ دلیل جہالت نہیں۔ ہر پوچھنے والا جاہل نہیں ہوتا۔ ورنہ اللہ

نے موسیٰؑ سے کیوں پوچھا کہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

قرآنِ مجید کی آیت ہے، اللہ پوچھتا ہے:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى (سورۂ طٰہٰ: آیت ۱۷)

''اور اے موسیٰؑ! یہ تمھارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟''

پوچھا کیوں؟۔۔۔ اس لیے کہ موسیٰؑ کو تھی عصا سے محبت اور اگر کسی سے اس کا ذکر کرو جس سے وہ محبت کرتا ہو تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور خوش ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ لمبی لمبی باتیں کرتا ہے۔ اللہ نے موسیٰؑ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

جواب تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ عصا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰؑ نے صرف عصا نہیں بتایا بلکہ نام بتانے کے بعد اس کے فضائل بھی پڑھنے شروع کر دیے۔

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرٰى ○ (سورۂ طٰہٰ: آیت ۱۸)

''میں اس کا تکیہ بناتا ہوں، میں اس کی جھونپڑی بناتا ہوں، میں اس کی چادر بناتا ہوں، میں اس سے بکریاں چراتا ہوں''۔

فضائل اس لیے پڑھے کہ اُس نے نام پوچھا، اس نے فضائل شروع کر دیے۔ اب فرشتوں نے خالی نام پوچھا۔ اس نے خالی نام نہ بتائے بلکہ فضائل بھی بتائے۔

اِنِّي مَا خَلَقْتُ سَمَآءً مَّبْنِيَّةً وَّلَا اَرْضًا مَّدْحِيَّةً

''میں سورج نہ بناتا اگر انھیں نہ بناتا، میں چاند نہ بناتا اگر انھیں نہ بناتا''۔

شہزادہ بھائی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اسپیکر نہ لگاتا اگر مجلس نہ ہوتی۔ میں ٹینٹ نہ لگاتا اگر مجلس نہ ہوتی۔ میز نہ رکھواتا اگر مجلس نہ ہوتی۔ بھئی آپ لوگ اسی لیے تشریف

فرما ہیں کہ مجلس ہے۔ مجلس ختم ہو جائے گی تو آپ اپنے گھر میں اپنی منزل پر چلے جائیں گے۔ لائٹیں آف ہو جائیں گی، نقوی صاحب اسپیکر لے جائیں گے۔ جب تک مقصد رہتا ہے چیز رہتی ہے۔

سورج بنا ہے ان کے لیے، چاند بنا ہے ان کے لیے۔ اگر وہ پردے میں نہ بیٹھا ہوتا تو ـــــ نہ سورج نکلتا، نہ چاند چمکتا، نہ زمین۔

زمین سے غلّہ نکلتا ہے میرے اسی مولاؑ کے صدقے۔ یاد ہے حدیث میں خدا نے کیا کہا:

هُمْ فَاطِمَةُ وَاَبُوْهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوْهَا .....

"اس میں فاطمہؑ ہے، فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر، فاطمہؑ کے بیٹے ہیں"۔

اگر اللہ تعالیٰ فرماتا کہ محمدؐ ہے، محمدؐ کی بیٹی ہے تو مسلمان تو fill in the blanks کے ماہر ہیں۔ پتا نہیں کس کس بیٹی کا نام لکھ دیتے۔ فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر ہے، فاطمہؑ کے بیٹے ہیں۔ قرآن کی قسم! ایسا لطف ہے کہ میرا دل کرتا ہے کہ مَیں ساری رات پڑھتا رہوں۔

اللہ فرماتا ہے: چادر کے نیچے فاطمہؑ ہے، فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر ہے۔ بندے تھک گئے نبیؐ کو رشتے دے دے کر کہ کسی طرح سے نبیؐ سے کوئی رشتہ داری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو نبیؐ کی رشتہ داری کے لیے لفٹ ہی نہیں کرائی۔ جنابِ فاطمہؑ کی رشتہ داری کو بتا کر دنیا کو یہ بتا دیا کہ نبیؐ کے بعد یہ نہ پوچھنا کہ نبیؐ کے کیا لگتے ہو بلکہ یہ پوچھنا کہ بتولؑ کے کیا لگتے ہو۔

عزت اس کی ہے جو فاطمہؑ کا رشتہ دار ہے۔ منزلت اس کی ہے جو فاطمہؑ کا رشتہ دار ہے۔ بلندی اس کی ہے جو فاطمہؑ کا رشتہ دار ہے۔ پھر تعارف ہوتا ہے اس

کے ذریعے جو زیادہ مشہور ہو۔ دو چار مومنین کے علاوہ میرے بھائی کو آپ میں سے کوئی نہیں جانتا سوائے چند دوستوں کے۔ جو قریبی ہیں وہ جانتے ہیں لیکن مجھ سے بڑا ہونے کے باوجود اگر وہ یہاں پر آجائے تو ان کا تعارف یہی ہے کہ وہ ناصر عباس کا بھائی ہے۔ وہ بڑا ہی سہی لیکن آپ انھیں نہیں جانتے۔ تعارف میرے ذریعے سے ہوگا۔

فرشتے پوچھتے ہیں: کون ہے؟

فاطمہؑ کا باپ ہے، فاطمہؑ کا شوہر ہے، فاطمہؑ کے بچے ہیں۔ پتا چلا عرش پر یہ خاندان فاطمہؑ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ آسمانوں پر اس خاندان کا ذریعۂ تعارف ملکہ ممکنات ہے۔

وَاَبُوْهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوْهَا

ایک ہوتا ہے واحد اور دو ہوں تو جمع۔ ایک ہوتا ہے بیٹا اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو بیٹے۔ فارسی میں ایک ہو تو پسر اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو پسران۔ انگلش میں ایک ہو تو son اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو sons۔ عربی میں ایک ہو تو ابنٌ اور دو ہوں تو اِبنان۔ تین ہوں تو بنو۔

مُلّا کہتا ہے: ایک حسنؑ اور حسینؑ ہے۔

اللہ کہتا ہے: بنوھا۔

حضرت امام حسنؑ سے حضرت امام مہدیؑ تک سارے کے سارے چادر کے نیچے ہیں۔ یا تو مولوی فتویٰ دے کہ اللہ کو عربی نہیں آتی۔ کیوں میرا عزیز یا تو یہ کہا جائے کہ معاذ اللہ اللہ کو عربی کا پتا نہیں۔ اگر اللہ کو آتی ہے اور اللہ خالق ہے تو اس نے کہا ہے بنوھا۔

حضرت امام حسنؑ سے لے کر حضرت امام مہدیؑ تک سب کے سب چادر

کے نیچے ہیں۔ سیّد سجاد تو ابھی آئے نہیں تھے تو پھر چادر کے نیچے کیسے تھے؟ باقر العلومؑ تو ابھی آئے نہیں تھے تو پھر چادر کے نیچے کیسے تھے؟ جب تم یہ سمجھ لو گے کہ آدمؑ سے پہلے سارے کے سارے کیسے تھے؟

آلِ محمدؑ آپ کو سلامت رکھیں!

یعنی مولوی یہ تو مان لیتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے مٹی تھی۔ اسے مٹی پر کبھی غصہ نہیں آتا۔ بھئی ہم بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ آدمؑ سے پہلے مٹی تھی۔ کچھ بندے یہ سوچ رہے ہیں کہ آدمؑ سے پہلے مٹی تھی کہ نہیں تھی؟

بھئی آدمؑ سے پہلے مٹی تھی! مٹی ہی سے تو وہ بنے تھے۔ تو آدمؑ مٹی سے بنا تھا اس لیے آدمؑ مٹی کا بیٹا ہے اور حضرت علیؑ مٹی کا باپ ہے۔

بھئی! آدمؑ مٹی سے بنے۔ بھئی! مٹی سے بھی نہیں چار چیزوں سے بنے: آگ، پانی، مٹی اور ہوا سے۔ ان چار چیزوں سے آدم بنے۔ اللہ نے شیطان سے فرمایا: تو سجدہ کیوں نہیں کرتا اس کے سامنے؟

کہنے لگا: یہ مٹی سے بنا ہے۔ پورے قرآن میں کسی جگہ پر نہیں آیا کہ شیطان کو آگ پر اعتراض ہو، پانی پر اعتراض ہو اور ہوا پر اعتراض ہو۔ یہ کم بخت ان تینوں کا ساتھی ہے اور چوتھے کا دشمن ہے۔

غور ہے یا نہیں؟

آپ گھبرائیں نہیں مجھے پتا ہے کہ ایسا کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس میں کون سی غلطی ہے۔ میں نے سیدھا کہا ہے کہ پورے قرآن میں کسی بھی مقام پر آگ پر کوئی اعتراض نہیں، پانی پر کوئی اعتراض نہیں، ہوا پر کوئی اعتراض نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ تراب کے دشمن کی عبادت قبول نہیں کرتا تو ابوتراب کی ولایت کے منکر کی عبادت کیسے قبول کرے گا؟

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ

"اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو خلق کیا"۔

ذات کو نہیں ــــ ذات ہوتی تو مصطفیٰؐ اکیلا ہوتا۔ نُور ہے تو سارے کے سارے ہیں۔

کیونکہ یہ مولوی نے بے ایمانی کی ہے۔ اس نے کہا: چودہ کے چودہ۔ بڑے دھڑلے سے ترجمہ کیا: اَوّلنا محمد واوسطنا محمد وآخرنا محمد وکُلنا محمد۔ "پہلا محمدؐ، درمیان والا محمدؐ، آخری محمدؐ، سارے کے سارے محمدؐ"۔ پھر مولوی جوش میں آ کر کہتا ہے: چودہ کے چودہ محمدؐ۔

مولوی نے زور دیا عقل مند کو سوچنا چاہیے کیونکہ اِس فرمان میں چودہ کا لفظ ہے ہی نہیں۔ فرمان ہے کُلنا محمد۔ ہم سارے محمدؐ، سارے محمدؐ کا مطلب ہے محمدؐ محمدؐ ہے، علیؑ محمدؐ ہے، حسنؑ محمدؐ ہے، حسینؑ محمدؐ ہے، علیؑ محمد ہے، محمدؑ محمدؐ ہے، جعفرؑ محمدؐ ہے، کاظمؑ محمدؐ ہے، علیؑ محمدؐ ہے، محمدؑ محمدؐ ہے، علیؑ محمدؐ ہے۔ حسنؑ محمدؐ ہے، بارھواںؑ محمدؐ ہے، ابوطالبؑ محمدؐ ہے، قاسمؑ محمدؐ ہے، اکبرؑ محمدؐ ہے اور غازیؑ محمدؐ ہے۔

توجہ ہے نا ــــ!

امامِ زمانہؑ آپ کو سلامت رکھیں!

یہ سارے کا سارا گھر نبوت و رسالت کا آشیانہ ہے۔ اس گھر کا ہر فرد محمدؐ ہے۔ تم سے اچھا تو اہلِ سنت کا امام نکلا۔ اہلِ سنت ہے مگر اُس کا عقیدہ کیا ہے؟

وہ کہتا ہے: تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نُور کا۔

تُو چودہ پر رُک گیا...... تُو نُور اور تیرا بچہ بچہ نُور کا۔ سب گھرانوں میں......

امامِ زمانہؑ آپ کی زندگی کرے!

سب گھرانہ نُور کا...... یہ سارے کے سارے محمدؐ اور اوّل مخلوق ہیں۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو بنایا۔ پھر اُس نُور کے ٹکڑے اس لیے کیے کہ وہ اپنی وحدت کو بچانا چاہتا تھا۔ اپنی وحدت کو بچانے کے لیے اُس نے اِس نور کی وحدت کو کثرت میں بدل دیا اور پہلی پہلی کثرت ہے کہ ''ایک کے دو کیے''۔

اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ

غور ہے یا نہیں!

ضیاء الحق نے اسلامی کونسل کے اجلاس میں ۲۹ مولویوں کی موجودگی میں کہا: مجھے اسلام چاہیے مگر علیؑ کے بغیر۔ ۲۵ پرائے اور چار اپنے چپ کر کے بیٹھے رہے۔ وردی کے سامنے کون بول سکتا تھا؟

اہلِ سنت تھا، وہ خانساماں تھا، اتنا بڑا رینک بھی نہیں تھا اور شیعہ بھی نہیں تھا۔ علیؑ کی محبت شیعہ یا سُنّی ہونے کی محتاج نہیں۔ نام خادم حسین تھا۔ اُس نے چائے کی پیالی آگے رکھی۔ اس میں دودھ ڈالا مگر اُس میں پتی نہ ڈالی۔

اس نے غصے میں آ کر کہا: یہ کیسی چائے ہے جس میں پتی نہیں۔

خانساماں نے کہا: جناب! اگر پتی کے بغیر چائے نہیں ہوسکتی تو پھر علیؑ کے بغیر اسلام کیسے ہوسکتا ہے۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو بنایا۔ اُس نُور کے اللہ نے دو ٹکڑے کیے:

اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ

یہ بات بڑی آسان ہوجاتی، مَیں کوشش کر رہا ہوں۔ یہ لوگ جو سمٹ کر بیٹھے ہیں وہ سردی سے نہ گھبرائیں کیونکہ مولاؑ کا فرمان ہے:

''جاتی ہوئی سردی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں''۔

آتی ہوئی سردی سے بچو اور جاتی ہوئی سردی سے لطف لو۔ جب یہ آتی ہے تو درختوں کا کیا حشر کرتی ہے لیکن جب جاتی ہے تو درختوں کے ساتھ اچھا سلوک کر کے جاتی ہے۔

اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ

''مَیں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں''۔

واحد تو یہ ہیں وہ احد ہے۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝

آپ حضرات کے سامنے مَیں قبلہ زیدی صاحب کا یہ فقرہ پڑھتا ہوں اس کا ثواب تو یقیناً انہی کو ہی جائے گا۔

ایک مولوی صاحب نے زیدی صاحب سے کہا: آیت سے پہلے نماز فرض نہیں تھی۔

آیت آئی: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ تو اُس کے بعد نماز فرض ہوئی۔

قبلہ نے کہا: بالکل ٹھیک۔

مولوی نے کہا: روزے کا حکم آیا تو پھر مسلمانوں نے روزہ رکھا۔

زیدی صاحب نے کہا: بالکل ٹھیک۔

مولوی نے کہا: حج کی آیت آئی تو بعد میں حج کیا۔

قبلہ نے کہا: بالکل ٹھیک۔

اُس نے کہا: جی! اہلِ بیتؑ بھی تو آیۂ تطہیر آنے کے بعد پاک ہوئے؟

توجہ چاہتا ہوں!

زیدی صاحب نے مسکرا کر فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ بھی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کے آنے کے بعد ''احد'' بنا۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

اللہ "احد" ہے، مصطفیٰؐ اور علیؑ واحد ہیں۔ آپ کا ایمان ہے کہ نہیں۔ یہ ایک نُور ہیں۔ اُس ایک نور کے اللہ نے دو ٹکڑے کیے۔ یہ دونوں مل کر ایک ہیں۔ یہ آخری فقرہ ہے فضائل کی اِنتہا کا۔ لیکن اِس کو سمجھانے میں آدمی رات بھی ہوگئی تو میں عرض کروں گا۔ یہ دونوں مل کر ایک ہیں۔

یہ ایک نوٹ ہے جناب۔ جسے شک ہو وہ اس نوٹ کے دونوں نمبر چیک کرے۔ یہ دونوں مل کر ایک ہیں یا نہیں۔ جو حیران ہیں پوری توجہ سے فقرہ سُن لینا۔

یہ اور یہ مل کر ایک ہے۔ محمدؐ اور علیؑ دونوں مل کر ایک ہیں۔ یہ اور یہ دونوں مل کر ایک ہیں۔ جس کو محمد رسول اللہ کے بعد علیؑ کی ولایت قبول نہیں ہے وہ اِس آدھے نوٹ کو چلا کر دکھائے۔ جس کا ایمان اجازت دے گا وہ بندہ بول کر دکھائے۔

عقیدہ ساتھ نہ دے تو بے شک چپ رہنا۔ اگر کوئی بندہ بازار میں آدھے نوٹ کو چلا کر دکھائے تو میں اُسے مان جاؤں گا کہ یہ بڑا قابل آدمی ہے۔ عقل کہتی ہے کہ آدھا نوٹ دکان دار نہیں لے گا کیونکہ دونوں حصے مل کر ایک ہیں۔ اگر اِن دونوں کو کوئی جدا کردے اور دکان دار کے پاس آدھا نوٹ لے کر چلا جائے گا تو لگے گا کہ یہ بندہ یا تو بے ایمان ہے یا بے وقوف۔ کیونکہ عقل مند بندہ آدھا نوٹ نہیں چلاتا۔ ایمان دار بندہ آدھا نوٹ نہیں چلاتا۔ قیامت کے میدانِ محشر میں جس کے نامۂ اعمال میں رسالتِ محمدیہؐ کی گواہی ہوگی اور مولا علیؑ کی ولایت کی گواہی نہ ہوگی تو فرشتے اُسے جوتیاں ماریں گے کہ یا تو یہ پاگل ہے یا چور۔۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

اس عقیدے کی پہلی گواہ ہیں جنابِ سیدہؑ جس نے علیؑ ولی اللہ کا سب سے پہلا مقدمہ لڑا ہے۔ اُس بی بی کا نام زہراؑ ہے۔ پوری دنیا جا کر پھرو، جو لوگ شیعہ ہوئے ہیں اُن سے جا کر پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے ہو؟

سادات عظام کے علاوہ اِسی مجمع میں ایسے حضرات بھی موجود ہوں گے جن پر

کسی نہ کسی وقت آلِ محمدؐ نے مہربانی کی ہوگی اور اُنھیں مذہب اہلِ بیتؑ نصیب ہوا۔ کیونکہ ہے یہ مہربانی۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

(سورۂ حدید: آیت ۲۱)

''یہی وہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے خدا عطا کرتا ہے''۔

آٹھویں امامؑ سے ایک بندے نے عرض کیا تھا: مولاؑ! میرا قرضہ اُتار دیں میں شیعہ ہوجاؤں گا۔ امامؑ نے اُسے بغیر پوچھے دے دیا۔ اُس نے گنے تو اُتنے ہی تھے جتنا اُس کا قرض تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: علیؑ کا صدقہ لے جا۔

شیعہ ہونے کا لالچ نہ دے کیونکہ اللہ نے علیؑ کے شیعوں کی تعداد مقرر فرما رکھی ہے۔ یہ فہرست بندوں کی مرضی سے نہیں بنتی۔ یہ خدا نے اپنی رضا سے لکھ دیا ہے کہ یہ علیؑ کے شیعہ ہیں جن کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ وہ کہیں جا نہیں سکتے۔ جن کے نہیں لکھے ہوئے وہ آ نہیں سکتے، کیونکہ یہ چُنی ہوئی مخلوق ہیں۔

جتنے لوگ شیعہ ہوئے اُن سے پوچھو کہ وہ شیعہ کیوں ہوئے۔ زندگی میں ۱۰۰ سے کم لوگ ایسے ملیں گے جو معجزات کی وجہ سے شیعہ ہوئے۔ انھوں نے معجزہ دیکھا اور وہ شیعہ ہوگئے۔

شہر حلب ۱۰۰ کا ۱۰۰ فی صد، پتھر سے جو خون نکل رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر شیعہ ہوئے۔ زوار تشریف فرما ہیں۔

دوسری وجہ پانچ پرسنٹ باقی مسائل ہیں اُن میں بھی کئی مسائل ایسے ہیں، یعنی جس پر اللہ کرم کرتا ہے تو ایک آدھ بندہ ہاتھ کھول لیتا ہے، یاعلی ولی اللہ پڑھنے لگتا ہے۔ لیکن ۹۰ فی صد لوگ اس وجہ سے شیعہ ہوئے کہ وہ رسولِ خدا کی بیٹی کا حق ہے۔

۹۰ فی صد۔ مَیں آلِ محمدؐ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا کے اندر مجھ سے جب بھی کوئی یہ کہتا ہے کہ میں حرؑ کی فوج کا سپاہی ہوں یعنی میں "نیا شیعہ" ہوں۔ ایک بچے نے ہاتھ کھڑا کیا ہے آپ کس وجہ سے شیعہ ہوئے تھے۔ بسم اللہ۔ جنابِ زہراؑ تجھے سلامت رکھے۔ تجھ سے بڑا خوش قسمت کون ہے تُو نے حضرت محمدؐ کی بیٹی کا حیا کر کے یہ مذہب قبول کیا ہے۔

دو چار باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں دو چار باتیں۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو زندگی میں مجھ سے ملتے رہتے ہیں، میرے اندر ایک تجسس تھا کہ کوئی بندہ کہے کہ مَیں شیعہ ہوا ہوں اور میں اُس سے پوچھوں کہ تم کیوں شیعہ ہوئے ہو، کس لیے شیعہ ہوئے ہو، کس وجہ سے شیعہ ہوئے ہو؟

وہ بتاتا تھا کہ علی ولی اللہ اس لیے پڑھا ہے کہ بی بی فاطمہؑ کا دربار میں جا کر حق مانگنا۔ سوالِ زہراؑ کجا، اور علیؑ جواب کجا۔

ذکرِ مصائب: دروازۂ بتولؑ پر لگنے والی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے

دعا کیا کرو قدر والی چیز قدر والے کے سامنے جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بے قدروں نے بیچا تھا اس لیے کھوٹے سکوں کے عوض بک گیا۔ حضرت یوسفؑ کی قیمت کا پتا چلتا اگر بیچنے والے یعقوبؑ نبی ہوتے۔ پھر پتا چلتا کہ حضرت یوسفؑ کی قیمت کیا ہے۔

جس طرح سوال کرنے دربار میں جنابِ زہراؑ گئی تھیں کاش! منبر پر محمد مصطفیٰؐ بیٹھے ہوتے تو پھر پتا چلتا کہ خالی واپس آتیں یا دارین لے کر آتیں۔

جان آنی جانی ہے موت حق ہے اور زندگی کا اختتام موت ہے اور زندگی ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی نہیں تو کیوں نہ ہو کہ جب تک حلق سے آواز نکلتی رہے اُس وقت تک

معصومہؑ کا ذکر کیا جائے۔ اُس مظلومہؑ کا مقدمہ بیان کیا جائے۔ اُس پاک بی بیؑ کا حق بیان کیا جائے۔ چودہ سو سال کے بعد بھی اُمت جس کی قبر کی دشمن ہو۔

آج تک معصومہؑ کی قبر کے اتنے دشمن ہیں کہ معصومہؑ کی قبر کا بوسہ بھی نہیں لینے دیتے۔ مَیں سادات عظام سے معافی مانگ کر ایک فقرہ کہتا ہوں جتنے غیر سادات بیٹھے ہیں تم سے کہتا ہوں۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی ماں کی قبر پر جائے اور قبر پر لوگ دڑے لے کر کھڑے ہوں۔ تو تمہارے دل پر کیا گزرے گی۔ سادات کو یہ سوچ کر پُرسہ دیا کرو کہ چودہ سو سال ہو گئے آج تک اِن کی دادی کی قبر پر مسلمان دُرّے لے کر کھڑے ہیں۔

مَیں نے اپنی زندگی میں قبرستان بھی دیکھے ہیں اور مَیں نے اس بی بیؑ کی وکالت کے صدقے میں زندان بھی دیکھے ہیں۔ مَیں دونوں تجربوں کو مدِ نظر رکھ کر کہتا ہوں کہ جنت البقیع قبرستان نہیں ہے بلکہ زندان ہے۔ کیونکہ قبرستان میں ملاقاتوں کے وقت نہیں ہوتے۔ قبرستان میں فوجوں کے پہرے نہیں ہوتے۔ ۱۹۹۸ء میں مَیں رسولؐ خدا کی بیٹی کی قبر پر کھڑا تھا۔ ایک ایرانی نے ایک فقرہ کہا۔ ابھی بھی امام حسینؑ کی قسم! اُس فقرہ کو یاد کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُس نے پیچھے مڑ کر رسولؐ خدا کے گنبد کو دیکھا۔ سامنے بی بیؑ کی ٹوٹی ہوئی قبر اور پیچھے رسولؐ خدا کے روضہ کا گنبد۔

مڑ کر کہتا ہے: یا رسولؐ اللہ! کبھی ایران آ کر دیکھیں ہم نے آپؐ کے رضاؑ کا روضہ کیسے بنایا ہے۔

منہ پر ماتم کر کے کہتا ہے: کیا ہوتا آپؐ کی ضریح کے ساتھ ہم بیٹیوں کا زیور بیچ کر آپؐ کی بیٹی کی قبر بناتے۔

اللہ تمہارا شمار رونے اور رُلانے والوں میں کرے۔

عزادارانِ امامِ مظلومؑ!

اِس حق کو بیان کرو۔ اگر منبروں پر بیان نہ ہو سکے تو اپنے اپنے گھروں میں بیان کرو۔ بلکہ مَیں یہ عرض کرتا ہوں کہ اِس بی بیؑ کی شہادت کی روایات اور تاریخ شہادت کی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ ایک ہی مجلس میں کبھی کسی عالم نے گن کر نہیں سنائیں۔ یہ جو مہینہ گزر رہا ہے اس میں بھی ایک روایت ہے بی بیؑ کی شہادت کی۔

ربیع الثانی ـــــ ربیع الثانی کی آٹھ تاریخ، یہ بی بیؑ کی شہادت کی ایک روایت کے مطابق شہادت کی تاریخ ہے اور ابن شہرآشوب اتنے بڑے عالمِ دین نے یہ تاریخ لکھی کہ باپ کے بعد ۴۰ دن تک زندہ رہیں جس دن بابا کا چہلم تھا اُسی دن دنیا سے چلی گئیں۔ دوسری روایت کے مطابق باپ کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں ۱۳ جمادی الاول۔ اگلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۹۵ دن زندہ رہیں۔ اگلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۱۰۰ دن زندہ رہیں۔ اگلی روایت ہے کہ باپ کے بعد ۱۲۰ دن زندہ رہیں۔ اہلِ سنت والوں کی روایت ہے کہ باپ کے بعد چھے مہینے زندہ رہیں۔ جتنے دن بھی بی بی پاکؑ زندہ رہیں، دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی تھیں۔

اے میری قوم کے غیورو! میں سچی بی بیؑ کے متعلق اگر کوئی جھوٹی بات کہوں تو مَیں دنیا میں تو بچ سکتا ہوں لیکن آخرت میں نہیں۔ جب کہ میرا ایمان ہے کہ بی بی پاکؑ کا وارث اس مجلسِ عزا میں موجود ہے۔

وہ منظر بیان ہی نہیں ہوسکتا جو حقیقی منظر تھا۔ اہلِ سنت کے علما کی روایت ہے کہ اتنے لوگوں نے حملہ کر دیا جنابِ بتولؑ کے گھر پر کہ وہ گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے علیؑ کے گھر کی طرف دوڑ رہے تھے۔ مدینے کی گلیوں میں فوج آ گئی۔ ہر گلی میں سوار گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے علیؑ کے گھر کی طرف دوڑ رہے تھے۔

کوئی یقین نہیں کرے گا، میری کوئی زبردستی نہیں ہے۔ مَیں اگر غلط پڑھوں گا

تو پردے میں بیٹھی ہوئی۔ بی بیؑ مجھے معاف نہ کرے۔

منبروں پر صرف یہ پڑھا جاتا ہے کہ دروازہ ٹوٹا۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں: میری چھت کو توڑ دیا گیا۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں: میری چھت کو توڑ دیا۔ مسلمان ہاتھوں میں بیلچے لے کر چھت پر چڑھ گئے۔

عزادارانِ امامِ مظلوم!

کبھی جنابِ زینبؑ جنابِ زہراؑ کے پیچھے چھپتی ہیں اور کبھی جنابِ زہراؑ جنابِ زینبؑ کے پیچھے چھپتی ہیں۔ محمد مصطفیٰؐ کے گھر میں خود کو مسلمان کہنے والوں کا لشکر گھس آیا۔

ہم پاگل نہیں، ہم دیوانے نہیں۔ زندگی جتنی بھی پیاری ہو، ایک دن موت ہے۔ لیکن میرے شیعہ سُنّی مسلمان بھائیو! اس شریف گھر کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے، اُسے بیان کرنے سے جگر پھٹتا ہے۔

عزادارو!

بعد از رسولِؐ اسلام ناپاک لوگوں کا ایک نجس گروہ ہاتھوں میں تازیانے، تلواریں، لکڑیاں اور آگ لے کر شہزادئ کونین بنتِ رسولؐ خدا کے پاک دروازہ پر اجرِ رسالت دینے کے لیے آپہنچا۔ انھوں نے کہا: اے علیؑ! گھر سے باہر نکلو ورنہ ہم اِس گھر کو آگ لگا دیں گے۔

جنابِ بتول سلام اللہ علیہا یہ سنتے ہی دروازے پر تشریف لائیں اور لوگوں سے فرمایا: اس گھر میں رسولِؐ اسلام کے نواسے حسنین شریفینؑ رہتے ہیں۔

ایک شخص نے کہا: حسنینؑ رہتے ہیں تو کیا ہوا؟

اس ظالم نے بی بی پاکؑ کی کوئی بات نہ مانی۔ دروازۂ جنابِ بتولؑ پر اِن ظالموں کا شوروغل بڑھنے لگا۔ اتنے میں اِن لوگوں نے جنابِ سیّدۂ کونینؑ کے گھر کو

آگ لگادی اور دروازے کو بی بی زہراؑ پر گرادیا۔

دروازے کا گرنا تھا کہ معصومہؑ کے پہلو پر ضرب لگی، پہلو زخمی ہوا اور محسنؑ شہید ہوگیا۔ ایک ظالم کے تازیانے سے مخدومۂ کونین کا دایاں ہاتھ تسبیح خدا سے محروم ہوگیا۔

عزادارو!

جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر کو لگنے والی آگ کے شعلے دس محرم الحرام کو کربلا کے میدان میں بھڑک اُٹھے۔ مدینہ میں ماں کا صرف گھر جلا مگر میدانِ کربلا میں بیٹیوں کے خیمے جل گئے، چادریں بھی جل گئیں، بھائی مارے گئے، شوہر مارے گئے، بیٹے بھی شہید ہوگئے اور گلستانِ نبوت کی پاکیزہ کلیاں صحرا میں بکھر گئیں۔

بتاؤ! اُمت کا ظلم اپنے نبیؐ کی بیٹیؑ کے ساتھ کیوں ہے؟

بتاؤ! اب تک جنابِ زہراؑ کا ایک پہلو پہ ہاتھ کیوں ہے؟

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

چوتھی مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ

''بے شک! فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے''۔

سامعینِ گرامیِ قدر!

پروردگارِ عالم شہزادیِ کونینؑ کے صدقے میں اِس عظیم ترین عبادت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما۔ پہلا فقرہ، پہلا لفظ مالکِ ارض وسماوات کی خدمت میں اِس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ موسم کی حدت وشدت کیا ہے۔کون تھکا ہوا ہے اور کون نہیں تھکا ہوا۔جس بی بیؑ کی تسبیح کے دانے بندے کو اللہ سے مشورے کے قابل بنادیں اُسے فاطمہ زہراؑ کہتے ہیں۔

جگا کر مجلس پڑھنا مجھے نہیں آتا۔ جنابِ بتولؑ کی مجلس میں جس کا مقدر جاگ رہا ہو وہ کبھی سو نہیں سکتا۔ جو بات سمجھ نہ آئے۔ طالب علم کی حیثیت سے میری گفتگو ہے، کوئی عالم ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔لیکن جو بات مَیں عرض کر رہا ہوں، ہر ایک بات کے پیچھے ایک مقصد ہے۔ چند جملوں سے اپنے ایمان کو مزید بیدار کرنے کے لیے تاکہ بارگاہِ جنابِ فاطمہؑ میں حاضری کے قابل ہوسکوں اور کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ یہ کریں یا نہ کریں تو استخارہ کیا جاتا ہے۔ استخارہ تسبیح پر کیا جاتا ہے۔ استخارے کا مطلب ہوتا ہے اللہ سے مشورہ کرنا۔

جس بی بیؑ کی تسبیح کے دانے گنہگار بندے کو اللہ سے مشورے کے قابل

بنادیں اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔

ابھی بھی زیادہ بندے حیران ہیں، پریشان ہیں۔میں ایک دفعہ پھر چاہتا ہوں کہ سب کی توجہ میری طرف ہوجائے تا کہ میں یہ فقرے آپ کی خدمت میں عرض کرسکوں۔

پوری کائنات میں جس بی بیؑ کے دروازے پر دونوں جہاں کے فقیر آکر خیرات مانگتے ہوں اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔جس کی چوکھٹ پر فطرس کو پَر ملیں، جس کے دروازے پر نبیوںؑ کے سلطان کو اجازت لینی پڑے۔جس کے کوثر نامی حوض پر مولا علیؑ اور مصطفیٰؐ جیسوں کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہوں۔جس کی جاگیر کا نام جنت ہو۔

پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نکاح کرو تا کہ تمھارا ایمان محفوظ ہوجائے''۔

بیوی محافظۂ ایمان ہوتی ہے۔جو کُلِ ایمان کے ایمان کی محافظ بن جائے اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں ــــ (نعرۂ حیدری)

معزز سامعین!

بیٹی باپ کے لیے رحمت ہوتی ہے۔جو رحمت للعالمینؐ کے لیے رحمت بن جائے اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہوتی ہے۔ جنت کے سرداروں کی جنت جس کے قدموں میں ہو اُسے فاطمہؑ کہتے ہیں۔جس کے نام کے وسیلے کے بغیر آدم کی توبہ قبول نہ ہو۔نوحؑ کی کشتی پار نہ لگے۔موسیٰؑ کو طُور تک رسائی نہ ہو۔ابراہیمؑ کی آگ گلزار نہ ہو۔مصطفیٰؐ کو نسل نہ ملے اُس بی بی کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔

جس بی بیؑ کی وجہ سے آج تک رسولؐ اللہ کا نام باقی ہو، اُس بی بی کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔ جو کعبے سے زیادہ پاک ہو، اُس بی بی کو فاطمہؑ کہتے ہیں۔اب مجھے نہیں پتا کہ یہ خاموشی تھکاوٹ کی وجہ سے ہے یا جملے پر یقین نہیں آیا ــــ (نعرۂ حیدری)

آیئے! قرآن سے پوچھتے ہیں۔ کربلا گامے شاہ میں اس عظیم الشان شہزادی کے ذکر میں ایک ادنٰی سے ذاکرِ حسینؑ نے منبر سے کہا: فاطمہؑ کعبے سے زیادہ پاک ہے۔ قرآن سے پوچھتے ہیں۔

اے اللہ کی کتاب تو ہی بتا کہ یہ جو دعویٰ مَیں نے کیا ہے سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پہلے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ کعبہ کتنا پاک ہے۔ جنابِ بتولؑ سے محبت شریف نسب والوں کی اولاد کو ہوتی ہے۔

توجہ ہے کہ نہیں!

غور سے سنئے اور اَدب سے سر کو جھکا لیں، تمھیں اللہ نے اتنی عظیم ترین شہزادی کا نوکر بنایا ہے اس سے بڑی عظمت کائنات میں ہو ہی نہیں سکتی۔

قرآن سے پوچھو کہ کعبہ کتنا پاک ہے۔ پھر اسی قرآن سے پوچھو کہ جنابِ فاطمہؑ کتنی پاک ہیں؟

قرآن نے کعبے کی پاکیزگی کے لیے فرمایا:

ذاتِ لم یلد جنابِ ابراہیمؑ سے گفتگو کر رہی ہے۔ ارشاد ہوا:

اے ابراہیمؑ! طَھِّرَا بَیْتِیَ ''میرے گھر کو تو پاک رکھنا''۔

کون کہہ رہا ہے؟ — اللہ!

کس سے فرما رہا ہے؟ — حضرت ابراہیمؑ سے۔ کس کو پاک رکھنا ہے؟۔ کعبے کو۔

کعبہ اتنا پاک ہے جتنی ابراہیمؑ کی طاقت ہے۔ کیونکہ ڈیوٹی جو ابراہیمؑ کی ہے۔ طَھِّرَا بَیْتِیَ ''میرے گھر کوتو پاک رکھنا''۔

اب سنو کہ جنابِ فاطمہؑ کتنی پاک ہیں۔ ایک روز پنجتنِ پاکؑ چادر کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی آواز آئی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا○(سورۂ احزاب: آیت ۳۳)

''اے اہلِ بیتؑ! میرا ارادہ یہ ہے کہ میں تمھیں پاک رکھوں''۔

جو کعبہ کو پاک رکھے اُسے ابراہیمؑ کہتے ہیں اور جسے اللہ پاک رکھے انھیں اہلِ بیتؑ کہتے ہیں۔تو جتنی ابراہیمؑ کی طاقت ہو اتنا کعبہ پاک اور جتنی اللہ کی قدرت ہو اتنی ہی جنابِ فاطمہؑ پاک ہیں___(نعرۂ حیدری)

توجہ ہے نا!

یہ طاہرہ بی بیؑ چودہ معصومینؑ میں بھی منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

اِس فقرے پر کوئی بولے یا نہ بولے مجھے بی بیؑ کی چادر کی قسم! اسی ایک فقرے پر بی بیؑ مجھے جنت عطا فرما سکتی ہیں۔مجھے اتنا ناز ہے، اتنا بھروسہ ہے اس فقرے پر جو سببِ تخلیقِ مصطفیٰؐ ہو۔

توجہ ہے کوئی حیرانی اور پریشانی تو نہیں___!

جو سببِ تخلیقِ مصطفیٰؐ ہو۔یہ کائنات بنی ہے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے صدقے میں۔ اگر میرا نبی صلوات اللہ علیہ نہ ہوتا، نہ شجر و حجر ہوتے، نہ ملک وطور ہوتے، نہ بہشت و حور ہوتے، نہ عین و عاں ہوتے، نہ چنی وچناں ہوتے، نہ آدم اور آدمی ہوتے، نہ بولنے والے اور چپ ہونے والے ہوتے، نہ معرفت والے اور نہ حیران ہونے والے ہوتے، نہ گرمی ہوتی، نہ سردی ہوتی۔نہ فلک ہوتا نہ آسمان ہوتا۔نہ لوح ہوتی نہ کُرسی ہوتی اور نہ جبرئیلؑ ہوتا، نہ میکائیلؑ ہوتا۔

یعنی اللہ فرماتا ہے:

لولا ما خلقت افلاک:

''اے میرے حبیبؐ! اگر مَیں تجھے نہ بناتا تو کچھ بھی نہ بناتا''۔

جب حضرت محمد مصطفیٰؐ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تو اللہ نے پھر فرمایا:

ولولا علی لما خلقتك

"اور اے محمدؐ! میں علیؑ کو نہ بناتا تو آپ کو بھی خلق نہ کرتا"۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

اگر مصطفیٰؐ نہ ہوتے، اگر آپ کو نہ بناتا تو کائنات میں کسی کو نہ بناتا۔

ولولا علی لما خلقتك

"اور اگر علیؑ کو نہ بناتا تو آپ کو بھی نہ بناتا"۔

دونوں خوش ہو گئے۔ مولا علیؑ خوش کہ کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ کی وجہ سے ہے، مصطفیٰؐ خوش کہ میں اپنے بھائی علیؑ کی وجہ سے ہوں۔ ابھی ان دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی کہ اللہ کی تیسری آواز آئی:

ولولا فاطمة لما خلقتكما

"اگر میں بتولؑ کو نہ بناتا تو نہ محمدؐ کو خلق کرتا اور نہ حیدرِ کرار کو"۔

(نعرۂ حیدری)

کائنات مصطفیٰؐ کے صدقے میں، مصطفیٰؐ کو بنایا مرتضیٰؑ کے لیے، دونوں کو بنایا سیدہؑ کے لیے۔ اور اللہ نے اِس بی بیؑ کو بنایا بتولؑ۔ بتول لقب نہیں ہے، کنیت نہیں ہے، تخلص نہیں ہے۔۔۔ عہدہ ہے۔

اب اگر اس جملے پر کوئی بزرگ نہ بولا تو مجھے دلی دکھ ہوگا۔ بیٹی میری ہو یا صحابی رسولؐ کی۔ پورا مہینہ قرآن تلاوت نہیں کرنے دیتا اور مصلّٰی عبادت نہیں کرنے دیتا۔ جنھیں سمجھ آئے کم از کم وہ میرے ساتھ بولیں۔ قرآن پورا مہینہ تلاوت نہیں کرنے دیتا اور مصلّٰی پورا مہینہ عبادت نہیں کرنے دیتا۔ بیوی میری ہو یا رسولؐ اللہ کی ہو...... اللہ کی طرف سے فطرت کا ایک ایسا قانون ہے اُسے دیکھنا پڑتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے: خبردار! میرے قرآن کو چھونا نہیں۔ خبردار! میرا نام تمھاری

زبان پر نہ آئے۔ خبردار! میرے نبیؐ کو شوہر سمجھ کر اس کا نام نہ لینے لگ جانا۔ تمھاری زبان بھی اِن دنوں اس قابل نہیں ہے کہ میرے حبیبؐ کا نام اپنی زبان پر لے۔ جن بیبیوں کو قرآن تلاوت سے روک دے، مصلّی عبادت سے روک دے وہ اور ہوتی ہیں اور فاطمہؑ اور ہوتی ہیں۔۔۔

جسے ساری زندگی قرآن تلاوت سے نہ روک سکے، اور مصلّی عبادت سے نہ روک سکے۔ جس بی بیؑ کو ساری زندگی قرآن تلاوت سے نہ روک سکے اور مصلّی عبادت سے نہ روک سکے۔ جس بی بیؑ سے ساری زندگی کے ایک سیکنڈ کے کروڑویں حصے میں عبادتِ الٰہی ساقط نہ ہوا سے بتولؑ کہتے ہیں۔

آیئے! میں اُم المومنین سے پوچھتا ہوں، رسولؐ اللہ کی زوجہ سے پوچھتا ہوں، مومنوں کی محترمہ ماں سے پوچھتا ہوں۔ کیونکہ اُن سے پوچھا صحابیوں نے کہ بی بی فاطمہؑ کیسی تھیں؟ میں غلط پڑھوں رسولؐ شفاعت نہ کرے۔ اہلِ سنت بھائیوں کی کتابوں میں ہے کہ بی بی عائشہ نے فرمایا:

"میں اُس بی بی کے متعلق کیا کہہ سکتی ہوں۔ فاطمہؑ تو وہ بی بی ہے ظہر کے بعد حسنؑ کی ولادت ہوئی اور عصر کے وقت مصلّی عبادت پر بیٹھی ہوئی ہے"۔

بولو جنھیں زبان مولاؑ کے ذکر کے صدقے عطا ہوئی ہے۔ سارے جاگ کر۔ یہ جنھوں نے نعرہ نہیں لگایا جواب دو۔ یہ جو دو میرے بھائی چپ چپ بیٹھے ہیں امام حسنؑ کی ولادت کس مہینے میں ہوئی؟

امام حسنؑ کی ولادت کس مہینے میں ہوئی۔ "رمضان" میں۔

قرآن کی طرح جنابِ بتولؑ کی گود میں امام حسنؑ رمضان میں نازل ہوئے۔ قرآن بھی رمضان میں نازل ہوا۔ امام حسنؑ بھی رمضان میں نازل ہوئے۔ ظہر کے

بعد بی بیؑ کے ہاں دنیا میں امام حسنؑ آئے۔ عصر کے وقت بی بیؑ بیٹھی تھیں مصلّے پر۔ اُس بی بیؑ کو کہتے ہیں بتولؑ۔ ۱۵ رمضان کو حالتِ روزہ میں ظہر کے بعد بیٹے کی آمد ہوئی۔ بتولؑ وہ ہوتی ہے جس کا نہ روزہ ٹوٹے نہ مصلّٰی چھوٹے۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے بھائی!

نہ بی بیؑ سے مصلّٰی چھوٹا اور نہ شہزادی کا روزہ ٹوٹا۔

لولا علیؑ ما کان بی فاطمہ کفوًا

توجہ فرمائیں!

میری طرف دیکھیے۔ بس فضائل کی سرحدیں آگئیں۔ میرے جیسے کروڑوں عاصی انسان قیامت تک جنابِ بتولؑ کا ذکر کرتے رہیں گے مگر شہزادیٔ کونین کے فضائل ختم نہیں ہوں گے۔ جس بی بیؑ نے اللہ سے اپنے قصیدے سنے ہوں وہ ہم جیسوں کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتیں۔ یہ تو فقط اظہار ہے خون کی شرافت کا۔ پڑھنے والا پڑھے ایسے، سننے والے سنیں ایسے۔ جنابِ بتولؑ کا ذکر کہ ان چودہ میں سے کسی ایک نے بھی، خلوصِ نیت کے ساتھ پڑھنے والے کو دیکھ لیا یا خلوصِ نیت کے ساتھ سننے والا دیکھ لیا۔ کسی ایک کی طرف خالی مسکرا کر دیکھ لیا، خالی امام حسینؑ ہنس کر دیکھ لیں کہ تُو خلوصِ نیت سے بتولؑ کا ذکر پڑھ رہا ہے تو ہمارے لیے یہی کافی ہے۔

معصومؑ یہ کہہ دیں کہ تُو خلوصِ نیت سے بتولؑ کا ذکر سن رہا ہے۔ مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! نہ دنیا میں کچھ چاہیے اور نہ پھر آخرت میں کچھ چاہیے۔ اس لیے کہ یہ وہ عظیم ترین شہزادی ہے کہ جس کی طہارت کا اعلان کرنے والا اللہ ہے اور جس کی عظمت کو بیان کرنے والے خود رسولؐ اللہ ہیں۔ پیغمبرؐ فرماتے ہیں:

"اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کے برابر کا کوئی نہ تھا نہ آدم اور نہ غیرِ آدم"۔

اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہیں تھا۔ میں نے تو اللہ کے لیے سنا تھا:

كُفُوًا اَحَدٌ:

''اُس کا کوئی کفو نہیں ہے''۔

علیؑ کا شکریہ ادا کیا کر، اس لیے کہ جنابِ زہراؑ سے شادی کر کے بی بی زہراؑ کے ہم سر بن گئے اور اللہ کی توحید کو بچالیا۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو پھر عرش پر اللہ لاشریک تھا اور فرش پر جنابِ زہراؑ لاشریک تھیں۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے آپ حضرات کی!

اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کے برابر کا کوئی نہ ہوتا۔ منبر پر برصغیر کے عظیم نوحہ خواں حسن رضا مشہدی میرے بھائی تشریف فرما ہیں۔

عظمتِ فاطمہؑ کی معرفت سنو۔ جتنی بی بیؑ سے محبت ہوگی انسان اتنا ہی مومن ہوتا ہے۔ بی بیؑ کے دشمن سے جسے جتنی نرمی ہوگی وہ اتنا ہی کافر ہوتا ہے۔ بی بیؑ کے قاتل کو جو جتنا اچھا سمجھے اتنا ہی نجس۔ جتنی کسی کو بی بیؑ سے عقیدت ہوگی وہ اتنا ہی مومن۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''علیؑ اور فاطمہؑ برابر ہیں''۔

عظمت میں برابر، عبادت میں برابر، معرفت میں برابر۔ حد ہوگئی دشمنی میں بھی برابر۔ جتنی دشمنی دنیا نے علیؑ سے کی، اتنی ہی بی بی فاطمہؑ سے کی۔

کیا کہتا ہے مولوی۔ رسولؐ کی کتنی بیٹیاں؟ چار۔ مَیں کہتا ہوں کہ پانچ کیوں نہیں۔ نہیں نہیں چار کیوں کہی۔ جتنے علیؑ کے مقابلے میں بنائے (جاگ کر سنو)۔

علیؑ کے مقابلے میں کتنے بنائے۔۔۔ ''تین''۔

بتولؑ کے مقابلے میں کتنی بنائیں۔۔۔ ''تین''۔

مولوی کہتا ہے نبیؐ کی چار بیٹیاں۔

دو جملے سُن لو۔

پانچویں جماعت میں ایک سوال لکھا ہوا ہے جو بندہ پانچویں جماعت تک بھی پڑھا ہوا ہے وہ اِس جلسے میں میرے ساتھ بولے گا۔ جو اس جلسے پر چپ رہا پھر میں خود سمجھ جاؤں گا کہ اس نے پانچویں جماعت پاس نہیں کی تو بولے گا کیسے؟

یہ پانچویں جماعت کی کتاب اُٹھا کر دیکھ لیں اُس میں بھی لکھا ہوا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسولؐ اللہ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو جہیز میں کیا دیا؟

بندہ مولوی سے پوچھے کہ بیٹیاں چار بتاتا ہے اور جہیز صرف فاطمہؑ کا بتاتا ہے۔

اگر بیٹیاں چار ہیں تو جہیز بھی تو چاروں کا بتا۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

اگر بیٹیاں چار ہیں تو جہیز صرف فاطمہؑ کا کیوں؟ یا پھر بتاؤ کہ اُن کی شادیوں کے وقت جہیز آرڈیننس نافذ نہیں تھا۔ اور پھر جب بی بیؑ کا جہیز بتاتا ہے تو وہ بھی اپنے خون والی منافقت سے۔

جی لکڑی کا ایک پیالہ، مٹی کے دو مٹکے، کھجوروں کے پتوں کے بنے ہوئے تکیے۔ ایک چٹائی، دن کو اُس پر اُونٹ بیٹھتا تھا اور رات کو اُس پر سوتے تھے۔ تجھ جیسے کی کی جرأت کیسے ہوئی کہ محمدؐ جیسے سردار کی بیٹی کے جہیز پر نگاہ ڈالے۔

سمجھ آرہی ہے نا میری بات!

اللہ نے رسولؐ کے گھر کے برتن پر اُمت کو منع کیا ہے کہ نگاہ نہ ڈالنا۔ جو بزرگ بیٹھے ہیں گواہی دیں گے۔ پھر تجھے تمیز کیا کہ بی بیؑ زیور کسے کہتی ہیں؟ جسے میں اور آپ زیور کہتے ہیں۔ بی بیؑ تو اُسے زیور نہیں کہتی ہیں۔ پہلے بی بیؑ سے تو پوچھ کہ بی بیؑ زیور کسے کہتی ہیں؟ خصوصاً میری مائیں، بہنیں، بیٹیاں جتنی بیٹھی ہوئی ہیں۔ جنابِ عباسؑ کے علَم کے صدقے میں خدا تمھارے وارثوں کو سلامت رکھے۔ میں بڑے ادب سے کہتا ہوں اس فقرے کو یاد رکھنا۔

بی بیؑ زیور کسے کہتی ہیں؟

پہلے بی بیؑ کا جواب سن لو۔ اُس سے بڑا جواب کوئی نہیں ہوسکتا، نہ مجمع کا اور نہ ذاکر کا۔ مدینے کی عورتوں میں بحث چھڑ گئی کہ عورت کا بہترین زیور کون سا ہے؟ کسی نے کہا: کنگن۔ کسی نے کہا: جھومر۔ کسی نے کہا: ناک کے لیے۔ کسی نے کہا: ہاتھ کے لیے۔

جب کوئی فیصلہ نہ ہوا تو انھوں نے کہا: آؤ! رسولؐ کی بیٹی سے پوچھتے ہیں۔ اب جتنے میرے بھائی اب تک چپ ہیں۔ اُن کے چہرے بھی مَیں نے دیکھے ہیں جو بول رہے ہیں، اُن کا بھی مجھے پتا ہے۔ جو حیران و پریشان ہیں ان کا بھی مجھے پتا ہے۔ آخری آدمی تک تمھیں مولا علیؑ کی عزت کی قسم! اگر بی بیؑ کا جواب عقل کو پسند آئے تو بولنا۔ نہیں تو تمھیں مولا کی قسم! چپ رہنا۔

بی بیؑ مسکرا کر فرماتی ہیں: ''عورت کا بہترین زیور حیا ہے''۔

بولو زبان سے جسے مولاؑ نے زبان عطا فرمائی ہے۔ بی بیؑ فرماتی ہیں عورت کا بہترین زیور حیا ہے۔۔۔ عورت کا بہترین زیور حیا ہے۔

توجہ ہے نا!

کیا ہے بہترین زیور۔۔۔ ''حیا''۔

یہ سونے چاندی ہر عمر میں اچھے نہیں لگتے۔ چھوٹی بچی کا زیور اور ہوتا ہے۔ دلہن جو کہ پچیس سال کی عمر کے مطابق زیور، کپڑے پہن کر آئے گی تو اس کی شخصیت اور ہوگی۔

اگر وہی زیورات پہن کر آجائے ۷۰ سال کی بوڑھی عورت، وہی کپڑے، وہی زیور اور وہی میک اَپ تو کیا وہ اچھی لگے گی۔

پتا چلا جسے آپ اور ہم زیور سمجھتے ہیں وہ ہر عمر میں اچھا نہیں لگتا۔ مَیں اولاد قربان کردوں اس پر جسے بی بی فاطمہؑ زیور کہتی ہیں۔ وہ بچپن میں بھی حسین لگتا ہے،

جوانی میں بھی بے مثال لگتا ہے اور وہ بڑھاپے میں بھی لاجواب لگتا ہے۔

بابا جی! حیا بچپن میں ہو تو بچپن خوب صورت لگتا ہے۔ حیا جوانی میں ہو تو جوانی بے مثال ہو جاتی ہے۔ حیا بڑھاپے میں ہو تو بڑھاپا بے مثال ہو جاتا ہے۔ ذرا سارے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہہ دو اللہ کرے ہر بی بی کے پاس یہ حیا والا زیور ہو۔

جس بی بی کے پاس یہ حیا والا زیور نہ ہو تو وہ بچپن میں گڑیوں سے کھیلتی ہے۔ جوانی میں شوہر سے ریس لگاتی ہے۔ بڑھاپے میں داماد سے جنگ کرنے آجاتی ہے اور میری بی بیؑ نے ارشاد فرمایا: عورت کا بہترین زیور حیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو مَیں اس بی بیؑ کا جہیز اس کی مجلس میں اس کے باباؐ کے منبر پر دو جملوں میں عرض کرتا ہوں۔

گھر جتنا بڑا ہوتا ہے تو زیور اتنا ہی اعلیٰ ہوتا ہے۔ کس رنگ سے حیا کی دیوی دلہن بنی۔ یٰسین کا سہرا، طٰہٰ کی لڑیاں، مزمل کی مہندی، هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کے خزانے، شَرَابًا طَهُوْرًا کے ساغر، وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ کا عصا، مَا زَاغَ الْبَصَرُ کا سُرمہ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کی دھونی، تاکہ کسی بدنظر کی نظر نہ لگ سکے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ کی انگوٹھی، اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ کی چادر، يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ کی قبا۔ اگلی رُکاب پکڑ کر حضرت محمد مصطفیٰؐ بتا رہے تھے کہ یہ عرب کی یتیم نہیں بلکہ عالمین کی شہزادی جا رہی ہے۔

ذکرِ مصائب: شہزادیؑ کونین پر ضعیفی کا عالم اور سندِ رسولؐ کے پُرزے

اٹھارہ سال میں بوڑھی ہو گئی۔ نیت کرو بتولؑ کی مجلس کی۔ اِدھر اُدھر کے خیال بھلا کر اپنی حیثیت کو بھلا کر مولاؑ اس سے زیادہ عزت دے۔ مٹی پر بیٹھے ہو، حسنؑ و حسینؑ کو ان کی یتیمی کا پُرسہ دینے، سادات کو پُرسہ دینے۔ میرے بھائی مصائب میں حیران ہو کر نہ دیکھنا، ابھی لائٹیں بند نہ کرنا، ابھی مجھے دو جملے اور بیان کرنے ہیں۔

مَیں نے دنیا میں امام حسینؑ کی مجلسیں سنی ہیں مختلف زبانوں میں۔ ذاکرین

عظام مولاؑ کے تشریف فرما ہیں۔ ایک بات غور سے سننا میری ماؤں، بہنو، بیٹیو! گواہی دینا اپنے دل میں اور مومن بول کر۔ بڑے عظیم عزادار سیّدزادہ تشریف فرما ہیں۔ شاہ جی! سب سے زیادہ مومن جن کے مصائب پر روتے ہیں پنجابی میں، اُردو، فارسی، ہندی، عربی میں اور دنیا کی ساری زبانوں میں، وہ ہے علی اکبرؑ کے مصائب۔

ٹھیک کہا میں نے ـــــ سر ہلا کرنہیں بول کر بتانا۔

سب سے زیادہ مومن روتا ہے علی اکبرؑ کے مصائب پر۔ چاہے انسان جتنا پتھر دل ہو، اگر رو نہ سکے تو پھر بھی ہائے ضرور کرتا ہے۔

کیوں؟ ـــــ علی اکبرؑ اٹھارہ سال کا تھا۔

پہلا جملہ ہے بی بیؑ کے مصائب کا۔ کربلا کے میدان میں جتنی عمر امام حسینؑ کے اکبرؑ کی تھی مدینے میں اتنی ہی عمر محمدؐ کی فاطمہؑ کی تھی۔

مولاؑ تمھیں کوئی غم نہ دے۔ ہر بندے سے رویا نہیں جائے گا۔ ہر بندہ ماتم نہ کر سکے گا۔ ہر بندہ اس گفتگو کو سمجھ نہیں سکے گا۔ دس ہزار کا مجمع جنازے میں ہو۔ سارے نہیں رو سکتے۔ کوئی تصویریں کھینچتا ہے۔ کوئی لوگوں سے ہاتھ ملاتا ہے۔ کوئی پیچھے ہو کر سگریٹ پی لیتا ہے۔ کوئی چھپ کر موبائل پر فون سن لیتا ہے۔ چار پانچ ہی ایسے ہوتے ہیں جنھیں دنیا کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ گریبان کھول لو سارے، منت کرتا ہوں آستینیں کھول لوتا کہ پتا چلے کہ آپ حضرت فاطمہؑ کے جنازے میں شامل ہیں۔

چار پانچ ایسے ہوتے ہیں جو رو رہے ہوتے ہیں جنھیں نہ اردگرد کی خبر ہوتی ہے، اور نہ گریبان کی خبر ہوتی ہے۔ تمھیں پوچھنا پڑ جاتا ہے کہ اس میت کا یہ کیا لگتا تھا۔ آج اس رنگ میں بتولؑ کا ماتم کر کہ فرشتے رسولؐ خدا سے پوچھیں کہ یہ آپ کا کیا لگتا ہے؟

اس نے زہراؑ کے گھر کو اُجڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جسے رونا نہ آئے نظریں

جھکا کر بیٹھے۔ جھولی پھیلا کر بیٹھے۔ میں بی بیؑ کو دعوت دیتا ہوں زینبؑ عالیہ! آپؑ کی معصومہؑ ماں کا جنازہ اُٹھا رہے ہیں ہم۔

دو جملے سنو جہاں جہاں تک آواز جا رہی ہے۔ اٹھارہ سال کا حسینؑ کا علی اکبرؑ تھا۔ سینے میں برچھی لگی ہوئی تھی۔ لیکن علی اکبرؑ کے بال سفید نہیں ہوئے تھے۔ ہاں! حسینؑ کے بال سفید ہو گئے۔

مجھے بی بی زینبؑ کی چادر کی قسم! فاطمہؑ اس غریب کا نام ہے جس کے اٹھارہ سال کی عمر میں سر کے سارے بال سفید ہو گئے۔ میرا پڑھنا آسان ہے تمھارا سننا آسان ہے، پتا تو کرو کہ اس معصومہؑ کے بال سفید کیسے ہوئے؟

ہاتھ میں تحریر لے کر دربار میں کھڑی تھی۔ کہتی ہے: دیکھ میرے بابا کی تحریر ہے۔ یہ دستخط میرے بابا کے ہیں۔

عزادارو!

جہاں جہاں تک کھڑے ہو اللہ بانیٔ مجلس کی توفیقات میں اضافہ کرے۔ غلط پڑھوں تو بی بی فاطمہؑ میری شفاعت نہ کرے۔ اگر صحیح پڑھوں تو جیسے تیرا دل کرے پُرسہ دے۔ ایک شخص نے صرف سند پھاڑی نہیں ہے بلکہ وہ اس پر تھوکتا بھی رہا ہے۔

جنابِ بتولؑ رو رو کر آواز دے کر قبرِ مصطفیٰؐ کو دیکھ کر کہتی تھیں: او بابا! ابھی تیرا کفن بھی میلا نہیں ہوا ـــــ مرحبا! مرحبا!

مولاؑ تیری جوانی سلامت رکھے شرم کر کے نہیں ویسے رو جیسے بتولؑ کو رونا چاہیے۔

ادھر سند کے ٹکڑے پھٹے اور جنابِ بتولؑ سہارا لے کر گھر آئی۔ جنابِ بتولؑ اپنی مسند پر بیٹھی جنابِ زینبؑ قریب آ کر کہتی ہیں کہ بی بیؑ ادھر نہ بیٹھ یہ میری ماں

کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ میں تجھے اور بستر بنادیتی ہوں۔

آواز آئی زینبؑ! پہچان میں ہی تیری ماں فاطمہؑ ہوں۔

اماں بال سفید ہو گئے۔

شرم کر کے نہیں رو۔ آج تمھارے ساتھ حسنؑ رو رہا ہے۔ آج تمھارے ساتھ حسینؑ رو رہا ہے۔ اتنی غریب ہے فاطمہؑ۔

پاکستان کے کسی منبر پر بی بیؑ کی مکمل شہادت نہیں پڑھی جاسکتی۔ کوشش کر کے دو جملے کہنا چاہتا ہوں۔

عزادارو!

کائنات قربان کروں میں اس منظر پر۔ دروازے کے پیچھے جناب فاطمہؑ اور پیچھے پتھروں کی دیوار۔ جسے رونا نہ آئے گناہوں کی معافی مانگے۔

جھولی پھیلا لو میرے بچو! جھولی پھیلاؤ۔ اپنی دعائیں بھول جاؤ اور امام حسنؑ وحسینؑ کی یتیمی سنو۔ میں کائنات قربان کروں اس جملے پر۔ بی بی زہراؑ کی قسم! میری جان بھی نکل جائے پھر بھی اس جملے کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اکیلی فاطمہؑ دروازہ بند کرتی ہے، تیس بتیس بدمعاش دروازے کو دھکا لگاتے ہیں۔ بی بیؑ دروازہ بند کرتی ہیں۔

اللہ لعنت کرے اس ملعون پر، جو اپنی جوتی سے ٹھوکریں مارتا ہے۔ آواز آتی ہے زہراؑ آگے سے ہٹ جا۔

جناب زہراؑ فرماتی ہیں: میں نہیں ہٹوں گی۔

وہ بے شرم کہتا ہے: میں آگ لگا دوں گا۔

بی بیؑ فرماتی ہیں: حیا کر، میں محمدؐ کی بیٹی ہوں۔

اندھیرا کرو، لائٹیں بند کردو۔ یہ جملہ میں روشنی میں نہیں کہہ سکتا۔ میں یہ جملہ اندھیرے میں کہوں گا کیوں کہ امامِ زمانہؑ میرا بارھواں مولاؑ آپ کی مجلس میں موجود

ہیں۔ مولاؑ! تیرے جدِ غریب کا ادنیٰ سا گنہگار ذاکر تجھے پرسہ دیتا ہے۔

جنابِ فاطمہ زہراؑ کے پہلو پر خالی دروازہ نہیں گرا۔ اس میں لوہے کی ایک میخ تھی جو آگ میں تپ کر سرخ ہو چکی تھی۔ اُدھر دروازہ گرا اور اِدھر بی بی فاطمہؑ کے پہلو پر دروازہ گرنے سے ضرب لگی......

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا ○ (سورۂ مزمل: آیت ۸)

"اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو"۔

سامعینِ گرامی قدر!

دربار کے تقدس کے مطابق بآوازِ بلند صلواۃ!

آلِ محمدؑ کا عظیم خالق محمدؐ و اہلِ بیتؑ کی عزت و عظمت کے صدقے میں اس عظیم اور جلیل القدر ذکر کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔ صبح سے اب تک اس مجلسِ عزا میں جو کوئی بھی جتنی دیر بھی جس نیت سے بھی شریک ہوا ہے آلِ محمدؑ اس کی نیت کے مطابق اس دربار سے جزا دیں۔ آلِ محمدؑ کا کریم خالق سیّدزادے کی اس پُرخلوص عبادت کو مخدومہ عالیہ کی خدمت میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

سورۂ مبارکہ مزمل کی آٹھویں آیت کو تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور مَیں اللہ کی کتاب ہدایت کا منبع قرآنِ مجید سے بتول کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔

سامعینِ گرامیِ قدر!

ارشاد ہو رہا ہے:

وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ..... (سورۂ مزمل: آیت ۸)

اپنے رب کے اسم کا ذکر کر۔ جو تیرا رب ہے اس کے اسم کا ذکر کر۔ اس کے

بعد اللہ فرماتا ہے: وَتَبَتَّلْ اور کٹ جا ہر ایک سے، اِلَیۡہِ جڑ جا اُس سے، تَبۡتِیۡلًا یعنی کسی مخلوق سے نہ جڑ اور خالق سے نہ کٹ۔ یہ حکم کس نے دیا؟ اللہ نے۔

قبلہ! جو بھی یہاں پر علمائے کرام تشریف فرما ہیں اور دنیا جہاں کے علمائے کرام سے جا کر پوچھ لیجیے یہ جو مادہ ہے بتل جس کا مطلب ہے کٹ جانا۔ اسی سے نکلا ہے بتول۔

آپ ذرا توجہ فرمایئے!

قرآن کی رُو سے بتولؑ کا ترجمہ کیا ہوا؟ وہ بی بیؑ جو مخلوق سے کبھی نہ جڑے اور خالق سے کبھی نہ کٹے۔ کیونکہ جتنی رات مرضی ہو جائے یہ مقدروں کو لکھنے والی بی بیؑ کا تذکرہ ہے۔

یہ بی بیؑ لکھتی ہے کہ کس کے مقدر کیسے ہونے چاہییں۔

سامعینِ گرامی!

ہر ایک سے کٹ کر خالق سے جڑ جا تو بتول کا ترجمہ یہ ہوا جو مخلوق سے کبھی نہ جڑے اور خالق سے کبھی نہ کٹے۔

ایک اشارہ کر کے گزر جاؤں گا میں یہاں سے۔ کائنات کی کوئی بھی مستور ہو، کوئی بھی ہو وہ اگر چاہے بھی تو وہ اللہ سے ہر وقت جڑ نہیں سکتی اور مخلوق سے ہر وقت کٹ نہیں سکتی۔

اگر اپنی مرضی سے مخلوق کو چھوڑ کر بھی چلی جائے تو پھر بھی فطرت کا اصول ہے کہ مہینے کے کچھ دنوں میں خالق اُسے ایسے جدا کر دیتا ہے کہ قرآن کی تلاوت نہیں کرنے دیتا اور مصلّٰی عبادت نہیں کرنے دیتا۔ جس بی بیؑ کو ساری زندگی قرآن تلاوت سے نہ روک سکے اور مصلّٰی عبادت سے نہ روک سکے اُسے بتولؑ کہتے ہیں۔

سلامت رہو! قبلہ! ساری زندگی جس بی بیؑ کو قرآن تلاوت سے نہ روک سکے

اور مصلّٰی عبادت سے نہ روک سکے۔ یہ پاکستان کا وہ واحد اور عظیم دربار ہے جو مرکز اتحاد اور اَمن کا گہوار ہے۔ہم پوری دنیا کو چیلنج کرتے ہیں کہ جہاں نفرتوں کے بیج بوئے جاتے ہیں، جہاں امن کو خراب کیا جاتا ہو، اس کے باوجود کائنات کا کوئی مفتی، کوئی مُلّا اس دربار میں آکر سُنّی اور شیعہ کو علیحدہ کرکے دکھائے۔ یا خالی پہچان کردکھائے کہ سُنّی کہاں بیٹھا ہوا ہے اور شیعہ کہاں بیٹھا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ مرکزِ اتحاد ہے اس لیے میرے جو اہلِ سنت بھائی یہاں پر تشریف فرما ہیں میں ان کی تسکین کے لیے اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ کا ایک بیانِ حق بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

بی بی سے کسی نے پوچھا: بی بی! آپ کا بتول کے بارے میں کیا خیال ہے؟

فرماتی ہیں: میں اس بی بی کے متعلق کیا بیان کرسکتی ہوں کہ ظہر کے بعد حسنؑ کی ولادت ہوئی اور عصر کے وقت مصلّٰی عبادت پر بیٹھی ہیں۔

جنھیں سمجھ آگئی وہ میرے ساتھ ساتھ بولے گا۔

سامعینِ گرامیِ قدر!

فیصلہ ہوگیا۔قبلہ! فیصلہ ہوگیا کہ مثلِ قرآن سرکارِ مجتبیٰ سبطِ اکبر، اول تفسیر سورۃ کوثر، وارثِ دستارِ امیرالمومنین، حُسن کا دوسرا نام حَسن، بتولؑ کے گھر کا بڑا حسنؑ، زہراؑ کی آغوش کی پہلی زینت۔حدیث کساء کی چادرِ تطہیر میں حسینؑ سے پہلے جانے والا۔ شبیرؑ سے پہلے آغوشِ زہراؑ میں کھیلنے والا۔ فاطمہ زہراؑ کی کائنات میں پہلے تبسم کی وجہ، امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تشریف لائے ظہر کے بعد۔

مہینہ تھا رمضان کا، تاریخ تھی ۱۵ رمضان۔ وقت تھا ظہر اور عصر کے مابین۔

صاحبانِ معرفت تشریف فرما ہیں جب ظہر اور عصر کے مابین وقت تھا۔رمضان کا مہینہ تھا۔اُم المومنین گواہی دے رہی ہیں کہ ظہر پڑھ رہی تھی تو بعد میں بیٹا آیا۔عصر کے

وقت مصلّٰی عبادت پر بیٹھی تھی تو پھر تسلیم کر کہ بتولؑ اس بی بیؑ کو کہتے ہیں جو بیٹے کی ماں بھی بن جائے تو نہ مصلّٰی چھوٹتا ہے اور نہ روزہ ٹوٹتا ہے۔

قبلہ! نہ مصلّٰی چھوٹا اور نہ روزہ ٹوٹا ـــــ کائنات کی ہر مستور میں اللہ نے تین نقص رکھے ہیں۔ کوئی بھی مستور ہو اس میں اللہ نے تین نقص رکھے ہیں اور کائنات کی کوئی بھی مستور ہو اللہ نے اُسے تین رُتبے دیے ہیں۔

پہلا رُتبہ دیا بیٹی، پھر رُتبہ دیا بیوی اور نصیب یاوری کرے تو ماں۔

بیٹی، بیوی اور ماں ـــــ بیٹی ہو تو رحمت ہے۔ بیوی ہو تو شوہر کے ایمان کی محافظ ہے اور ماں ہو تو ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

جنابِ زہراؑ! تیری عظمت کے کیا کہنے۔ ہر بیٹی عام باپ کے لیے رحمت ہے مگر تُو رحمۃ للعالمینؐ کے لیے رحمت ہے۔ ہر بیوی عام شوہر کے ایمان کی محافظ ہے۔ مگر زہراؑ! کُلِ ایمان کے ایمان کی محافظ ہے۔

جسے اللہ نے زبان دی ہے اور سانس بھی چل رہی ہے۔ ہر ماں کے قدموں میں عام اولاد کی جنت ہے۔ جنابِ زہراؑ کے قدموں میں جنت کے سرداروں کی جنت ہے۔

سامعینِ گرامی قدر!

آلِ محمدؐ آپ کو آباد و شاد رکھیں۔

اللہ نے تین نقص رکھے۔ پہلا نقص ناقص الوراثت، کوئی بھی بیٹی ہو اس کی وراثت میں نقص ہے۔ بیٹے کا پورا اور بیٹی کا آدھا۔

کچھ جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اسلام میں ہے۔ کچھ جاہلوں کا یہ خیال ہے کہ یہ اسلام کا ظلم ہے کہ اس نے بیٹے کو پورا حصّہ دیا۔ بیٹی کو آدھا کیوں؟ وہ سمجھ نہ سکے کہ پروردگارِ عالم کا نظام کیا ہے؟

نظامِ پروردگار یہ ہے کہ آدھا حصّہ لے گی باپ کے گھر سے اور آدھا حصّہ لے گی شوہر کے گھر سے۔

اگر باپ کے گھر سے اُسے دو حصّے مل جائیں تو پھر شوہر کے گھر سے بھی حصّہ ملتا تو یہ بھی زیادتی تھی۔ اللہ نے آدھا حصّہ دے کر عین عدل کو قائم کیا۔ آدھا حصّہ باپ کے گھر سے لے اور آدھا شوہر کے گھر سے۔ لیکن نقص یہ رکھا ہے کہ اپنے باپ کے گھر پر اپنے بھائی کے مقابلے میں آدھا حصّہ لیتی ہے۔

کیا کہنے عظمتِ زہراؑ کے۔ پیغمبرؐ کی آغوش میں ابراہیمؑ تھا جو خود فرزندِ رسولؐ ثقلین تھا۔ دس سال کا ابراہیمؑ تھا۔

آوازِ قدرت آئی: اے میرے حبیبؐ! مَیں نے ہر مستور میں نقص رکھا ہے بیٹا پورا حصّہ لے گا اور بیٹی آدھا لے گی۔ یا ابراہیمؑ پیارا کرو ورنہ زہراؑ میں نقص برداشت کرنا پڑے گا۔ یا اگر بتولؑ میں نقص برداشت نہیں ہے تو ابراہیمؑ کو قربان کرنا پڑے گا۔

مجھے مخدومہ کے روضے کی عزت کی قسم! مَیں نے سُنّی شیعہ علما کی کتابوں میں پڑھا ہے۔ پیغمبرؐ نے فوراً ابراہیمؑ کو گود سے اُتار کر نیچے صف پر لٹا کر آواز دے کر عرض کیا: مالک! ابراہیمؑ نہیں چاہیے، مگر زہراؑ میں نقص برداشت نہیں ہوتا۔

توجہ ہے سامعینِ گرامی!

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنابِ زہراؑ کی وراثت کے مقابلے میں اپنا بیٹا بھی گوارا نہیں ہوا کہ بی بیؑ کے مقابلے پر کوئی بیٹا بھی ہو، حضورؐ کو یہ بھی گوارا نہیں۔

دوسرا نقص ہے ناقص العقل۔ عقل کے طور پر یہ فرمایا کہ اگر ایک مرد گواہی دے تو دو عورتیں مقابلے پر۔ یہ کائنات میں قرآن کا اصول ہے یہ کائنات میں رحمٰن کا اصول ہے۔ عظمتِ زہراؑ تیرے کیا کہنے۔ مباہلے کا میدان گواہ ہے چار معصوم مرد ایک طرف کھڑے ہیں اور اکیلی زہراؑ ایک طرف کھڑی ہے۔ ایک طرف امامت

گواہی دے رہی تھی۔ نبوت گواہی دے رہی تھی اور اکیلی زہراؑ ایک طرف......

تیسرا نقص ناقص العبادت، کائنات کی ہر مستور عبادت میں ناقص ہے اور جنابِ زہراؑ کو اللہ نے بتولؑ بنایا۔ بتول وہ ہے جو مخلوق سے کبھی نہ جڑے اور خالق سے کبھی نہ کٹے۔ اس لیے اللہ نے دو مستوروں کو بتول بنایا۔ ایک مریمؑ اور ایک زہراؑ۔ وہ بھی بتولؑ ہے یہ بھی بتولؑ ہے کیونکہ اللہ نے دو شجروں کو عزت دی۔ ایک شجرہ ہے بنی اسماعیل کا اور ایک ہے بنی اسرائیل کا۔

اللہ نے ایک گھر اس میں رکھا جسے بیت المقدس کہتے ہیں اور ایک گھر اللہ نے یہاں رکھا اسے خانہ کعبہ کہتے ہیں۔ ایک موسیٰؑ وہاں رکھا اور مثیلِ موسیٰؑ یہاں رکھا۔ ایک ہارونؑ وہاں رکھا اور ایک مثیلِ ہارونؑ یہاں رکھا۔ شبر اور شبیر وہاں رکھے اور حسن و حسینؑ یہاں رکھے۔ ایک بتول وہاں رکھی اور ایک بتول یہاں رکھی۔

جس کی توجہ ہے!

ادھر بھی ایک آخری غائب کر دیا۔ حضرت عیسیٰؑ اس شجرے کا آخری نبیؑ ہے زندہ بھی اور غائب بھی ہے۔ اور اِدھر بھی آخری کو غائب کر دیا۔

حضرت اسحاقؑ کا آخری بیٹا ہے عیسیٰؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا آخری بیٹا ہے میرا زمانے کا امامؑ۔ اب اللہ نے ایک بتولؑ وہاں رکھی اور ایک بتولؑ یہاں۔ اور اُس بتولؑ کی شادی نہیں کروائی کیونکہ بتولؑ رہنے کے لیے شرط ہے کہ مخلوق سے نہ جڑے۔ شادی ہو جاتی تو مخلوق سے جڑ جاتی۔

اب اللہ جانے وہ کون تھا جس سے شادی ہو کر بھی زہرا بتولؑ ہے۔

توجہ ہے نا قبلہ!

کیونکہ اگر مخلوق سے جڑ جائے تو بتول نہیں رہتی ہے۔ اللہ نے اس کے ساتھ شادی بھی کرا دی اور میں کہتا ہوں معبود! تُو نے مریم کو کنوارا کیوں رکھا؟ عجب نہیں

کہ آواز آئے علیؑ کی وجہ سے۔ مَیں نے کہا: مالک! کنوارا چھوڑتا ہے تو مریم کو۔ اور وجہ میرا مولا علیؑ۔

خاص توجہ چاہتا ہوں!

جواب آیا اس لیے کہ مَیں نے مریم کو بنایا بتولؑ۔ شادی کروا دی ہوتی تو کسی نبی سے ہوتی۔ اور اگر وہ نبی قیامت کے میدان میں سینہ تان کر کہہ دے کہ جی اس فضیلت میں مَیں علیؑ جیسا ہوں کیوں کہ علیؑ کی زوجہ بتولؑ ہے اور میری زوجہ بھی بتولؑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مریم کنواری چھوڑ دوں گا مگر علیؑ کی ہم سری برداشت نہیں ہوتی۔

سلامت و آباد رہو ___!

مریمؑ کنواری چھوڑ دوں گا علیؑ کی ہم سری برداشت نہیں۔ ہے وہ بھی بتول یقیناً بتولؑ ہے لیکن قرآن سے پوچھو اس کی شان کیا ہے؟ قرآن سے پوچھو کہ اس کی عظمت کیا ہے؟ قرآن سے پوچھو کہ اُس کی بلندی کیا ہے؟ کیونکہ جو بتول ہوتی ہے اُس کے فضائل قرآن پڑھتا ہے ___ پرورش کرتا تھا زکریاؑ۔

وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ___ (سورۂ آل عمران: آیت ۳۷)

''ہم نے مریمؑ کو زکریاؑ کی گود میں پالا''۔

کیسے پالا؟ زکریاؑ بیچارہ مزدور۔ مزدوری کرتا ہے۔ تین دن ہو گئے کام نہیں ملا۔ گھر میں فاقے ہیں۔ تیسرے دن گھر سے مزدوری کرنے نکلے۔ گھر سے باہر تالا لگا دیا کیونکہ اس نے جانا نہیں تھا اور کسی کو آنا نہیں تھا۔ یہ کہیں چلی جائے تو بتول نہ رہے اور اگر کوئی اس سے ملنے آجائے تو بتول نہ رہے۔

کیونکہ ہر وقت تسبیح کرنی ہے، ہر وقت اللہ کا ذکر کرنا ہے، تھکا ہارا زکریاؑ خالی ہاتھ واپس آیا۔ نبیؑ کو آج بھی کام نہیں ملا۔ تالا کھولا، کنڈی کھولی، دروازہ کھولا۔ دیکھا

تو جناب بتولؑ کے سامنے کھانا پڑا ہے۔

حیران ہو کر پوچھا: یہ کھانا کہاں سے آیا؟ بڑے ناز سے مریمؑ کہتی ہے اللہ نے بھجوایا ہے۔

لیجیے سامعین گرامی!

دونوں بتولوںؑ کا پتا چل گیا۔ مریمؑ بھی بتول ہے اور زہراؑ بھی بتولؑ ہے۔ لیکن مریمؑ عرش سے کھانے منگوا کر بتولؑ ہے اور زہراؑ عرش پر کھانے بھجوا کر بتولؑ ہے۔ اور جسے سمجھ نہیں آئی اس کے لیے اور آسان کرتا ہوں۔ مریمؑ عرش والوں کے ٹکڑوں پر پلتی رہی اور زہراؑ عرش والوں کو اپنے ٹکڑوں پر پالتی رہی۔

ذکرِ مصائب: شہزادیٔ کونینؑ کی قبرِ اطہر پر غربت کی انتہا

عنوان تھا جنت البقیع ـــــ ایک فقرہ عرض کرتا ہوں لوگ کہتے ہیں جنت البقیع کا قبرستان۔ جو زوار ہیں وہ گواہی دیں گے بالخصوص میں قبلہ سے دعا اور گواہی بھی چاہتا ہوں۔

قبلہ میں چودہ دفعہ اس مخدومہ کی اُجڑی ہوئی قبر کا زوار ہوں۔ خدا کی قسم! وہ قبرستان نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں: جنت البقیع والا قبرستان۔ میں کہتا ہوں: جنت البقیع والا قبرستان امام حسنؑ و حسینؑ کی ماں کا زندان ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی بندہ سوچ رہا ہو کہ اگر یہ قبرستان نہیں ہے تو پھر زندان کیسے ہے؟ فیصلہ کروا اتنے بڑے دربار میں بیٹھے ہو، کبھی قبرستانوں میں بھی سپاہی دُرّے لے کر بیٹھے ہوتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوا ہے کہ ہو قبرستان اور دروازے پر سپاہی دُرّے لے کر کھڑے ہوں۔ دوسرا فقرہ کہتا ہوں: کائنات کے کسی قبرستان کا یہ اصول ہے کہ وہاں ملاقات کا وقت معین ہو۔

تم اپنے عزیزوں کی قبروں پر جاتے ہو، کیا قبرستانوں میں ٹائم ہے کہ اتنے بجے مل سکتے ہو اور اتنے بجے نہیں مل سکتے کیونکہ ملاقات کا وقت ہمیشہ زندانوں میں مقرر ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام حسنؑ وحسینؑ کی ماں آج بھی زندان میں ہے۔

ہم پڑھتے ہیں قبر۔ علیؑ کی عزت وعظمت کی قسم! قبر بھی نہیں ہے۔ روتے روتے آہستہ سے مومن اشارہ کرتا ہے وہ جو سامنے پتھر پڑے ہیں وہ حسنینؑ کی ماں کی قبر ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ حق مانگنے گئی ہوتی تو انھوں نے حق دے دیا ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انھوں نے حق دے دینا تھا تو وہ قبر والا حق کیوں نہیں دے دیتے۔

ماتم کرکے رو جس کا رونے کو دل چاہے۔ حیران ہو کر نہیں۔ آج کا دن تو قیامت کا دن ہے۔ آج یہ سوچ کر رو لیں کہ آپ کا امامِ زمانہؑ کتنا رویا ہوگا، اس وقت کہ جب ہل چلانے والے بلڈوزر لے کر جنابِ بتولؑ کی قبر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یہ وہی قبر ہے کہ جس کے پہرے حیدرِ کرارؑ دیتا رہا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

چھٹی مجلس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رَبِّ اَوۡزِعۡنِيۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِيۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ

"پروردگار! مجھ کو توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں"۔ (سورۂ نمل، آیت ۱۹)

سامعینِ گرامیِ قدر!

پورے پاکستان کا بے مثال عظیم الشان یہ جلسہ منعقد ہوا ہے۔ جب خدا نے مرج البحرین کے دو موتیوں کو آپس میں ملایا، کائناتِ آدم و عالم کی شادیوں میں سب سے بڑی شادی، جس میں نکاح پڑھنے والا خود رب العالمین تھا۔ نکاح جس جگہ پر ہوا، اس جگہ کا نام عرشِ بریں ہے۔ دلہن حضرت فاطمۃ الزہراؑ تھیں اور دولہا حضرت علی ابن ابی طالبؑ تھے۔

اس کا نکاح ہوا کہ پورے عرب میں جس کے خاندان کے علاوہ نکاح کا کوئی رواج نہ تھا۔ یہ فقرے میرے نہیں ہیں بلکہ امیرِ عرب، امام المتقین، کائنات کے بادشاہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے سقیفہ بنو ساعدہ چوروں کے اجتماع میں بعد از تدفینِ رسولؐ خطبہ احتجاج پڑھا جس میں میرے مولاؑ نے سقیفہ کی نجاست میں گوندھے ہوئے زلفِ اقتدار کے بوڑھے اسیروں کی طرف دیکھتے ہوئے یہ فقرے ارشاد فرمائے۔

آپؑ نے فرمایا: تم نے غدیر کو بھلا کر، حکمِ پیغمبرؐ کو فراموش کر کے، پیغمبرؐ کے جنازے کو چھوڑ کر، جو پیغمبرؐ کا جانشین بنایا ہے میں بھرے مجمع میں علی ابن ابی طالبؑ

ہوکر اعلان کرتا ہوں کہ جب تم نے مجھے چھوڑ کر کسی اور کو جانشین بنایا ہے تو میں تمھارے بھرے مجمع سے پوچھتا ہوں کیا امام المتقین یہ ہیں؟

پورے مجمع نے کہا: نہیں۔

کیا یعسوب الدین یہ ہیں؟

کہا: نہیں۔

کیا سورج انھوں نے پلٹایا تھا؟

مجمع نے کہا: نہیں۔

مولاؑ نے فرمایا: کیا قنبرؓ کے مولا یہی ہیں؟

کہا: نہیں۔

مولا علیؑ نے فرمایا: کیا رسولؐ کے بستر پر یہ سوئے ہیں؟

کہا: نہیں۔

مولاؑ نے فرمایا: بدر کے فاتح یہ ہیں؟ اُحد کے مالک یہ ہیں؟ خندق کے کُلِ ایمان یہ ہیں؟ مرحب کے قاتل یہ ہیں؟ ستارہ انھوں نے اُتارا تھا؟ سورج انھوں نے پلٹایا تھا؟ سورج یہ نکالتے ہیں؟ چاند یہ چمکاتے ہیں؟ بارشیں یہ برساتے ہیں؟ پانی یہ چلاتے ہیں؟ ستارہ ان کی شادی پر آیا تھا؟ اللہ نے ان کا نکاح پڑھا تھا؟ تو پورے مجمع نے انکار کیا۔

علیؑ نے سینہ تان کر فرمایا: میں نکاح سے، میرا باپ نکاح سے اور میرا دادا نکاح سے۔ تم میں سے بھی کوئی نکاح سے ہے؟

اللہ ان ہاتھوں کو سلامت رکھے جو حمایتِ علیؑ میں بلند ہوتے ہیں۔ ہر ہاتھ کا کام ہی نہیں ہے کہ علیؑ کی حمایت میں اُٹھے۔ یہ کام اسی کا ہے جسے علیؑ خیرات دے رہا ہو۔ جسے علیؑ خیرات دے اسی کا ہاتھ اُٹھتا ہے۔ جسے علیؑ خیرات نہ دے اس کے تو

نماز میں ہاتھ نہیں کھلتے۔تو پھر مجلس میں کیسے کھلیں گے۔

ایسے نہیں ـــــ اپنے پیر کا نام آہستہ وہ لیتا ہے جس کے پیر نے اُسے شرمندہ کیا ہو۔جس جس کی رگوں میں ولایت باپ کے خون اور ماں کے دودھ کی طرح رقص کر رہی ہے۔ بوذر مزاج بن کر، قنبر طبیعت بن کر، سلمان نیت بن کر، بہلول شریعت بن کر، مل کر ـــــ نعرۂ حیدری!

حضرت فاطمہؑ اور علیؑ برابر ہیں۔کوئی بیوی اپنے شوہر کے برابر نہیں۔ بلا عذر شرعی عورت آگے چلے اور مرد پیچھے ہو، تو ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ مجھے نہیں پتا کون کون تھکا ہوا ہے؟

مجھے نہیں پتا کس کس کے موبائل میں کیلکولیٹر ہے۔ اگر ہے تو بے شک ضربیں دے کر دیکھ لے۔عورت آگے ہو اور اُس کا مرد پیچھے ہو تو ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں۔جب تک جاگو گے نہیں فقرہ نہیں کہوں گا۔

عورت آگے ہو اور اُس کا مرد پیچھے ہو تو ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں پتا نہیں اس وقت کیا ہوا ہو گا جب ایک عورت آگے تھی اور پورا لشکر پیچھے تھا۔

کائنات کے ہر باپ کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنی بیٹی کا رشتہ کرے، احمدِ مختارؐ کو اختیار نہ تھا کہ وہ جنابِ زہراؑ کی شادی کے لیے ہاں کرے۔کئی نااہل غیرت رشتہ مانگنے آئے۔

عقیدہ پڑھنے لگا ہوں۔کئی نااہل ـــــ پورے پاکستان کے معززین کا اجتماع ہے۔خیبر سے لے کر کراچی تک آپ عزادارانِ امامؑ موجود ہیں۔قبلہ و کعبہ مخدوم بادشاہ سیّد نزاکت حسین کی اجازت سے ایک فقرہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

بڑے بڑے لوگ پیغمبرؐ سے آپؐ کی بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے۔ یہ وہی کم ظرف لوگ تھے جو سیّدزادی کی شادی غیر سیّد سے جائز سمجھتے تھے۔ان کی کچھ نسلیں آج بھی

پاکستان میں موجود ہیں۔ جس کا عقیدہ اجازت دے وہ میرے ساتھ بولے۔ اتنی بڑی جرأت کہ سیّدۃ النساء العالمین کا رشتہ مانگنے گئے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبیؐ ہم جیسا ہے۔ وہ اس پاک شجرے میں اور اپنے آپ میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے اور نبیؐ تھا رحمۃ للعالمینؐ۔

یہ اگلا فقرہ جسے سمجھ میں آئے گا میں صرف اشارہ کروں گا جسے سمجھ آئے گا اُسے منبر کی بلندیوں سے میرا سلام۔ جسے سمجھ نہیں آئے گا وہ معرفت شہزادیِ کونینؑ سے طلب کرے۔

جہاں جہاں تک حضرات تشریف فرما ہیں توجہ چاہوں گا۔ قبلہ نوید عاشق صاحب، اقبال شاہ جی! بڑی توجہ سے۔ بادشاہ جی! ایک فقرہ کہنا چاہتا ہوں۔ ذیشان بھٹی صاحب جی! مختار فورس کے جوان! جہاں جہاں تک کھڑے ہیں ان کی دعا لینے کے لیے ایک فقرہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا قبلہ حبیب شاہ جی!

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری زندگی کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا لیکن جنابِ فاطمہؑ کے معاملے میں نبیؐ اکرم نے کسی کو معاف نہیں کیا۔ جس جس نے جنابِ زہراؑ کا رشتہ صرف مانگا تھا حضورؐ نے اُس اُس کے گھر سے ایک ایک رشتہ لیا۔

سلامت رہو ——!

یہ شادیاں نہیں ہوئی تھیں یہ جرمانے تھے۔ تمھاری جرأت کیسے ہوئی کہ تم نے جنابِ زہراؑ کا رشتہ مانگا؟ امیر المومنین کی عزت کی قسم! حضرت فاطمہؑ جب اس دنیا میں تشریف لائیں تو سب سے پہلا فقرہ تھا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور میرا باپ محمد اللہ کا رسولؐ ہے''۔

وَبِعَلِیٍّ سَیِّدِ الْاَوْصِیَآءِ وَلِیُّ اللّٰہِ....

''اور میرا شوہر سیّدالاوصیاءؑ اور اللہ کا ولی ہے''۔

امام زمانہؑ تمھیں آباد و شاد رکھیں۔ امام حسینؑ تم پر ہمیشہ راضی رہیں۔

ابھی دنیا میں آ کر کہتی ہیں: میرا شوہر، شادی ہوگی ۹ سال بعد...... حضرت فاطمہ زہراؑ نے کہا: میرا شوہر۔ پہلی گواہی اللہ کی، دوسری رسولؐ کی اور تیسری گواہی بتولؑ کی۔

زبان سے نکلی ہوئی ہے علیؑ کی ولایت کی۔ علیؑ کی ولایت متنازعہ نہیں ہے۔ صرف آوارہ ماؤں کی نجس اولادوں کو نہیں پتا کہ علی ولی اللہ کیا ہے۔

جنابِ علیؑ اور فاطمہؑ برابر ہیں۔ کس سے شادی ہوگی زہراؑ کی؟ خدا نے خود طلب کر لیا پیغمبرِ اعظمؐ کو عرش پر۔ معراج کی خاطر، سفرِ معراج کا معاملہ طویل ہے لیکن اس میں چھپا ہوا راز علیؑ و فاطمہؑ کی شادی ہے۔

پوری دنیا میں ہر لڑکے والا رشتہ مانگنے خود جاتا ہے۔ جنابِ بتولؑ کی شادی کے لیے جنابِ بتولؑ کے بابا کو اللہ نے عرش پر بلایا کیونکہ رشتہ دینے سے پہلے گھر بار دیکھ لینا چاہیے۔

جنابِ بتولؑ کا بابا معراج پر کیسے گیا؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ خالی مصطفیٰؐ ہی نہیں گئے دو جوتیاں بھی عرش پر گئیں۔ پاکستان کا کون سا شیعہ ہے جس نے یہ قصیدہ نہیں سنا:

عرشِ معلّٰی تے جوتیاں پہن کے گیا کیسے؟

کسی کے گھر آپ جائیں تو جوتیاں باہر اُتارتے ہیں۔ بیس روپے کی قالین بھی ہو تو جوتی پہن کر نہیں جاتے۔ اس لیے کہ گھر والا بدتمیز نہ سمجھے۔ اپنے گھر میں دس ہزار کی قالین ہو تو جوتیوں سمیت جاتے ہیں کیونکہ عرش تھا محمدؐ کا اپنا گھر اسی لیے تو جنابِ زہراؑ کا نکاح فرش پر نہیں ہوا تھا کیونکہ نکاح ہوتا ہے لڑکی کے باپ کے گھر۔

دلہن ابوتراب کی ہو تو شادی تراب پر کیسے ہو؟

شادی ہوئی عرشِ بریں پر، نکاح خوان تھا رب العالمین۔

دو ٹکے کا آوارہ مولوی کہتا ہے: رشتے آسمانوں پر طے ہوتے ہیں۔

کئی جوان بھی چپ ہو گئے ــــ پریشان نہ ہوں یہ فقرہ بنواُمیہ کی پھیلائی ہوئی بکواس ہے ــــ رشتے آسمانوں پر طے ہوتے تو زمین پر طلاقیں نہ ہوتیں۔

میرے ساتھ مل کر بولنا، جو بندہ مجھ سے متفق ہو، نہ جھکے ہوئے عقیدے کی داد چاہیے اور نہ جھکے ہوئے جسم کی داد چاہیے۔

یہ فقرہ خودساختہ بنایا ہوا ہے جنابِ علیؑ و فاطمہؑ کے حسد میں۔ کائنات میں ایک ہی رشتہ آسمان پر طے ہوا تھا جس کا دلہا تھا حیدرِ کرّار۔ کوئی بھی رشتہ آسمانوں پر طے نہیں ہوتا۔ یہ بندوں کے بنائے ہوئے رشتے ہیں۔ اللہ کے بنائے ہوئے رشتے پکے ہوتے ہیں۔ جسے ساری کائنات مل کر نہیں توڑ سکتی۔ بندوں کے بنائے ہوئے رشتے کچے ہوتے ہیں۔ اُن سے آگے جو رشتے بنتے ہیں وہ بھی کچے ہوتے ہیں۔

ساس امی حضور، سسر ابا حضور، اللہ نہ کرے طلاق ہو جائے تو امی حضور اور ابا حضور کو خود بخود ہو جائے گی۔ انھیں علیحدہ طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ کچھ رشتے بندے بناتے ہیں اور کچھ رشتے اللہ بناتا ہے۔ مَیں اس عظیم ترین پنڈال میں پورے پاکستان کے سب سے بڑے جلسے میں ساداتِ عظام سے دعا لینے کے لیے ساداتِ عظام کی جوتیوں کا فقیر حقیر فقرہ عرض کرتا ہے اور اجر جنابِ سیّدہ کونینؑ سے چاہتا ہوں۔

علیؑ کی عزت کی قسم! رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک بندوں کا بنایا ہوا اور ایک اللہ کا بنایا ہوا۔ جو رشتہ اللہ بنائے وہ پکا ہوتا ہے اور جو رشتے بندے بنائیں وہ کچے ہوتے ہیں۔ پوری کائنات میں ایک بادشاہ ہے میرا مولا علیؑ جس کا کوئی رشتہ

بھی کچا نہیں ہے۔علیؑ کی اولاد والا رشتہ بھی اللہ نے بنایا ہے۔علیؑ کی بیوی والا رشتہ بھی اللہ نے بنایا ہے۔ یہ رشتہ اللہ نے طلب کیا۔

ذکرِ مصائب: بنتِ رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؑ پر جلتے ہوئے دروازے کا گرنا

چار گھنٹے دربار میں کھڑی رہی ـــــ جس کا نکاح رحمٰن نے پڑھا تھا وہ کھڑی رہی کچہری میں۔ اللہ تمھاری ہائے کو مخدومہ کے مقدمے میں گواہی کے طور پر شمار کرے۔ ملکہ شرم و حیا، وارثہِ انبیاءؑ، عزت امیرالمومنینؑ، چار گھنٹے کھڑی رہی۔ کبھی نہ سمجھنا کہ کھجوریں مانگنے گئی۔ پوری دنیا کے لوگوں سے پوچھو جنھوں نے مذہبِ شیعہ اختیار کیا۔ اُن بندوں سے پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے؟

جواب آئے گا: زہراؑ کے حق کی وجہ سے۔ پوری دنیا میں پھر و جن لوگوں نے علی ولی اللہ پڑھا اُن سے پوچھو کہ تم شیعہ کیوں ہوئے؟

وہ جواب دیں گے: کیوں کھڑی رہی دربار میں۔

کتابیں بھری پڑی ہیں جو شیعہ ہوئے۔ اُن کے واقعات دیکھو۔ قاضی سعید الرحمٰن بڑا سخت متعصب تھا۔ مبلّغِ اعظم اسماعیل نے اُنھیں شیعہ کیا تھا جو لاہور میں مناظرہ ہوا تھا۔

مولانا اسماعیل نے فرمایا تھا: قاضی! لمبی باتیں نہ کر۔ مَیں سمجھ گیا ہوں تیری نیت ٹھیک نہیں ہے۔ چھے مہینے مناظرہ ہوتا تو تب بھی نتیجہ نہ نکلتا۔ کتابیں ہٹا، وضو کر، سر پر قرآن رکھ اور کعبے کی طرف منہ کر کے بتا: بتولؑ دربار سے خالی آئی ہے کہ نہیں۔

شرم کر کے نہ رونا جسے زہراؑ کا حیا ہے، بتا زہراؑ خالی ہاتھ آئی ہے کہ نہیں باپ کے نوکروں سے جھڑکیں کھائی ہیں کہ نہیں۔ قاضی سعید الرحمٰن کا کہنا ہے کہ مَیں نے دل میں نیت کر لی کہ روز بندے جھوٹا قرآن اُٹھاتے ہیں کچہریوں میں۔ اُس نے کہا: اگر

آج میں اُٹھالوں گا تو میری بلے بلے ہو جائے گی کہ مَیں نے مولوی اسماعیل کو ہرا دیا۔

قاضی سعید الرحمٰن خود کہتا ہے: مَیں دوڑ کر گیا۔ مَیں نے وضو کیا۔ طنزاً ہنستے ہوئے قرآن اُٹھایا، کعبے کی طرف منہ کیا۔ قرآن سر پر رکھنے سے پہلے مَیں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسماعیلؒ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی تھی۔

رو کر کہتا ہے: محمدؐ کی بیٹی! تیری اپنی قسمت۔

اللہ تیرے بَین قبول کرے۔ جنابِ زہراؑ تجھ سے راضی ہوں۔ جو محمدؐ کی بیٹی کو اُونچی آواز میں رو رہے ہو۔ امام حسینؑ کی ماں کسی کی بیٹی کو نہ رُلائے۔ اسماعیل رو کر کہہ رہا تھا: زہراؑ تیری اپنی قسمت۔ مَیں اس سے زیادہ تیری وکالت نہیں کر سکتا۔

اب قرآن جانے اور سعید الرحمٰن جانے ـــــ قاضی سعید الرحمٰن کہتا ہے کہ مَیں نے سر پر قرآن رکھ کر کہا: لوگو! زہراؑ سچی تھی۔ اصحاب کرسیوں پر بیٹھے رہے اور محمدؐ کی بیٹی کھڑی رہی۔ چار گھنٹے بعد ایک نے پوچھا: کوئی ثبوت ہے تو پیش کر۔

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ملکہٴ طہارت نے حضرت محمدؐ کی تحریر کو پیش کیا۔

مَیں جنابِ زہراؑ کی قسم کھاتا ہوں جو پردے کے اندر بیٹھی ہیں۔ امام حسینؑ کے بڑے منظورِ نظر ذاکرین تشریف فرما ہیں۔ عزت مآب ذاکرین کی مجلس ہے۔ صبح کا وقت ہے شاہ جی! مجھے اس بی بیؑ کی قسم! بی بیؑ وائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی تھی۔

میرے سر پر قرآن ہے، مَیں روایت غلط پڑھوں غازی عباسؑ مجھے منبر پر اسی وقت سزا دے۔ مَیں فقرہ صحیح پڑھوں تو پھر ماتم جانے اور تُو جان۔ مجھے جنابِ زہراؑ کی قسم! سب سے چھوٹا ذاکر ہوں لیکن قرآن سر پر رکھ کر کہتا ہوں: اِس بے دین نے صرف سند پھاڑی نہیں۔ پہلے محمدؐ کی تحریر پر تھوکتا رہا اور پھر اس بے دین نے اپنے نجس ہاتھوں سے رسولؐ کی سند کو پھاڑنا شروع کیا۔ جنابِ زہراؑ کی نظریں قبرِ محمدؐ پر پڑیں۔

رو کر کہتی ہیں: بابا! تیری زہراؑ بھرے دربار میں جھٹلائی گئی ہے۔

بی بیؑ تمھیں دنیا کے کسی غم میں نہ رُلائے جو رسولؐ کی بیٹی کو مظلومہ سمجھ کر رو رہے ہو۔ بی بی زہراؑ تمھارے آنسو قبول کرے۔

جلتے ہوئے دروازے کے نیچے جنابِ زہراؑ ہیں۔ مَیں نے بیچ کے فقرے چھوڑ دیے ہیں۔ کوئی سیّد ذاکر ہو تو وہ پڑھے۔ میری اوقات نہیں ہے، میری جرأت نہیں کہ مَیں وہ فقرے پڑھوں کہ کس طرح دروازہ گرا۔ جلتے ہوئے دروازے کے پیچھے۔ جنابِ زہراؑ کا مُہر یافتہ ذاکر ہے، کہتا ہے: مَیں اجازت دیتا ہوں کہ بتا دیں نہ چھپائیں۔ قرآن میرے سر پر ہے خالی لکڑی کا دروازہ نہیں تھا اس میں لوہے کی میخیں تھیں جو آگ میں گرم ہوگئیں جو محمدؐ کی بیٹی پر......

اِدھر دروازہ جنابِ زہراؑ پر گرا اور اُدھر فوجیوں نے دروازے پر سے گزرنا شروع کیا۔ آواز آئی: یا علیؑ! میری پسلیاں دروازے کے نیچے۔

زہراؑ کی آواز آئی: یا علیؑ! میرا محسن شہید ہوگیا۔

فرمایا: یا فِضّہؓ! میرا وارث کہاں ہے؟ میرا وارث کہاں ہے؟

آواز آئی: بی بیؑ! گلے میں رسّی ڈال کر اسے مدینے کی گلیوں میں گزارتے ہوئے دربار میں لے گئے ہیں۔

جنابِ زہراؑ تڑپ کر اُٹھیں، محمدؐ کا عمامہ پہنا، محمدؐ کی عبا پہنی، محمدؐ کی قبا پہنی، قبرِ محمدؐ پر جنابِ زہراؑ تشریف لائیں۔

جھولی پھیلا کر فقرہ سنو!

جنابِ زہراؑ نے عمامہ اُتارا، زہراؑ نے بال کھولے، نبیؐ کی قبر پر ہاتھ رکھا، رو کر کہتی ہیں: میرا دروازہ گرا، مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ علیؑ دوڑ کر سامنے آئے۔ ہاتھ جوڑ کر کہا: زہراؑ! بددعا نہ کرنا......

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

ساتویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ (سورۂ مزمل: آیت ۸)

''اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو''۔

سامعینِ گرامی قدر!

خداوند عالم مخدومہ عالمیان کے صدقے میں اس جلیل القدر عبادت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ بحق محمدؐ و اہلِ بیتِ محمدؐ پوری کائنات میں جہاں کہیں بھی حضرتِ سیّدہؑ کو صدیقہ ماننے والے ہیں خدا ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

قبلہ و کعبہ سرکار علامہ ریاض حسین رضوی صاحب منبر پر تشریف فرما ہیں۔ انھوں نے مہربانی فرما کر اپنا وقت مجھے عطا فرمایا ہے۔ میں بالکل مختصر سے وقت میں اسی طرح سے نوکری پیش کرنا چاہتا ہوں جس طرح سے ایک بڑھیا نے اپنا نام جنابِ یوسفؑ کے خریداروں میں لکھوایا تھا۔

اللہ نے اپنی طرح کائنات کا ہر اچھا نام جنابِ سیّدہ فاطمہؑ کو عطا فرمایا۔ کائنات میں جو بھی اچھا نام ہے وہ میری مخدومہ کا نام ہے۔ کائنات میں جو بھی جلیل القدر نام ہے وہ میری طیبہ طاہرہ بی بیؑ کا نام ہے۔ جس میں سب سے شہرت والا نام فاطمہؑ ہے۔ ایک بات مزید ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ نام صرف اس لیے ہیں کہ پہچان ہو سکے۔ جب ''ف'' خلق ہی نہ ہوئی تھی تو اس وقت بھی یہ بی بیؑ موجود تھیں۔

جسے بات سمجھ نہ آئے وہ میرے ساتھ بولے۔ ابھی "ف" خلق ہی نہ ہوئی تھی اور میری شہزادیؑ موجود تھیں۔ یہ جو نام اللہ نے رکھے ہیں ہر نام کے اندر کوئی نہ کوئی معنی ہے، مثلاً بی بیؑ کا ایک اسمِ گرامی ہے محدثہ۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا آپؑ کی دادی کا اسمِ گرامی محدثہ ہے اور محدثہ کسے کہتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ جس بی بیؑ سے براہِ راست گفتگو کرتا ہو۔

آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھے۔ خدا آپ کو ہمیشہ آباد و شاد رکھے۔

جنھیں بات سمجھ آئی ہے ان کے لیے فقرہ عرض کرتا ہوں: جن سے اللہ جبرائیلؑ کے ذریعے بات کرتا ہو وہ نبی ہوتے ہیں اور جس سے براہِ راست گفتگو کرتا ہو اُس بی بیؑ کا نام ہے زہراؑ۔

بندے نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! وہ کون سا موقع تھا جب اللہ نے آپ کی دادی سے گفتگو کی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اَن گنت مواقع ہیں جہاں گفتگو کی۔

اس نے عرض کیا: مولاؑ! پھر بھی کوئی نہ کوئی واقعہ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی شادی ہونے لگی۔ تو نکاح خواں خود رحمٰن تھا۔ نکاح پڑھنے والے نے خود دلہن سے پوچھا: تجھے حق مہر کیا چاہیے؟

آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں!

خدا اِن ہاتھوں کو کبھی کسی کمینے کا محتاج نہ کرے جو فضائلِ جنابِ علیؑ و بتولؑ میں بلند ہوتے ہیں۔

تجھے حق مہر کیا چاہیے؟ تیرا حق مہر کیا ہو؟

شہزادیٔ کونینؑ نے کہا: تیری عطا اتنی ہے کہ مجھے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کائنات کی سب سے قیمتی چیز جنت ہے اور وہ میرے بچوں کی ملکیت ہے۔

تیری رضائیں میرے شوہر کی ملکیت ہیں۔ تیرے فرشتے میرے دروازے کے بھکاری ہیں۔ تیری بنائی ہوئی تقدیر میرے دروازے پر اپنے مقدر کا فیصلہ سننے کے لیے آتی ہے۔ عزت و منزلتوں کا مرکز تُو نے میرے گھر کو قرار دیا۔ تیری عطائیں اس کنیز پر اتنی ہیں مَیں اور کیا مانگوں؟

آوازِ قدرت آئی: مَیں نے حق مہر کو واجب قرار دیا ہے۔ حق مہر واجبات میں سے ہے۔ نکاح درست ہی نہیں۔ اس لیے مَیں چاہتا ہوں کہ خود طلب کر۔ حق مہر مَیں نے چھوڑا ہے دلہن کی مرضی پر کہ وہ اپنی مرضی سے طلب کرے جو چاہے۔ مَیں کائنات کا خالق تجھے اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ مَیں تیرا نکاح خواں ہوں اور علیؑ سے تیری شادی کرا رہا ہوں، حق مہر طلب کر۔ فاطمہ زہراؑ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ گردن جھکا کر کہا: مالک! پھر تیری کنیز کا حق مہر یہ ہے کہ حق مہر کے طور پر میرے شوہر کے شیعوں کو بخش دے۔

آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں۔

میرا حق مہر یہ ہے کہ میرے شوہر کے شیعوں کو بخش دے۔ قبلہ و کعبہ سے مَیں ٹائم لے کر اس شرط پر کھڑا ہوا تھا کہ مختصر پڑھوں گا اور مَیں اسی وعدے کو پورا کرتے ہوئے آپ حضرات کی توجہ چاہوں گا۔

میرے شوہر کے شیعوں کو بخش دے۔ بعض جاہل اور نجس ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ شیعوں کو تو اپنی جنت پر بڑا یقین ہے۔ ہم لازمی جنت میں جائیں گے۔ یہ تو اپنے گناہوں کو بھی نہیں دیکھتے۔

دعویٰ کی طاقت کا پتا چلتا ہے مدعی کی طاقت سے۔ مَیں اسے آسان کردیتا

ہوں محسن بھائی! اگر میں دعویٰ کروں کہ حضرات ایک منٹ کے بعد میں کراچی میں مجلس پڑھوں گا۔ مولاؑ زندگی کرے، تسلیم کریں گے اور کیا آپ اعتبار کریں گے یا جھوٹا سمجھیں گے آپ؟

ہم لعنت بھیجتے ہیں اُس پر جو رسولؐ کے منبر پر آ کر جھوٹ بولے۔ لیکن یہ جھوٹ ہوگا اگر میں کہوں کہ ایک منٹ کے بعد میں کراچی میں پڑھوں گا لیکن اگر یہی دعویٰ آصف ابن برخیا کردے ـــــ وہ جو تختِ بلقیس لے کر آیا تھا۔

میں نے کہا تو آپ نے شک کیا اور یقین نہیں کیا۔ یہی دعویٰ آصف ابن برخیا کرے تو آپ شک نہیں کریں گے بلکہ یقین کرلیں گے۔

دعویٰ کرنے والے کی زبان کی قوت سے پتا چلتا ہے کہ دعویٰ میں کتنی سچائی ہے۔ اللہ کی قسم! زہراؑ کی قسم! حسنؑ و حسینؑ کی قسم! یہ ماتمیوں کا دعویٰ نہیں کہ ہم جنت میں جائیں گے، یہ جنت کی مالکن کا دعویٰ ہے کہ میں انھیں جنت میں لے کر جاؤں گی۔

آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں جو حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں توجہ کریں۔

جنت کی مالکہ کا دعویٰ ہے، مخدومۂ عالمیان کا دعویٰ ہے میں تمھیں جنت میں لے کر جاؤں گی۔ یہ گنہگار کیسے جنت میں جائیں گے۔ واقعی نہیں جاسکتا۔ گنہگار کا کیا کام ہے کہ وہ جنت میں جائے۔ گنہگار جنت میں نہیں جاسکتا۔ جیسے پہاڑ سے اُونٹنی نہیں نکل سکتی۔ جیسے قالین ہَوا میں نہیں اُڑ سکتا۔

آج کل تو جہاز گر جاتے ہیں قالین کیسے اُڑے گا؟ جیسے گرم لوہا ہاتھ سے نہیں مڑ سکتا۔ گنہگار جنت میں نہیں جاسکتا۔ جیسے دریا میں رستہ نہیں بن سکتا۔ جسے سمجھ آئے وہ میرے ساتھ بولے گا۔

جس طرح سے چاند دو ٹکڑے نہیں ہوسکتا۔ جیسے سورج مغرب سے نہیں نکل سکتا۔

جو حضرات خاموش ہیں وہ یہی سوچ رہے ہیں کہ گرم لوہا ہاتھ سے مڑتا ہے اگر موڑنے والے داؤدؑ ہوں۔ قالین ہوا میں اُڑ سکتا ہے اگر اُڑانے والے حضرت سلیمان نبیؑ ہوں۔ دریا میں رستہ بنتا ہے اگر بنانے والے حضرت موسیٰؑ ہو۔ چاند دو ٹکڑے ہوسکتا ہے اگر توڑنے والے حضرت مصطفیؐ ہوں۔ سورج مغرب سے پلٹ سکتا ہے اگر پلٹانے والے حیدر کرارؑ ہوں۔ گنہگار ماتمی جنت میں جا سکتا ہے اگر لے جانے والی حضرت فاطمہؑ ہوں۔

ذکرِ مصائب: ثانیٔ زہراؑ بنت علیؑ کا شام کے بازاروں سے گزرنا

جنابِ زہراؑ دربار میں چار گھنٹے کھڑی رہی۔

مَیں قطعاً طویل مصائب نہیں پڑھوں گا لیکن ایک فقرہ کہوں گا:

عزادارو!

خالی دروازہ نہیں جلایا گیا۔

اس منبر پر قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے، پردے میں سیّدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام تشریف فرما ہیں۔

ایک لفظ کہتا ہوں:

خالی دروازہ نہیں جلایا گیا۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے گھر کی چھت کو زمین سے ملا دیا۔

عزادارو!

دس ہزار کا مجمع جنازے میں ہو، سارے کے سارے نہیں روتے، دو چار ہی روتے ہیں، تمھیں پوچھنا پڑ جاتا ہے کہ یہ کیا لگتا تھا؟

اس طرح سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا ماتم کرو کہ فرشتے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے پوچھیں کہ یہ تیری زہراؑ کا کیا لگتا تھا؟

اے عزادارو!

علی اکبرؑ کی عمر میں محمدؐ کی بیٹی بوڑھی ہوگئی۔

اِدھر ظالموں نے دروازے کو آگ لگائی، اُدھر ظالم ہاتھوں میں کدال لے کر زہرؑا کے گھر کی چھت پر چڑھ گئے۔ چھت کو توڑ کر سارے لوگ بتولؑ کے گھر میں داخل ہو گئے۔

کسی کی عام پردہ دار بیٹی ہو اور گھر میں کوئی گھس آئے تو وہ کہتا ہے کہ میری پردہ دار بیٹی تھی، تو گھر میں کیوں آیا ہے۔

ہائے قسمت علیؑ کی کہ زینبؑ جیسی پردہ دار ساتھ ہزار کی فوج، مدینہ کا شہر، کبھی زینبؑ کو سنبھالتا ہے، کبھی زہرؑا کو......

سیّدو!

مجھے امام حسینؑ کی غربت کی قسم!

ان بے غیرتوں نے تمھاری دادی پر بڑے ظلم ڈھائے ہیں مدینہ میں، کسی نے تازیانہ مارا، کسی نے گرز مارا، فاطمہ زہرؑا تڑپتی رہی۔

عزادارو!

ایک ملعون نے لکڑیاں اکٹھی کیں، ایک ملعون نے آگ لگائی، ایک ملعون نے آدھے جلے ہوئے دروازے کو دھکا مارا۔ خالی لکڑیاں جلی ہوئی نہیں تھیں بلکہ اس دروازے میں لوہے کی میخیں آگ سے سرخ ہوگئی تھیں۔ ظالم نے دروازے کو دھکا دیا، وہ دروازہ آ کر حضرت فاطمہ زہراؑ پر گرا۔

عزادارو!

مجلس تمام ہوگئی۔

بس آخری فقرہ!

دروازہ جلا، دروازے کی لکڑیاں جلیں، دروازے میں لوہے کی میخیں گرم ہوکر سرخ ہوگئیں، دیوار کے پیچھے محمد ﷺ کی بیٹی آگئی، مدینہ کے بدمعاش دروازے کو دھکا لگاتے تھے۔ اکیلی زہراؑ دروازے کو بند کرتی تھی۔ ایک ظالم نے دروازے کو ٹانگ ماری، جلتا ہوا دروازہ فاطمہؑ پر گرا۔

عزادارو!

اِدھر دروازہ گرا اُدھر قنفذ حرام زادے نے ہاتھ میں تازیانہ لے کر محمد ﷺ کی بیٹی کو تازیانہ مارا۔ رسولؐ کی بیٹی دروازے کے نیچے تڑپنا شروع ہوئی۔

آواز آئی: یا علیؑ! میری پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

یا علیؑ! میرا محسنؑ شہید ہوگیا۔

عزادارو!

دروازے کے نیچے زہراؑ تھیں یا اتنے میں محمد ﷺ کی بیٹی دروازے کے نیچے سے اُٹھیں فرمایا: فِضّہ! میرا وارث کہاں ہے؟

آواز آئی: بیٹی! علیؑ کے گلے میں رسّی ڈال کر دربار میں لے جارہے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

آٹھویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ○ (سورہ صف: آیت ۴)

''خدا تو اُن لوگوں سے اُلفت رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اسی طرح پَرا باندھ کے لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں''۔

سامعینِ گرامیِ قدر!

خداوند عالم مخدومہ عالمیان کے وسیلے اور صدقے میں اس جلیل القدر عبادت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ پورے ملک کی نامور مخصوص علَم دار کربلا جس کا انتظار سارا سال امام حسینؑ کے چاہنے والوں کو رہتا ہے اور اتنی پُرخلوص نوکری ساداتِ عظام کی جانب سے اپنے لیے باعثِ عزت سمجھتا ہوں۔ مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ مَیں مومنین کے اجتماع سے ساداتِ عظام کی اس منظورِ نظر مجلس سیّدہ کونینؑ میں، اپنی نوکری پیش کروں۔

کسی سے دوستی ہے تو آلِ محمدؐ کے لیے اور کسی سے دشمنی ہے تو آلِ محمدؐ کی خاطر۔

نہ دوستی ذاتی ہے اور نہ دشمنی ذاتی ہے۔ نہ کسی سے پیار ہے۔ اپنی ذات کے لیے اور نہ کسی سے بُغض ہے اپنی ذات کے لیے۔ جو بھی جناب زہراؑ کا احترام کرتا ہے اس کے قدموں کی خاک میری آنکھوں کا سُرمہ ہے۔

اور جو دشمنِ زہراؑ ہو چاہے کوئی بھی ہو اُس پر ہم لعنت کرتے ہیں۔

عقیدے بولتے ہیں جب تک ناصر عباس کی زبان سے الفاظ نکلیں گے، حلق سے آواز نکلے گی۔ میری قوم کی دعاؤں کی طاقت میرے ساتھ ہے۔ میری قوم کی دعاؤں کا سہارا ہے مجھے۔

ساداتِ عظام کی دعاؤں کی طاقت میرے ساتھ ہے۔ مَیں آپ کی دعاؤں کے سائے میں اس منبر پر باآوازِ بلند یہ فقرہ اس عظیم اجتماع میں کہہ رہا ہوں کہ جب تک میری سانس جاری ہے مَیں جنابِ بتولؑ کے دشمن کو معاف کرنے والا نہیں ہوں۔

قرآن کی قسم! یہ بدن کی طاقت نہیں بول رہی بلکہ یہ ماں کی شرافت بول رہی ہے۔

آباد و سلامت رہو۔

وہ ہاتھ جو جنابِ زہراؑ کی حمایت میں اُٹھتے ہیں وہ ہاتھ کبھی کسی کمینے کے محتاج نہ ہوں۔ جنابِ زہراؑ کی حمایت میں ہاتھ اُٹھتا ہی اسی کا ہے جسے علیؑ خیرات دے دیتا ہے۔ علیؑ خیرات دیتا ہے، بتولؑ کی حمایت میں حلالیوں کے ہاتھ اُٹھ جاتے ہیں۔ علیؑ اُسے خیرات دیتا ہے جس پر چودہ راضی ہوں اور جس پر چودہ راضی نہ ہوں اس کے تو نماز میں بھی ہاتھ نہیں کھلتے اُس کے ہاتھ مجلس میں کیسے کھلیں گے۔

جنابِ زہراؑ کی حمایت کے لیے سچا وہی ہے جو جنابِ زہراؑ کو سچا سمجھے۔ جو جنابِ زہراؑ کو سچا سمجھے وہ سچا ہے اور جو جنابِ بتولؑ کو جھٹلائے وہ سچا نہیں ہوتا بلکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے۔

آلِ محمدؑ آپ کو سلامت رکھیں، سیّدۂ کونین آپ کو آباد رکھے۔

مَیں مارا جاؤں یا مر جاؤں، اس لیے اسے میری نصیحت سمجھو یا وصیت سمجھو کہ کبھی بھی جنابِ زہراؑ کے دشمن سے رعایت نہ کرنا۔

قبلہ و کعبہ مخدوم تقی شاہ صاحب منبر پر تشریف فرما ہیں۔ عقیدوں کو یاد رکھنا،

عقیدوں کا تحفظ کرو، عقیدہ بچا رہا تو تم شیعہ ہو۔

چوکیدار چوروں سے مل گئے ہیں۔ مولوی ہوتا ہے دین کا چوکیدار۔ حالات یہ ہیں کہ چوکیدار نے چوروں سے سازباز کرلی ہے اور چور وہی چیز چُراتا ہے جو سب سے قیمتی چیز ہو۔ تمھارے پاس سب سے قیمتی چیز ہے علیؑ کی ولایت۔

سر نہیں ہلانا بولنا زبان سے ہے۔ جس جس بندے کو علیؑ کی ولایت کا شوق ہے، جو جو علیؑ کی ولایت کی حمایت کرتا ہے، بوذر مزاج بن کر، قنبر طبیعت بن کر، سلمان نیت بن کر، بہلول شریعت بن کر، قلندر طبیعت بن کر کلیجے کی ساری طاقت اکٹھی کر کے دونوں بازو بلند کر کے پانچ مرتبہ ولایت کو سلامی دیں۔ زبان کے ساتھ دل بولا علیؑ مولا! علیؑ مولا!

ناصر عباس کی تین وصیتیں ہیں۔ انھیں کبھی نہ بھولنا۔ علیؑ کی ولایت، خاتونِ جنت کی وراثت اور سادات کی عظمت۔ علیؑ کی ولایت، فاطمہؑ کا حق اور سیّدزادی کی حرمت۔

علیؑ کی ولایت کا تعلق حلالی کے ساتھ ہے۔ جنابِ زہراؑ کے حق کا تعلق انسانیت کے ساتھ ہے اور سیّدزادی کی حرمت کا تعلق غیرت کے ساتھ ہے۔ جو بے غیرت ہے اُسے سیّدزادی کی عظمت کا کیا پتا۔ جو وحشی ہے اُسے جنابِ زہراؑ کے حق کا کیا پتا۔ چور کی کوشش ہوتی ہے سب سے قیمتی چیز چوری کرے اور ہم ہیں آلِ محمدؐ کے تنخواہ دار نوکر۔

اور نوکر میں غیرت ہو تو مالک کے گھر چور دیکھ کر ضرور روکتا ہے۔

جیو سدا جیو! آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھیں۔

اگر غیرت مند نوکر مالک کے گھر چور دیکھ لے تو جان کی قربانی دے کر بھی اُسے ضرور روکتا ہے۔ اسی لیے نہ ہم سے اندر والے خوش ہیں اور نہ باہر والے خوش ہیں۔

نہ کسی مولوی کی خوشنودی چاہیے اور نہ کسی بادشاہ کی خوشنودی چاہیے۔ ایک

جنابِ زہراؑ خوش ہو جائیں تو پھر کسی کی پرواہ نہیں۔ جنابِ زہراؑ خوش ہوتی ہیں علیؑ ولی اللہ سے کیونکہ کائنات میں جاؤ، پھر کر دیکھ لو جو بھی بندہ شیعہ ہوا ہے اس سے پوچھو کہ تم نے علیؑ ولی اللہ کیوں پڑھا ہے؟ وہ کہے گا: جنابِ فاطمہؑ کا حق، زہراؑ کا حق، زہراؑ کا حق، زہراؑ کا حق۔

مولانا اسماعیل کو کس نے شیعہ کیا؟

جنابِ فاطمہؑ کا حق، فاطمہؑ کا حق۔ جو بھی بندہ شیعہ ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ میں شیعہ ہوا ہوں جنابِ فاطمہؑ کے حق کے لیے۔ تو معلوم ہوا کہ بی بیؑ کھجوریں مانگنے نہیں گئی تھیں، بلکہ علیؑ ولی اللہ پڑھانے گئی تھیں۔

ذکرِ مصائب: جنابِ بتولؑ کی مظلومیت اور مسلمانوں کے اِحسان آگ کی صورت میں

ولایتِ علیؑ کی پہلی وکیل کا نام ہے زہراؑ۔ بی بی پاکؑ مولا علیؑ کی ولایت کے لیے دربار میں گئی تھیں۔ وہ علیؑ ولی اللہ کی پہلی مبلغہ ہیں جسے کا نام ہے فاطمہ زہراؑ!

دربار سے خالی نہیں آئیں؟ کون کہتا ہے دربار سے خالی آئیں۔ کوئی صاحبِ علم بیٹھا ہے تو اسے قسم دے کر پوچھو اور میرے سر پر قرآن رکھو بی بیؑ دربار سے خالی نہیں آئی۔

آدھی آدھی رات کو ایک ہاتھ پسلیوں پر اور دوسرا ہاتھ علیؑ کے بازو پر رکھ کر صحابیوں کے دروازوں پر جا کر دستک دیتی تھیں۔

اندر سے آواز آتی: کون؟

آواز دے کر کہتی: میں تمہارے نبیؐ کی بیٹی ہوں۔

صحابی پوچھتا: زہراؑ کیوں آئی ہے؟

جنابِ زہراؑ فرماتی ہیں: کیا اس کا بازو پکڑ کر میرے باباؐ نے نہیں کہا تھا: من

کنت مولاہ......

اللہ تمھاری ہائے کو بی بیؑ کے مقدمے میں گواہی کے طور پر شمار فرمائے۔ کوئی دن ایسا نہ گزرے جس دن تُو بتولؑ کے دشمن پر لعنت نہ کرے۔

سونے سے پہلے جناب زہراؑ کے دشمن پر لعنت کر۔ اُٹھنے کے بعد پہلا کام جنابِ زہراؑ کے دشمن پر لعنت کر۔ عام دنیا کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ کیا ہوا تھا۔

سوالِ زہراؑ کجا اور تلخیٔ جواب کجا!

باپ کے نوکروں کے سامنے چار گھنٹے سوالی بن کر معصومہؑ کھڑی رہی۔۔۔ اللہ تمھاری ہائے قبول کرے۔ حسینؑ کی ماں تم سے راضی ہو، جو محمدؐ کی بیٹی کے لیے رو رہے ہو۔ اللہ تمھاری بیٹیوں کو سلامت رکھے۔ دعا کیا کرو قدر والی چیز قدر والے کے سامنے جائے۔

مَیں سیّد زادے کی والدہ سے دعا خیرات میں لے کر آیا ہوں۔

مَیں ساری زندگی اس قوم کی دعاؤں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ دشمنانِ علیؑ کے علاوہ ہر شیعہ نے میرے لیے دعا کی ہے اور میری طاقت وہی دعا ہے اور جس وجہ سے دعا پوری ہوئی ہے مَیں وہ وجہ پڑھنا کیوں چھوڑ دوں۔

چار گھنٹے کھڑی رہی، پاؤں پر ورم آ گئے۔ وہ جو اللہ کی نماز میں زیادہ دیر کھڑی ہو تو خالق برداشت نہ کرے۔

عزادارو۔۔۔!

چار گھنٹے جنابِ زہراؑ دربار میں کھڑی رہی۔ آواز آئی: کوئی ثبوت ہے تو پیش کر۔ کوئی پتھر کا دل میرا بھی نہیں اور تمھارا بھی نہیں۔ مَیں غلط پڑھوں تو جنابِ بتولؑ میری شفاعت نہ کریں۔ جنابِ بتولؑ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے تحریر پیش کی۔ کرسی پر بیٹھ کر ایک صحابی پڑھتا رہا۔ تحریر محمدؐ کی ہے، دستخط محمدؐ کے

ہیں۔ چار سو کرسی نشین تھے۔ میں غلط پڑھوں پردے میں بیٹھا ہوا میرا بارھواں امامؑ میری شفاعت نہ کرے۔

اگر میں صحیح پڑھوں تو میرے مددگار وہ ہیں ـــــ چاہے تو کوئی گولی مار دے۔
ایک ظالم اُٹھا۔ تقی صاحب صحیح روایت پڑھوں۔ سیّد بیٹھے ہو۔ بابا تقی شاہ جی! صحیح روایت پڑھوں، اصلی روایت۔ حسینؑ کی قبر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ظالم نے سند پھاڑی نہیں پہلے اس پر تھوکتا رہا ہے۔ پھر سند کے ٹکڑے کیے، ہَوا میں پھینکے اور جنابِ زہراؑ کے سارے بال سفید ہو گئے۔

آواز آئی: بابا! تیرا کفن بھی میلا نہیں ہوا، تیری قبر کی مٹی خشک نہیں ہوئی۔

یا رسولؐ اللہ! آ، اپنی بیٹی کے عزادار دیکھ۔

بابا مظفر شاہ جی! مَیں کوشش کر رہا ہوں کہ مَیں وہ فقرہ پڑھوں جو پورے پاکستان میں مَیں نے صرف ایک دفعہ پڑھا ہے۔

واپس آئی، کمر جھک گئی تھی۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ ایک دن مسلمان پُرسہ دینے دروازے پر آئے۔ دروازے پر زہراؑ کھڑی تھی۔ آواز آئی: علیؑ کو بھیج نہیں تو مَیں دروازے کو آگ لگا دوں گا۔

جنابِ زہراؑ کہتی ہے: حیا کر مَیں محمد مصطفیٰؐ کی بیٹی ہوں۔

ایک بندے نے لکڑیاں اکٹھی کیں دوسرے نے آگ لگائی۔ دروازہ آدھا جل گیا صرف لکڑی کا دروازہ نہ تھا اس میں لوہے کی میخیں بھی تھیں۔ دروازے کی میخیں آگ میں جل کر سرخ ہوئیں۔ دروازے کے پیچھے جنابِ زہراؑ۔ ایک ظالم نے دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ جلتا ہوا دروازہ ـــــ جلتا ہوا دروازہ ـــــ حوصلہ مجھے جملے پڑھنے دینا، غازی تم سے راضی ہو۔ پھر جتنا دل چاہے ماتم کرنا۔ سیّدہؑ تم سے راضی ہوں۔ اللہ سیّد زادوں کی محنت قبول کرے۔ لکڑی کا جلتا ہوا دروازہ

جنابِ زہراؑ کے پہلو پر گرا۔

ابھی جنابِ زہراؑ زمین پر نہیں آئی کہ ایک ظالم نے تازیانہ اُٹھا کر رسولؐ کی بیٹی کو مارا۔ رسولؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ دروازے کے نیچے تڑپنے لگی۔

فقرہ سنا جو دیکھ سکتا ہے میری طرف دیکھے۔

مَیں نے قسم کھائی ہے حسینؑ کے روضے کی۔ دروازہ جنابِ زہراؑ کے پہلو پر گرا۔ نیچے جنابِ زہراؑ اُوپر دروازہ۔ اُوپر سے سپاہیوں نے گزر گزر کر جنابِ زہراؑ پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔

جنابِ بتولؑ کی آواز آئی: یا علیؑ! میرا محسن شہید ہو گیا ہے۔ یا علیؑ! میری پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ جسے جملہ سمجھ آیا ہے یہ جملہ پڑھ کر اگر مجھے موت بھی آجائے تو حق ادا نہ ہوگا ــــ دروازے کے نیچے جنابِ فاطمہؑ۔ دروازے کے اُوپر جو سپاہی بھی گزرتا ایسا وار کرتا کہ جنابِ فاطمہؑ نیچے تڑپتی رہتی۔

جنابِ فِضّہؓ قریب آئی۔ جنابِ فِضّہؓ نے کافی دیر بعد جب جنابِ زہراؑ کے اُوپر سے جلتا ہوا دروازہ اُٹھایا تو جنابِ زہراؑ نے فرمایا: فِضّہؓ! علیؑ کہاں ہیں؟

جنابِ فِضّہؓ کہتی ہے: علیؑ کے گلے میں رسّی ڈال کر مدینے کی گلیوں میں کبھی اِس بازار، کبھی اُس بازار......

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

نویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۲۶)

"اور قرابت داروں اور محتاجوں اور پردیسی کو ان کا حق دے دو"۔

سامعین گرامیِ قدر!

مقدمۂ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میں گواہ بن کر بلند تر صلواۃ پڑھ لیں۔

پروردگارِ عالم شہزادیِ کونینؑ کے نُورِ نظر کے صدقے میں اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ کائناتِ آدم و عالم میں جہاں کہیں عزادارانِ امام حسین علیہ السلام آباد ہیں، پاک بی بیؑ کا صدقہ پرودگارِ عالم ان سب گھروں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔

یہ صدیقہ طاہرہ کی مجلس ہے۔ یہ راضیہ مرضیہ کی مجلس ہے۔ یہ سیّدۃ نساء العالمین کی مجلس ہے۔ کافی مومنین و مومنات نے مجھے دعا کے لیے فرمایا ہے۔ آج کا دن قبولیت کا دن ہے۔ سیّدہ کے وسیلے سے بڑا وسیلہ اللہ نے کوئی اور ہی نہیں بنایا۔ آپ کی جو جو دعا، حاجت، منّت اور مراد ہو وہ اپنے دلوں میں رکھ کر بارگاہِ سیّدہ سلام اللہ علیہا میں التجا کریں۔

نہایت توجہ فرمائیں!

مَیں مخدومہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جہاں جہاں پر مومنین بیٹھے ہوئے یہ

تذکرہ سن رہے ہیں اس پہلے فقرے سے میں اندازہ لگانا چاہتا ہوں کہ کون کون تھکا ہوا ہے اور کس کس نے سیّدہؑ کا ذکر سنتا ہے۔ پوری کائنات میں جس بی بیؑ کے دروازے پر دونوں جہانوں کے فقیر روٹیاں مانگنے آئیں اُسے جنابِ فاطمہؑ کہتے ہیں۔ جس جس بندے تک میری آواز جا رہی ہے۔

توجہ ہے!

ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ جس بی بیؑ کی تسبیح کے دانے استغارے کے ذریعے سے گنہگار بندے کو اللہ کے ساتھ مشورکرنے کے قابل بنا دیں اُسے زہراؑ کہتے ہیں۔

جو ایک دو بندے سوئے ہوئے ہیں تھوڑا سا مقدر کی طرح جاگ کر دو چار فقروں پر توجہ فرمائیں۔

کائنات عالم و آدم میں رحمۃ للعالمینؐ کو جس کی چادر کے نیچے سکون ملتا ہو اُسے زہراؑ کہتے ہیں۔ جو خود رحمۃ للعالمینؐ ہونے کے باوجود سکون ڈھونڈنے کے لیے جنابِ زہراؑ کی چادر کے نیچے آتے ہیں۔

قبلہ! کائناتِ عالم میں دو سائے بڑے مشہور تھے: ایک تھا نبیؐ کا دیا ہوا سایہ۔ اس حدیث کا نام ہے حدیث قبا۔ نبیوںؑ کے سلطان نے فرمایا تھا: آؤ میرا کلمہ پڑھو۔ لا الہ الا اللہ کے سائے تلے آجاؤ۔ میں محمد مصطفیٰؐ وعدہ کرتا ہوں قیامت کے دن کی گرمی میں میں محمدؐ تمھیں سائے میں لے لوں گا۔ تمھیں سایہ نصیب ہو جائے گا۔ اگر تم میری اطاعت کرو اور میرا کلمہ پڑھو۔

کچھ عرصے بعد مولا علیؑ نے حدیث پڑھی۔ اس حدیث کا نام تھا ہے حدیثِ لواء۔ آپؑ نے فرمایا: جو اللہ کی توحید اور میرے بھائی نبیؐ کی رسالت کا اقرار کرے میں علیؑ وعدہ کرتا ہوں کہ اُسے قیامت کی گرمی سے دُور رکھوں گا۔ میں لوائے الحمد کا

سایہ کروں گا۔ جو اس کے نیچے آ جائے گا وہ گرمی اور دھوپ سے محفوظ ہو جائے گا۔

پیغمبرِ اسلام ﷺ نے وعدہ کیا کہ مَیں سایہ دوں گا۔ اُس حدیث کا نام پڑا حدیثِ قبا اور مولا علیؑ نے جو وعدہ کیا اس کا نام پڑا حدیثِ لواء۔

قیامت کے دن گنہگاروں کو سایہ دینے کا وعدہ کرنے والے ایک دن خود جنابِ بتولؑ کی چادر کے نیچے آ کر بیٹھ گئے اور اُس حدیث کا نام پڑ گیا حدیثِ کساء۔

پریشان ہو کر نہیں، کائناتِ آدم و عالم میں سایہ دینے والوں کو جو بی بیؑ سایہ دے۔۔۔ اس بی بی کو زہراؑ کہتے ہیں۔

بی بیؑ کی چادر کی عظمت کیا ہے حدیث کساء میں فقرے درج ہیں۔

چادر کے باہر امام حسینؑ آ کر کھڑے ہو گئے۔ آ کر عرض کیا: اجازت ہے؟ مَیں آپ کے ساتھ چادر میں داخل ہو جاؤں؟

امام حسینؑ کا مزاج جو سمجھتا ہے اسے یہ فقرہ سمجھ میں آئے گا۔ چادر جنابِ بتولؑ کی تھی، گھر امام حسینؑ کا اپنا تھا۔ چادر کے نیچے نانا تشریف فرما تھے۔ حسینؑ پوچھ رہا تھا اجازت ہے مَیں اندر آ جاؤں؟ اجازت ہے مَیں اندر آ جاؤں؟

ذرا تاریخ کے آنگن سے جھانک کر تو دیکھ۔ اللہ کی مسجد تھی، عبادت الٰہی تھی، نمازی رسولؐ تھا۔ سجدے میں عالمین کا سب سے بڑا نبیؐ تھا۔ مسجد کے اندر سے صحابیوں کے درمیان سے راستہ بناتا ہوا حسینؑ ایسے گزرا جیسے وقت کا موسیٰؑ دریائے نیل میں سے راستہ بنا کر جا رہا تھا۔

سلامت رہو جو بول رہے ہو، باقیوں کو مولاؑ توفیق عطا فرمائے۔

آخری بندے تک مخدومہ کی مجلس ہے۔ جس جس بندے کے کانوں تک ناصرِ عباس کی آواز جا رہی ہے، اُسے دعوتِ فکر بھی ہے۔ دیکھنا بھی سہی، سمجھ میں آئے تو بولنا بھی سہی۔ حسینؑ گزرا۔

شبلی نعمانی فرماتے ہیں: بچے کا پشتِ رسولؐ پر بیٹھنا کوئی کمال کی بات نہیں ہے اس لیے کہ بچے کو سواری کا بڑا شوق ہوتا ہے۔

مَیں کہتا ہوں: اگر سواری کا شوق تھا تو صرف رسولؐ ہی کی پشت پر کیوں؟ کتنی کتنی تیز رفتار سواریاں مسجد میں موجود تھیں۔

بولنا ضرور ہے قبلہ آغا جی!

سامعین گرامی!

کتنی کتنی نان سٹاپ سواریاں ہیں کہ مدینہ تین میل پیچھے رہ جائے تو پھر بھی بریکیں نہ لگیں۔ اللہ کروڑوں رحمت نازل کرے امامِ زمانہؑ کے سپاہی عاشق اہلِ بیتؑ حضرت شاہ لطیف بھٹائی پر۔ سندھ کی نگری میں آسمان سے اُترا ہوا چاند۔

سندھی میں کہتے ہیں: ڈے نیانی تخت تاڑ وایبا کنجر ہیٹرو۔

جسے سمجھ نہیں آئی اللہ کرے اسے سمجھ نہ آئے۔ اس کا ترجمہ ایسے ماحول میں مناسب ہی نہیں کیونکہ زہراؑ کی محبت ترجموں کی نہیں بلکہ معرفت کی محتاج ہے۔

امام حسینؑ آپ کو سلامت رکھیں بتولؑ کے دشمن پر لعنت بھیجنا ہر بندے کا مقدر نہیں۔

بڑا پاک ظرف ہوتا ہے وہ جس میں اللہ جنابِ زہراؑ کے دشمن کی محبت داخل نہیں ہونے دیتا۔ بڑی نجس ذہنیت ہے اس بدنصیب کی جس کے دل میں جنابِ بتولؑ کے دشمن کا پیار آ جائے۔

کائناتِ آدم و عالم میں جہاں جہاں میری آواز جا رہی ہے میرے فقروں پر توجہ کرنا۔ حسینؑ بادشاہ مسجدِ نبویؐ میں داخل ہوا اور دائیں بائیں دیکھا، کوئی سواری شبیرؑ کے قابل نہ تھی۔ امامت اس مسند پر بیٹھ گئی جہاں پر بیٹھنے کا حق تھا۔

پشتِ نبیؐ کو باپ کا مال سمجھ کر حسینؑ تشریف فرما ہوئے۔ تین معراجیں ایک

حسینؑ کے نیچے آ گئیں۔ ایک محمد مصطفیٰؐ جو صاحبِ معراج اور دوسرا نماز مومن کی معراج اور تیسرا سجدہ نماز کی معراج ـــــ تین معراجیں نیچے ہیں اور ایک حسینؑ اُوپر۔

کائنات کی کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ اللہ کی پاک کتاب کی پشت پر بیٹھنے سے پہلے امام حسینؑ نے پوچھا ہو: نانا! اجازت ہے؟

بھئی تاریخ کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ خدا کی قسم کسی کتاب میں نہیں ہے کہ میرے حسینؑ نے آکر پوچھا ہو: نانا! اجازت ہے کہ مَیں آپ کی پشت پر آکر بیٹھ جاؤں؟

نماز اللہ کی تھی، حسینؑ نے پوچھا نہیں اور چادر فاطمہؑ کی تھی مگر حسینؑ کو پوچھنا پڑا اجازت ہے کہ مَیں اندر آ جاؤں؟ پتا چلا محمدؐ کی مسجد اور ہے زہراؑ کی چادر اور ہے۔

سلامت رہو آباد و شاد رہو۔ اللہ تمھارے بولنے کو بی بیؑ پاک کی گواہی میں شمار فرمائے۔

دارین میں جس کی کوئی مثال نہیں، اس کے دشمن کے لیے تو معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنابِ زہراؑ کے دشمنوں کے مقدر سے خوف کھا۔ دوزخ بھی ان کے جرم کی پوری سزا نہیں۔ اللہ ان پر اتنا عذاب نازل کرے گا کہ مولا علیؑ فرماتے ہیں: اہلِ جہنم پکار اُٹھیں گے۔

معرفت حاصل کر جنابِ سیّدۂ کونینؑ کی۔ احترام کر جنابِ فاطمہ زہراؑ کا۔ اللہ کے سب سے بڑے راز کا نام ہے بتولؑ۔

ایک حدیث ہے آپ کے اور میرے چوتھے امام، حضرت علی ابن الحسین زین العابدینؑ کی۔ کتاب کا نام ہے: ''ثمرات الحیات''۔ آیت اللہ اصفہانی نے لکھی ہے، اُردو میں اس کا ترجمہ شائع ہوا ہو چکا ہے۔ کتاب میری گاڑی کے اندر موجود ہے اور جسے تسلیم کرنے کا شعور ہے اس کی خوش قسمتی پر اُسے پیشگی مبارک باد دیتا

ہوں۔ مولوی کے بیان پر شک کیا کرو اور سیدوں کے فرمان پر شک نہ کیا کرو۔

آپ کی توجہ ہے!

مَیں مجلس بھی پڑھتا ہوں اور چہرے بھی پڑھتا ہوں۔ بالخصوص جب میری پاک بی بیؑ کا ذکر ہو، اس کا تعلق گلے سے نہیں جگر سے ہے۔ شعور سے نہیں عقیدت سے ہے۔ زندگی کی سب سے بڑی معراج ہے اور خوش قسمت ترین ہے وہ زبان، وہ کان جو بتولؑ کا ذکر کریں اور جو بتولؑ کا ذکر سنیں۔ اللہ کے عظیم ترین رازوں میں سے ہے فاطمہ زہراؑ۔ جس جس بندے تک میری آواز جارہی ہے۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا: اللہ نے دونوں کندھوں پر دو فرشتے بٹھا رکھے ہیں۔ ایک دائیں اور ایک بائیں۔ انھیں کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ غالب نے انھی کے لیے کہا تھا:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پہ ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

ایک اِدھر بیٹھا ہوا ہے اور ایک اُدھر۔ ذرا سی نیکی کرو تو ایک لکھ لیتا ہے اور ذرا سا گناہ کرو تو دوسرا لکھ لیتا ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (سورۂ زلزال: آیت ۷)

آپ نے انھیں لفٹ تھوڑی نہیں کرائی یہ اپنے بھائیوں سے پوچھو۔ ہر نماز کے بعد ان سے سلام دعا کے چکر میں۔۔۔

اپنی اپنی اوقات کی بات ہے۔ کسی کی منشی سے سلام دعا کی کوشش اور کسی کا ڈائریکٹ سرداروں سے رابطہ۔

جیو سلامت رہو، مولاؑ تمھیں سلامت رکھے!

پریشان ہو کر نہیں۔ تقریر میں پریشان ہو جایا کرو مگر عقیدے میں نہیں۔ جسے

عقیدہ اچھا لگے وہ اپنے چہرے کو درست کر کے دیکھے صرف میری طرف۔ ایک اِدھر بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا اُدھر۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا گناہ۔ امامؑ نے فرمایا: بندہ صبح کے آغاز کے وقت پاک بی بیؑ کے دشمن پر لعنت کرے۔

توجہ چاہتا ہوں!

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا گناہ لکھتا ہے۔ ایک کا کام ہے کہ اگر کوئی نیکی کرے تو یہ لکھ لے۔ دوسرے کا کام یہ ہے کہ اگر کوئی گناہ کرے تو یہ لکھتا ہے۔

سچی ماں کے سچے بیٹے امام زین العابدینؑ نے فرمایا: اگر کوئی بندہ صبح اُٹھ کر حضرت فاطمہ زہراؑ کے دشمن پر لعنت بھیج دے تو اللہ فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس نے بھیجی ہے زہراؑ کے دشمن پر لعنت۔ اگر یہ کوئی گناہ کرے بھی تو نہ لکھنا۔

یہ جو فقرہ میرے بھائی نے کہا ہے: علامہ اظہر حسن زیدی اعلی اللہ مقامہٗ فرماتے تھے: پاک بی بیؑ کے دشمن پر لعنت کرنے کے لیے اگر کوئی بندہ ایک سیکنڈ کا کروڑوں حصہ بھی سوچ میں پڑ جائے کہ بھیجوں یا نہ بھیجوں تو وہ خود لعنتی ہے۔

اللہ کے سب سے بڑے راز کا نام ہے فاطمہ زہراؑ، سب سے بڑے راز کا۔

ایک حدیث اگر زحمت نہ ہو تو ــــ برادرم قبلہ وقار الحسنین نقوی قبلہ منبر پر تشریف فرما ہیں۔ ملک کے عظیم ترین عزادار اس مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ ہر عزادار کا خاصہ بھی یہی ہونا چاہیے کیونکہ عزاداری کا مرکز شہزادیِ کونینؑ ہیں۔ ہر عزاداری کا منبع شہزادیِ کونینؑ ہیں۔

سامعین گرامیِ قدر!

ساتویں امامؑ کی حدیث پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر کوئی بندہ لیلۃ القدر جاگ کر گزارے۔ جو لیلۃ القدر جاگ کر گزارے اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے''۔

بندے نے پوچھا: مولاؑ! کتنے گناہ ہوں تو خدا معاف کر دیتا ہے؟

فرمایا: تعدادِ نجوم۔ ستاروں کے برابر بھی ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ ریت کے ذرّوں کے برابر بھی ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے اور سمندر کے قطروں کے برابر بھی ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔

بحار الانوار میں بھی یہی روایت ہے۔ شیخ صدوقؒ نے بھی یہی لکھا ہے اور جس کتاب کا مَیں نے پہلے حوالہ دیا ہے: ''ثمرات الحیات''۔ اس میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ جو جاگ کر گزارے ایک رات۔ سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں چاہے سمندر کے قطروں کے برابر ہوں اور چاہے ریت کے ذرّوں کے برابر ہوں۔ اور چاہے آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔

ایک بندہ روتا ہوا کھڑا ہوا۔ فرزندِ رسولؐ! مَیں تو مارا گیا۔ مَیں تو ہلاک ہوگیا۔

فرمایا: کیوں؟

عرض کیا: مولاؑ! مجھے اس فضیلت کا پتا نہیں تھا، میں جاگ نہیں سکا، میں بیمار تھا، میں سوتا رہا۔ اگر اس فضیلت کا پتا ہوتا تو میں جاگتا رہتا۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: نہ گھبرا۔ تو دو لڑے ہوئے شیعوں میں صلح کرا دے تو اللہ تمھیں لیلۃ القدر جتنا ثواب عطا فرمائے گا۔

سر نہیں ہلانا زبان سے بات کرنی ہے۔ ہمارے مذہب میں تو سر ہلانا جائز ہی نہیں ہے۔ ہم نماز میں بھی سلام پھیرتے ہیں، منہ نہیں پھیرتے۔

جس بندے کی توجہ ہے دیکھنا میری طرف۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: دو لڑے ہوئے شیعوں میں صلح کرا دے، اللہ تجھے لیلۃ

القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولاؑ! اتنا آسان؟

مولاؑ نے فرمایا: یتیم کی مدد کر، اللہ تجھے لیلۃ القدر جتنا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولاؑ اتنا آسان؟

فرمایا: بیمار مومن کی عیادت کے لیے اس کے گھر چلا جا، اللہ تجھے لیلۃ القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولاؑ! اتنا آسان؟

مولاؑ نے فرمایا: مومن کے جنازے کو کندھا دے، اللہ تجھے لیلۃ القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا: مولاؑ! اتنا آسان؟

مولاؑ نے فرمایا: اور آسان کروں؟

عرض کیا: جی مولاؑ!

فرمایا: تو جانتا ہے کہ لیلۃ القدر ہے کیا؟

عرض کیا: مولاؑ! آپ فرمایئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: لیلة القدر جدتنا فاطمه زهرا "لیلۃ القدر میری دادی زہراؑ ہیں"۔

جنابِ بتولؑ کے دشمنوں پر لعنت کر کے سو جایا کر، اللہ ہر رات لیلۃ القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

جنابِ زہراؑ کے دشمن پر لعنت کر کے سو جایا کر، اللہ تجھے ہر رات لیلۃ القدر میں جاگنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

ذکرِ مصائب: شہزادیٔ دو عالم کی بے کسی اور ظالموں کے تازیانے

چار گھنٹے کے بعد پوچھتا ہے کیوں آئی ہے؟

مولا تمھیں کوئی غم نہ دے سیّد زادہ پُرسہ پیش کرتا ہوں۔

شاہ جی اجازت ہے مَیں سادات کو پُرسہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگلے سال وہی روئے گا جو زندہ رہے گا۔

اس جنازے پر روؤ جس کو امام حسنؑ و حسینؑ چپ کر کے علیؑ کے ساتھ دفن کر آئے۔ باپ کے بعد دربار میں جا کر چار گھنٹے کھڑی رہی۔

شہید محسن نقوی خدا درجات بلند کرے سیّد زادہ فرماتے تھے:

مسجد میں چپ کھڑی ہے رسالتؐ کی آبرو
کوئی سوال کرنا سکھا دے بتولؑ کو

آواز دے کر پوچھتا ہے: کیوں آئی ہے؟

آواز آئی: بابا مجھے تحریر لکھ کر دے گئے تھے۔ میں محمد مصطفیٰؐ کی بیٹی ہوں، میری جاگیر پر تم نے قبضہ کیوں کیا ہے؟

اِدھر بی بیؑ کی زبان سے یہ فقرہ نکلا تو ظالم نے پوچھا: کوئی ثبوت ہے تیرے پاس؟ اس وقت جنابِ زہراؑ نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اپنے باباؐ کی لکھی ہوئی سند پیش کی۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے نوکر کرسیوں پر بیٹھ کر پڑھتے رہے اور کہتے رہے: ہاں! یہ تحریر محمدؐ کی ہے۔ ہاں! یہ دستخط محمدؐ کے ہیں۔ ایک نے دوسرے کو، دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو..... چار سو نوکر کرسیوں پر بیٹھ کر تحریر پڑھتے رہے۔ جنابِ بتولؑ چپ کر کے کھڑی ہو کر دیکھتی رہی۔ امام حسنؑ و حسینؑ کا سہارا لے کر کھڑی رہی۔

یکا یک ایک بے دین شمر مزاج حاکم کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

جسے اس جملے پر رونا نہ آئے اُس کے اپنے مقدر کی بات ہے۔ اب کوشش کر کہ تمہارے اشکِ رخساروں پر جاری ہو جائیں۔ میں کوشش کر کے فقرہ کہتا ہوں۔

عزادارانِ امامِ مظلومؑ!

اس ظالم نے حاکم کے ہاتھ سے رسولؐ کی سند کو چھینا، دُور سے جھڑک دے کر کہتا ہے: تیرے باپ کو ہذیان تھا، تیرا باپ ہذیان بولتا تھا۔ (معاذ اللہ)

زہراؑ تیرا باپ...... ماتم کرو، ماتم کرو۔

میری ماؤں، بہنو! بیٹیو! اس جملے پر ماتم کرنا۔

اس بے دین نے صرف سند ہی نہیں پھاڑی بلکہ جنابِ فاطمہؑ کو جھڑک کر کہتا تھا: تیرے باپ کو ہذیان تھا، تیرا باپ مسئلہ بھول گیا تھا___ آج تو مسئلہ بھول گئی ہے۔ (معاذ اللہ)

اب مَیں اگلا فقرہ پڑھتا ہوں۔ قبلہ! کتاب میرے پاس موجود ہے۔ مَیں غلط پڑھوں غازی میری شفاعت نہ کرے۔ مجھے عباسؑ کے کٹے ہوئے بازوؤں کی قسم! مَیں نے کتاب میں فقرے پڑھے ہیں۔ اس بے دین نے صرف سند نہیں پھاڑی بلکہ اپنے نجس منہ سے رسولؐ کی تحریر پر تھوکنا شروع کر دیا۔ اِدھر اس نے بے ادبی شروع کی اور اُدھر جنابِ زہراؑ نے یتیموں کی طرح دونوں ہاتھ سر پر رکھے۔ بتولؑ کی آواز آئی: یَا اَبَتَاہُ......

ابھی زیارت نہ آئے، دو جملے مجھے نیاز حسینؑ پڑھنے دو۔ یَا اَبَتَاہُ......

جو مدینے کے زوار بیٹھے ہیں اور جو نہیں گئے اللہ انھیں بی بیؑ کی زیارت نصیب کرے۔ اس مجلس کا صدقہ جھولی پھیلانا، خیرات کے لیے جھولی پھیلانا۔ جنازے میں سارے بندے نہیں روتے۔ کوئی چھاؤں ڈھونڈتا ہے، کوئی جنازے کے بعد کہتا ہے مجھے ضروری کام ہے اجازت۔

کچھ بندے ہوتے ہیں جنھیں روتا دیکھ کر تسمیں پوچھنا پڑ جاتا ہے۔ یہ اس میت کا کیا لگتا ہے؟ ایسے رو محمدؐ کی بیٹی کو کہ فرشتے رسولؐ خدا سے پوچھیں کہ یہ آپؐ کا کیا لگتا ہے اور اِس ماتم دار کا آپؐ سے کیا رشتہ ہے؟ اس نے زہراؑ کو دربار میں کھڑا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حوصلے کے ساتھ ــــ اللہ غلام شاہ بخاری کے درجات بلند کرے۔ ان کے بچوں کو سلامت رکھے۔ ان کے بھائی کو سلامت رکھے۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے میں شاہد عباس کو اولادِ نرینہ عطا فرمائے۔ جو دعائیں دلوں میں ہیں ایک مومن کی بیوی بیمار ہے، مولاؑ اسے صحت دے۔

کوشش کرو آج منہ سے دعا نہ مانگو۔ رو ایسے کہ امام حسنؑ و حسینؑ خود دعا دے کر فرمائیں۔ او! ہماری یتیمی میں رونے والو!

باواجی! آج پہلی رات ہے امام حسینؑ مٹی پر سوئے گا۔ آج پوری رات حسنؑ و حسینؑ مٹی پر، ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سوئیں گے۔

گنتی کے پانچ منٹ باقی ہیں۔ میری طرف دیکھیے! اللہ تم ساروں کو مدینے لے جائے۔

جو زوار ہیں گواہی دینا کرمانی صاحب! قبر بتولؑ کے سامنے کوئی کھڑا ہو جائے نا، صدقہ اس مجلس کا سارے جاؤ مدینے میں۔ میں چودہ دفعہ بی بیؑ کی چوکھٹ پر سجدہ کر کے آیا ہوں۔ مَیں کیسے بیان کروں؟ ڈرتے ڈرتے حاجی مومن کو بتاتے ہیں کہ وہ جو سامنے پتھر پڑے ہیں نا یہ بیٹی ہے محمد مصطفیٰؐ کی۔

مَیں فقرہ کہتا ہوں: جو رونے آیا ہے پوری رات بھی روئیں تو حق ادا نہیں ہوگا۔

ہائے زہراؑ ــــ ہائے زہراؑ۔

یہ آستینیں اُلٹ دو جن کی بند ہیں۔ جن مرد حضرات کی آستینیں بند ہیں انھیں اُلٹ دو۔ دیکھنے سے پتا چلے کہ اِن کا کوئی نقصان ہوا ہے۔ گریبان اس طرح کھلا رکھو جیسے میت والے گھر کے افراد ہوتے ہیں۔

فقرہ سنیں جہاں تک میری آواز جارہی ہے۔ پاکستان کا کوئی منبر قبلہ ایسا نہیں ہے جہاں بتولؑ کی شہادت کوئی ذاکر پڑھ سکے۔

بی بیؑ کی شہادت صرف ایک ذاکر پڑھ سکتا ہے جو پردے میں بیٹھ کر خون کے آنسو رو رہا ہے اور کسی ذاکر کی جرأت نہیں۔ مَیں ہاتھ جوڑتا ہوں ایک ایک بندے کے سامنے۔ میری مِنت سمجھو، گزارش سمجھو۔ مَیں مِنت کرتا ہوں۔ جس بندے تک میری آواز جارہی ہے اپنے اپنے گھروں میں مجلس برپا کرو۔ جس میں ذاکر کی بھی ضرورت نہیں اور مجمع کی بھی ضرورت نہیں۔

اپنے بچوں کو سامنے بٹھا، حسب توفیق نیاز پکا، اولاد کو بتا کتنی مظلوم تھی بیٹی محمدؐ کی۔ کتنی مظلوم تھی زہراؑ۔

مَیں دارین قربان کروں جنابِ زہراؑ کی مظلومیت پر۔

وقار شاہ جی! اجازت ہے؟ مَیں جملہ پڑھوں۔

او میری بیٹیو! مَیں فقرہ پڑھوں، سنو گے فقرہ؟

۳۶ بدمعاش، ۳۶ بدمعاش دروازے کو دھکا دیتے تھے۔ اکیلی جنابِ زہراؑ دروازے کو بند کر کے ـــــ

ایک شخص نے دروازے پر لکڑیوں کو جمع کیا، بے دین نے جلتے ہوئے دروازے کو اُدھر سے ـــــ

مَیں دارین قربان کروں۔

ایک ظالم اپنے جوتوں سے بتولؑ کے دروازے پر ٹھوکریں مارتا رہا۔ اُدھر جلتا

ہوا دروازہ پیچھے پتھروں کی دیوار۔ درمیان میں ماں حسنؑ و حسینؑ کی۔

اُس ملعون نے دھکا دیا۔ دروازہ جنابِ فاطمہؑ کے پہلو پر گرا۔ یہاں پر ایک ملعون نے تازیانہ اُٹھا کر محمدؐ کی بیٹی کو تازیانہ لگایا۔

جب مولا علیؑ غسل دینے لگے تو جنابِ بتولؑ کے ہاتھ پر تازیانے کا نشان نظر آیا۔ مولا علیؑ نے پوچھا: بی بیؑ! یہ زخم کیسا ہے؟

شہزادیؑ نے فرمایا: یا علیؑ! یہ زخم میں اپنے باباؐ کو ـــــ اپنے باباؐ کو دکھاؤں گی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

غصبِ فدک کے بعد جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا خطبہ

روی انّہ لمّا أجمع أبوبکر وعمر علی منع فاطمۃ علیہا السلام فدکاً وبلغھا ذٰلک ، لاثت خمارھا علی رأسھا، واشتملت بجلبابھا، وأقبلت فی لمّۃ من حفدتھا ونساء قومھا، تطأذیولھا، ما تخرم مشیتھا مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حتّٰی دخلت علی أبی بکر، وھو فی حشد من المھاجرین والانصار وغیرھم، فنیطت دونھا ملاءۃ فجلست، ثم أنت أنّۃ أجھش القوم لھا بالبکاء فارتجّ المجلس، ثم أمھلت ھنیئۃ۔

حتّٰی اذا سکن نشیج القوم وھدأت فورتھم ، افتتحت الکلام بحمد اللہ والثناء علیہ والصلاۃ علی رسولہ، فعاد القوم فی بکائھم، فلمّا أمسکوا عادت فی کلامھا فقالت علیہا السلام:

روایت میں ہے کہ جب ابوبکر نے یہ طے کرلیا کہ جنابِ فاطمہؑ سے فدک غصب کرلیا جائے گا اور آپؑ کو یہ اطلاع ملی تو آپؑ سر پر چادر ڈال کر اپنے خاندان کی ہاشمی خواتین کے حلقہ میں باہر نکلیں۔

اس طرح کہ آپؑ کی رفتار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار سے مختلف نہ تھی۔

آپؑ ابوبکر کے پاس اس وقت پہنچیں جب وہ بھی انصار ومہاجرین کے حلقہ میں بیٹھا

ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان ایک پردہ کھینچ دیا گیا اور آپؑ نے بیٹھ کر ایک ایسی آہ اور فریاد کی کہ ساری قوم بے ساختہ گریہ کرنے لگی اور دربار لرز گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب قوم کی ہچکیاں رُکیں اور مجمع پر سکوت طاری ہوا تو آپؑ نے اس طرح خطبہ کا آغاز کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَنْعَمَ ، وَلَهُ الشُّكْرُ عَلٰى مَا اَلْهَمَ، وَالثَّنَاءُ بِمَا قَدَّمَ مِنْ عُمُومِ نِعَمٍ اِبْتَدَاَهَا، وَسُبُوغِ اٰلَاءٍ اَسْدَاهَا ، وَتَمَامِ مِنَنٍ اَوْلَاهَا، جَمَّ عَنِ الْاِحْصَاءِ عَدَدُهَا، وَنَاٰى عَنِ الْجَزَاءِ اَمَدُهَا ، وَتَفَاوَتَ عَنِ الْاِدْرَاكِ اَبَدُهَا، وَنَدَبَهُمْ لِاسْتِزَادَتِهَا بِالشُّكْرِ لِاتِّصَالِهَا، وَاسْتَحْمَدَ اِلَى الْخَلَائِقِ بِاِجْزَالِهَا، وَثَنّٰى بِالنَّدْبِ اِلٰى اَمْثَالِهَا۔

وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، كَلِمَةٌ جَعَلَ الْاِخْلَاصَ تَاْوِيْلَهَا، وَضَمَّنَ الْقُلُوبَ مَوْصُولَهَا ، وَاَنَارَ فِي التَّفَكُّرِ مَعْقُولَهَا ، الْمُمْتَنِعُ عَنِ الْاَبْصَارِ رُؤْيَتُهُ، وَمِنَ الْاَلْسُنِ صِفَتُهُ، وَمِنَ الْاَوْهَامِ كَيْفِيَّتُهُ۔

اِبْتَدَعَ الْاَشْيَاءَ لَامِنْ شَيْءٍ كَانَ قَبْلَهَا ، وَاَنْشَاَهَا بِلَااحْتِذَاءِ اَمْثِلَةٍ اِمْتَثَلَهَا ، كَوَّنَهَا بِقُدْرَتِهِ وَذَرَاَهَا بِمَشِيَّتِهِ، مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ اِلٰى تَكْوِيْنِهَا، وَلَافَائِدَةٍ لَهُ فِي تَصْوِيْرِهَا، اِلَّا تَثْبِيْتًا لِحِكْمَتِهِ وَتَنْبِيْهًا عَلٰى طَاعَتِهِ، وَاِظْهَارًا لِقُدْرَتِهِ وَتَعَبُّدًا لِبَرِيَّتِهِ، وَاِعْزَازًا لِدَعْوَتِهِ، ثُمَّ جَعَلَ الثَّوَابَ عَلٰى طَاعَتِهِ، وَوَضَعَ الْعِقَابَ عَلٰى مَعْصِيَتِهِ ،

ذِيَادَةً لِعِبَادِهِ مِنْ نِقْمَتِهِ وَحِيَاشَةً لَهُمْ إِلَى جَنَّتِهِ۔
وَاَشْهَدُ اَنَّ اَبِي مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِخْتَارَهُ قَبْلَ اَنْ اَرْسَلَهُ ، وَسَمَّاهُ قَبْلَ اَنْ اِجْتَبَاهُ، وَاصْطَفَاهُ قَبْلَ اَنْ .... إِذِ الْخَلَائِقُ بِالْغَيْبِ مَكْنُوْنَةٌ ، وَبِسَتْرِ الْأَهَاوِيلِ .... وَبِنِهَايَةِ الْعَدَمِ مَقْرُونَةٌ ، عِلْماً مِنَ اللهِ تَعَالَى .... وَ إِحَاطَةً بِحَوَادِثِ الدُّهُوْرِ، وَمَعْرِفَةً بِمَوَاقِعِ الْأُمُورِ۔
إِبْتَعَثَهُ اللهُ إِتْمَاماً لِاَمْرِهِ، وعَزِيْمَةً عَلَى اِمْضَاءِ حُكْمِهِ، وَاِنْفَاذاً لِمَقَادِيرِ رَحْمَتِهِ ، فَرَأَى الْأُمَمَ فِرَقاً فِي اَدْيَانِهَا ، عُكَّفاً عَلَى نِيْرَانِهَا ، عَابِدَةً لِاَوْثَانِهَا ، مُنْكِرَةً لِلّٰهِ مَعَ عِرْفَانِهَا۔
فَاَنَارَ اللهُ بِاَبِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ظُلَمَهَا ، وَكَشَفَ عَنِ الْقُلُوبِ بُهَمَهَا ، وَجَلَى عَنِ الْاَبْصَارِ غُمَمَهَا ، وَقَامَ فِي النَّاسِ بِالْهِدَايَةِ ، فَاَنْقَذَهُمْ مِنَ الْغِوَايَةِ ، وَبَصَّرَهُمْ مِنَ الْعَمَايَةِ، وَهَدَاهُمْ إِلَى الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ، وَدَعَاهُمْ إِلَى الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ۔
ثُمَّ قَبَضَهُ اللهُ اِلَيْهِ قَبْضَ رَأْفَةٍ وَ اِخْتِيَارٍ، وَرَغْبَةٍ وَ ايْثَارٍ، فَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ تَعَبِ هٰذِهِ الدَّارِ فِي رَاحَةٍ، قَدْ حُفَّ بِالْمَلَائِكَةِ الْاَبْرَارِ وَرِضْوَانِ الرَّبِّ الْغَفَّارِ، وَمُجَاوَرَةِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ، صَلَّى اللهُ عَلَى أَبِي نَبِيِّهِ وَاَمِيْنِهِ وَخِيَرَتِهِ مِنَ الْخَلْقِ وَصَفِيِّهِ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ

وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ثُم التفت الی اهل المجلس وقالت:

اَنْتُمْ عِبَادَ اللهِ نُصُبُ اَمْرِهِ وَنَهْيِهِ ، وَحَمَلَةُ دِيْنِهِ وَوَحْيِهِ، وَاُمَنَاءُ اللهِ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ ، وَبُلَغَاؤُهُ اِلَى الْاُمَمِ ، زَعِيْمُ حَقٍّ لَهُ فِيْكُمْ ، وَعَهْدٍ قَدَّمَهُ اِلَيْكُمْ ، وَبَقِيَّةٍ اِسْتَخْلَفَهَا عَلَيْكُمْ: كِتَابُ اللهِ النَّاطِقُ وَالْقُرْاٰنُ الصَّادِقُ ، وَالنُّوْرُ السَّاطِعُ وَالضِّيَاءُ اللَّامِعُ ، بَيِّنَةً بَصَائِرُهُ ، مُنْكَشِفَةً سَرَائِرُهُ مُنْجَلِيَّةً ظَوَاهِرُهُ، مُغْتَبِطَةً بِهِ اَشْيَاعُهُ ،قَائِداً اِلَى الرِّضْوَانِ اِتِّبَاعُهُ، مُؤَدًّا اِلَى النَّجَاةِ اسْتِمَاعُهُ۔

بِهِ تُنَالُ حُجَجُ اللهِ الْمُنَوَّرَةُ ، وَعَزَائِمُهُ الْمُفَسَّرَةُ، وَمَحَارِمُهُ الْمُحَذَّرَةُ، وَبَيِّنَاتُهُ الْجَالِيَةُ، وَبَرَاهِيْنُهُ الْكَافِيَةُ، وَفَضَائِلُهُ الْمَنْدُوبَةُ ، وَرُخَصُهُ الْمَوْهُوبَةُ ، وَشَرَائِعُهُ الْمَكْتُوبَةُ۔

فَجَعَلَ اللهُ الْاِيْمَانَ تَطْهِيْراً لَكُمْ مِنَ الشِّرْكِ ، وَالصَّلَاةَ تَنْزِيْهًا لَكُمْ عَنِ الْكِبْرِ، وَالزَّكَاةَ تَزْكِيَةً لِلنَّفْسِ وَنِمَاءً فِى الرِّزْقِ ، وَالصِّيَامَ تَثْبِيْتًا لِلْاِخْلَاصِ ، وَالْحَجَّ تَشْيِيْداً لِلدِّيْنِ، وَالْعَدْلَ تَنْسِيْقاً لِلْقُلُوبِ، وَطَاعَتَنَا نِظَاماً لِلْمِلَّةِ، وَ اِمَامَتَنَا اَمَاناً لِلْفُرْقَةِ ، وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْاِسْلَامِ ، وَالصَّبْرَ مَعُونَةً عَلٰى اسْتِيْجَابِ الْاَجْرِ۔

وَالْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلِحَةً لِلْعَامَّةِ ، وَبِرَّ الْوَالِدَيْنِ وِقَايَةً مِنَ السَّخَطِ ، وَصِلَةَ الْاَرْحَامِ مَنْسَاءً فِى الْعُمْرِ

وَمَنْمَاةً لِلْعَدَدِ، وَالْقِصَاصَ حِقْنًا لِلدِّمَاءِ ، وَالْوَفَاءَ بِالنَّذْرِ تَعْرِيضاً لِلْمَغْفِرَةِ، وَتَوْفِيَةَ الْمَكَائِيلِ وَالْمَوَازِيْنِ تَغْيِيراً لِلْبَخْسِ۔

وَالنَّهْيَ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ تَنْزِيْهاً عَنِ الرِّجْسِ، وَاجْتِنَابَ الْقَذْفِ حِجَاباً عَنِ اللَّعْنَةِ ، وَتَرْكَ السَّرِقَةِ اِيْجَاباً لِلْعِصْمَةِ ،وَحَرَّمَ اللهُ الشِّرْكَ اِخْلَاصاً لَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ۔

فَاتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ ، وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ، وَاَطِيعُوا اللهَ فِيْمَا اَمَرَكُمْ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ، فَاِنَّهُ اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔

ثُم قالت:

اَيُّهَا النَّاسُ! اِعْلَمُوا اَنِّی فَاطِمَةُ وَاَبِی مُحَمَّدٌ اَقُولُ عَوْداً وَبَدْءاً ، وَلَا اَقُولُ مَا اَقُولُ غَلَطاً ، وَلَا اَفْعَلُ مَا اَفْعَلُ شَطَطاً ، لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوفٌ رَحِيْمٌ۔

فَاِنْ تَعْزُوهُ وَتَعْرِفُوهُ تَجِدُوهُ اَبِی دُونَ نِسَاءِ كُمْ، وَاَخَا ابْنِ عَمِّی دُونَ رِجَالِكُمْ ، وَلَنِعْمَ الْمَعْزِیُّ اِلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ۔

فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِالنِّذَارَةِ ، مَائِلًا عَنْ مَدْرَجَةِ الْمُشْرِكِيْنَ، ضَارِباً ثَبَجَهُمْ ، اٰخِذاً بِاَكْظَامِهِمْ، دَاعِياً اِلَى سَبِيْلِ رَبِّهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ، يَجُفُّ

الْاَصْنَامَ وَيَنْكُثُ الْهَامَ ، حَتّٰى انْهَزَمَ الْجَمْعُ وَوَلَّوُا الدُّبُرَ۔

حَتّٰى تَفَرَّى اللَّيْلُ عَنْ صُبْحِهِ ، وَاَسْفَرَ الْحَقُّ عَنْ مَحْضِهِ، وَنَطَقَ زَعِيْمُ الدِّيْنِ، وَخَرَسَتْ شَقَاشِقُ الشَّيَاطِيْنِ ، وَطَاحَ وَشِيْظُ النِّفَاقِ، وَانْحَلَّتْ عُقَدُ الْكُفْرِ وَالشِّقَاقِ، وَفُهْتُمْ بِكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ فِىْ نَفَرٍ مِنَ الْبِيْضِ الْخِمَاصِ۔

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ، مُذْقَةَ الشَّارِبِ، وَنُهْزَةَ الطَّامِعِ، وَقُبْسَةَ الْعِجْلَانِ ، وَمَوْطِىءَ الْاَقْدَامِ ، تَشْرَبُوْنَ الطَّرْقَ، وَتَقْتَاتُوْنَ الْقِدَّ اَذِلَّةً خَاسِئِيْنَ ، تَخَافُوْنَ اَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِكُمْ ، فَاَنْقَذَكُمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بَعْدَ اللَّتَيَّا وَالَّتِىْ ، وَبَعْدَ اَنْ مُنِىَ بِبُهَمِ الرِّجَالِ، وَذُؤْبَانِ الْعَرَبِ، وَمَرَدَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ۔

كُلَّمَا اَوْقَدُوا نَاراً لِلْحَرْبِ اَطْفَأَهَا اللّٰهُ ، اَوْ نَجَمَ قَرْنُ الشَّيْطَانِ، اَوْ فَغَرَتْ فَاغِرَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، قَذَفَ اَخَاهُ فِىْ لَهَوَاتِهَا فَلَا يَنْكَفِىءُ حَتّٰى يَطَأَ جِنَاحَهَا بِأَخْمَصِهٖ ، وَيَخْمِدَ لَهَبَهَا بِسَيْفِهٖ ،مَكْدُوداً فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ، مُجْتَهِداً فِىْ اَمْرِ اللّٰهِ ، قَرِيباً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ، سَيِّداً فِىْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ مُشَمِّراً نَاصِحاً مُجِدًّا كَادِحاً لَاتَأْخُذُهٗ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

وَاَنْتُمْ فِىْ رَفَاهِيَّةٍ مِنَ الْعَيْشِ ، وَادِعُوْنَ فَاكِهُوْنَ آمِنُوْنَ،

تَتَرَبَّصُونَ بِنَا الدَّوائِرَ، وَتَتَوَكَّفُونَ الْاَخْبَارَ، وَتَنْكُصُونَ عِنْدَ النِّزَالِ، وَتَفِرُّونَ مِنَ الْقِتَالِ۔

فَلَمَّا اِخْتَارَ اللهُ لِنَبِيِّهِ دَارَ اَنْبِيَائِهِ وَمَأْوٰى اَصْفِيَائِهِ، ظَهَرَ فِيْكُمْ حَسْكَةُ النِّفَاقِ، وَسَمَلَ جِلْبَابُ الدِّيْنِ، وَنَطَقَ كَاظِمُ الْغَاوِينَ، وَنَبَغَ خَامِلُ الْاَقَلِّيْنَ، وَهَدَرَ فَنِيقُ الْمُبْطِلِيْنَ، فَخَطَرَ فِي عَرَصَاتِكُمْ، وَاَطْلَعَ الشَّيْطَانُ رَأْسَهُ مِنْ مَغْرَزِهِ، هَاتِفًا بِكُمْ، فَأَلْفَاكُمْ لِدَعْوَتِهِ مُسْتَجِيْبِيْنَ، وَلِلْغِرَّةِ فِيْهِ مُلَاحِظِيْنَ، ثُمَّ اسْتَنْهَضَكُمْ فَوَجَدَكُمْ خِفَافًا، وَاَحْمَشَكُمْ فَاَلْفَاكُمْ غِضَاباً، فَوَسَمْتُمْ غَيْرَ اِبِلِكُمْ، وَوَرَدْتُمْ غَيْرَ مَشْرَبِكُمْ۔

هٰذَا، وَالْعَهْدُ قَرِيْبٌ، وَالْكَلْمُ رَحِيْبٌ، وَالْجُرْحُ لَمَّا يَنْدَمِلُ، وَالرَّسُولُ لَمَّا يُقْبَرُ، اِبْتِدَاراً زَعَمْتُمْ خَوْفَ الْفِتْنَةِ، اَلاَ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا، وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ۔

فَهَيْهَاتَ مِنْكُمْ، وَكَيْفَ بِكُمْ، وَاَنّٰى تُؤْفَكُونَ، وَكِتَابُ اللهِ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ، اُمُورُهُ ظَاهِرَةٌ، وَاَحْكَامُهُ زَاهِرَةٌ، وَاَعْلَامُهُ بَاهِرَةٌ، وَزَوَاجِرُهُ لَائِحَةٌ، وَاَوَامِرُهُ وَاضِحَةٌ، وَقَدْ خَلَّفْتُمُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ، أَرَغْبَةً عَنْهُ تُرِيدُونَ؟ اَمْ بِغَيْرِهِ تَحْكُمُوْنَ؟ بِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ بَدَلًا، وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔

ثُمَّ لَمْ تَلْبَثُوا اِلیٰ رَیْثَ اَنْ تَسْکُنَ نَفْرَتُهَا ، وَیَسْلَسَ قِیَادُهَا ، ثُمَّ اَخَذْتُمْ تُورُونَ وَقْدَتَهَا ، وَتُهَیِّجُونَ جَمْرَتَهَا، وَتَسْتَجِیْبُونَ لِهِتَافِ الشَّیْطَانِ الْغَوِیِّ ، وَاِطْفَاءِ اَنْوَارِ الدِّیْنِ الْجَلِیِّ ، وَاِهْمَالِ سُنَنِ النَّبِیِّ الصَّفِیِّ، تُسِرُّونَ حَسْواً فِی ارْتِغَاءٍ، وَتَمْشُونَ لِاَهْلِهِ وَوَلَدِهِ فِی الْخَمَرِ وَالضَّرَّاءِ، وَنَصْبِرُ مِنْکُمْ عَلیٰ مِثْلِ حَزِّ الْمُدیٰ، وَوَخْزِ السِّنَانِ فِی الْحِشَا۔

وَاَنْتُمُ الْاٰنَ تَزْعُمُونَ اَنْ لَا اِرْثَ لَنَا ، أَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ تَبْغُونَ ، وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُکْماً لِقَومٍ یُوقِنُونَ، أَفَلَا تَعْلَمُوْنَ؟ بَلیٰ ، قَدْ تَجَلّیٰ لَکُمْ کَالشَّمْسِ الضَّاحِیَةِ أَنِّی اِبْنَتُهُ۔

اَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ! أَ اُغْلَبُ عَلیٰ اِرْثِی؟ یَابْنَ اَبِی قُحَافَةَ! اَفِی کِتَابِ اللهِ تَرِثُ اَبَاكَ وَلَا اَرِثُ اَبِی؟ لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا فَرِیًّا، اَفَعَلیٰ عَمْدٍ تَرَکْتُمْ کِتَابَ اللهِ وَنَبَذْتُمُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِکُمْ، اِذْ یَقُولُ: ﴿وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ﴾ [1] وَقَالَ فِیمَا اقْتَصَّ مِنْ خَبَرِ زَکَرِیَّا اِذْ قَالَ: ﴿فَهَبْ لِی مِنْ لَدُنْكَ وَلِیًّا یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوبَ﴾ [2] وَقَالَ: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَولیٰ بِبَعْضٍ فِی کِتَابِ اللهِ﴾ [3] وَقَالَ: ﴿یُوصِیْکُمُ

---

① النمل: آیت ۱۶

② مریم: آیت ۶

③ الاحزاب: آیت ۶

اللّٰهُ فِي اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾[1] وَقَالَ ﴿اِنْ تَرَكَ خَيْراً الْوَصِيَّةَ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾[2]

وَزَعَمْتُمْ اَنْ لَاحُظْوَةَ لِي، وَلَا اَرِثُ مِنْ اَبِي، وَلَا رَحِمَ بَيْنَنَا، اَفَخَصَّكُمُ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ اَخْرَجَ اَبِي مِنْهَا؟ اَمْ هَلْ تَقُولُونَ: اِنَّ أَهْلَ مِلَّتَيْنِ لَا يَتَوَارَثَانِ؟ اَوَلَسْتُ اَنَا وَاَبِي مِنْ اَهْلِ مِلَّةٍ وَاحِدَةٍ؟ اَمْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِخُصُوصِ الْقُرْاٰنِ وَعُمُومِهِ مِنْ اَبِي وَابْنِ عَمِّي؟ فَدُونَكَهَا مَخْطُومَةً مَرْحُولَةً تَلْقَاكَ يَوْمَ حَشْرِكَ۔

فَنِعْمَ الْحَكَمُ اللّٰهُ، وَالزَّعِيمُ مُحَمَّدٌ، وَالْمَوْعِدُ الْقِيَامَةُ، وَعِنْدَ السَّاعَةِ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ، وَلَا يَنْفَعُكُمْ اِذْ تَنْدَمُونَ، وَلِكُلِّ نَبَاٍ مُسْتَقَرٌّ، وَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ، وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ۔

ثم رمت بطرفها نحو الانصار، فقالت:

يَا مَعْشَرَ النَّقِيبَةِ وَاَعْضَادَ الْمِلَّةِ وَحَضَنَةَ الْاِسْلَامِ مَا هٰذِهِ الْغَمِيزَةُ فِي حَقِّي وَالسِّنَةُ عَنْ ظُلَامَتِي؟ اَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبِي يَقُولُ: ﴿اَلْمَرْءُ يُحْفَظُ فِي وُلْدِهِ﴾ سَرْعَانَ مَا اَحْدَثْتُمْ وَعَجْلَانَ ذَا اِهَالَةٍ، وَلَكُمْ طَاقَةٌ بِمَا اُحَاوِلُ، وَقُوَّةٌ عَلٰى مَا اَطْلُبُ وَاُزَاوِلُ۔

---

[1] النساء: آیت ۱۱

[2] البقرہ: آیت ۱۸۰

اَتَقُولُونَ مَاتَ مُحَمَّدٌ؟ فَخَطْبٌ جَلِيلٌ اِسْتَوْسَعَ وَهْنُهُ، وَاسْتَنْهَرَ فَتْقُهُ، وَانْفَتَقَ رَتْقُهُ، وَاُظْلِمَتِ الْاَرْضُ لِغَيْبَتِهِ، وَكُسِفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَانْتَثَرَتِ النُّجُومُ لِمُصِيْبَتِهِ، وَاَكْدَتِ الْاَمَالُ، وَخَشَعَتِ الْجِبَالُ، وَاُضِيعَ الْحَرِيْمُ، وَاُزِيْلَتِ الْحُرْمَةُ عِنْدَ مَمَاتِهِ۔

فَتِلْكَ وَاللّٰهِ النَّازِلَةُ الْكُبْرٰى وَالْمُصِيْبَةُ الْعُظْمٰى، لَامِثْلُهَا نَازِلَةٌ، وَلَابَائِقَةٌ عَاجِلَةٌ اُعْلِنَ بِهَا، كِتَابُ اللّٰهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ فِي اَفْنِيَتِكُمْ، وَفِي مُمْسَاكُمْ وَمُصْبِحِكُمْ، يَهْتِفُ فِي اَفْنِيَتِكُمْ هُتَافاً وَصُرَاخاً وَتِلَاوَةً وَاَلْحَاناً، وَلَقَبْلَهُ مَا حَلَّ بِاَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ، حُكْمٌ فَصْلٌ وَقَضَاءٌ حَتْمٌ۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [1]

ايهاً بَنِي قِيْلَةَ! ءَاُهْضَمُ تُرَاثَ اَبِي وَاَنْتُمْ بِمَرْاٰى مِنِّي وَمَسْمَعٍ وَمُنْتَدىٰ وَمَجْمَعٍ، تَلْبَسُكُمُ الدَّعْوَةُ وَتَشْمَلُكُمُ الْخُبْرَةُ، وَاَنْتُمْ ذَوُو الْعَدَدِ وَالْعُدَّةِ وَالْاَدَاةِ وَالْقُوَّةِ، وَعِنْدَكُمُ السِّلَاحُ وَالْجُنَّةُ، تُوَافِيْكُمُ الدَّعْوَةُ فَلَا تُجِيْبُوْنَ، وَتَأْتِيْكُمُ الصَّرْخَةُ فَلَا تُغِيْثُوْنَ، وَاَنْتُمْ مَوْصُوفُونَ بِالْكِفَاحِ، مَعْرُوفُونَ بِالْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ، وَالنُّخْبَةُ الَّتِي انْتُخِبَتْ، وَالْخِيَرَةُ الَّتِي اخْتِيرَتْ لَنَا

[1] آلِ عمران: آیت ۱۴۴

اَهْلَ الْبَيْتِ۔

قَاتَلْتُمُ الْعَرَبَ ، وَتَحَمَّلْتُمُ الْكَدَّ وَالتَّعَبَ، وَنَاطَحْتُمُ الْاُمَمَ، وَكَافَحْتُمُ الْبُهَمَ، لَانَبْرَحُ اَوْ تَبْرَحُونَ ، نَاْمُرُكُمْ فَتَاْتَمِرُونَ ، حَتّٰى اِذَا دَارَتْ بِنَا رَحَى الْاِسْلَامِ، وَدَرَّ حَلَبُ الْاَيَّامِ، وَخَضَعَتْ نُعْرَةُ الشِّرْكِ، وَسَكَنَتْ فَوْرَةُ الْاِفْكِ، وَخَمَدَتْ نِيْرَانُ الْكُفْرِ ، وَهَدَاَتْ دَعْوَةُ الْهَرَجِ، وَاسْتَوْسَقَ نِظَامُ الدِّيْنِ، فَاَنّٰى حِزْتُمْ بَعْدَ الْبَيَانِ ، وَاَسْرَرْتُمْ بَعْدَ الْاِعْلَانِ، وَنَكَصْتُمْ بَعْدَ الْاِقْدَامِ، وَاَشْرَكْتُمْ بَعْدَ الْاِيْمَانِ؟ بُؤْساً لِقَوْمٍ نَكَثُوا اَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ، وَهَمُّوا بِاِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَؤُكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ، اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ۔

اَلَا، وَقَدْ اَرٰى اَنْ قَدْ اَخْلَدْتُمْ اِلَى الْخَفْضِ، وَاَبْعَدْتُمْ مَنْ هُوَ اَحَقُّ بِالْبَسْطِ وَالْقَبْضِ ،وَخَلَوْتُمْ بِالدَّعَةِ، وَنَجَوْتُمْ بِالضِّيْقِ مِنَ السَّعَةِ، فَمَجَجْتُمْ مَا وَعَيْتُمْ ، وَدَسَعْتُمُ الَّذِیْ تَسَوَّغْتُمْ ، فَاِنْ تَكْفُرُوا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِيْدٌ۔

اَلَا ، وَقَدْ قُلْتُ مَا قُلْتُ هٰذَا عَلٰى مَعْرِفَةٍ مِنِّی بِالْخِذْلَةِ الَّتِی خَامَرَتْكُمْ ، وَالْغَدْرَةِ الَّتِی اسْتَشْعَرَتْهَا قُلُوْبُكُمْ ، وَلٰكِنَّهَا فَيْضَةُ النَّفْسِ، وَنَفْثَةُ الْغَيْظِ ، وَخَوَرُ الْقَنَاةِ ، وَبَثَّةُ الصَّدْرِ، وَتَقْدِمَةُ الْحُجَّةِ ، فَدُونَكُمُوهَا فَاحْتَقِبُوْهَا دَبِرَةَ الظَّهْرِ ، نَقِبَةَ الْخُفِّ ، بَاقِيَةَ الْعَارِ،

مَوْسُومَةً بِغَضَبِ الْجَبَّارِ وَشَنَارِ الْاَبَدِ، مَوْصُولَةً بِنَارِ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةِ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ۔

فَبِعَيْنِ اللّٰهِ مَا تَفْعَلُونَ ، وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ، وَاَنَا اِبْنَةُ نَذِيْرٍ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٌ شَدِيْدًا، فَاعْمَلُوا اِنَّا عَامِلُونَ، وَانْتَظِرُوا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے اس کے انعام پر، اور اس کا شکر ہے اس کے الہام پر۔ وہ قابلِ ثناء ہے کہ اس نے بے طلب نعمتیں دیں اور مکمل نعمتیں دیں اور مسلسل احسانات کیے جو ہر شمار سے بالاتر، ہر معاوضہ سے بعید تر اور ہر اِدراک سے بلند تر ہیں۔ بندوں کو دعوت دی کہ شکر کے ذریعے نعمتوں میں اضافہ کرائیں پھر ان نعمتوں کو مکمل کر کے مزید حمد کا مطالبہ کیا اور انھیں دُہرایا۔

میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کلمہ کی اصل اخلاص ہے، اس کے معنی دلوں سے پیوست ہیں۔ اس کا مفہوم فکر کو روشنی دیتا ہے۔ وہ خدا وہ ہے جس کی آنکھوں سے رویت، زبان سے تعریف اور خیال سے کیفیت محال ہے۔ اس نے چیزوں کو بلا کسی مادہ اور نمونہ کے پیدا کیا ہے۔ صرف اپنی قدرت اور مشیت کے ذریعے اسے نہ تخلیق کے لیے نمونہ کی ضرورت تھی، نہ تصویر میں کوئی فائدہ تھا سوائے اس کے کہ اپنی حکمت کو مستحکم کر دے اور لوگ اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کی قدرت کا اظہار ہو اور بندے اس کی بندگی کا اقرار کریں۔ وہ تقاضائے عبادت کرے تو اپنی دعوت کو تقویت دے۔ چنانچہ اس نے اطاعت پر ثواب رکھا اور معصیت پر عذاب رکھا تاکہ لوگ اس کے غضب سے دُور ہوں اور جنت کی طرف کھنچ آئیں۔

میں شہادت دیتی ہوں کہ میرے والد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور وہ رسولؐ ہیں جن کو بھیجنے سے پہلے چُنا گیا اور بعثت سے پہلے منتخب کیا گیا۔ اس وقت جب مخلوقات پردۂ غیب میں پوشیدہ اور حجاب عدم میں محفوظ اور انتہاء عدم سے مقرون تھیں۔

آپؐ تمام مسائل کُل کائنات کے اُمور اور حوادثِ زمانہ پر مکمل احاطہ کیے ہوئے ہیں، اللہ نے آپؐ کو بھیجا تا کہ اس کے امر کو نافذ کریں اور اس کی حکمت کا اجراء کریں اور اللہ کے مقدرات اُمورِ دنیا یعنی خلق، رزق، موت و حیات، جمیع اُمورِ تکوینیہ اور تشریعیہ کے آپؐ مالک ہیں اور ان کا نفاذ و اجراء کرنے والے ہیں۔

اللہ نے آپؐ کو بھیجا تا کہ اس کے امر کی تکمیل کریں، حکمت کو جاری کریں اور حتمی مقدرات کو نافذ کریں مگر آپؐ نے دیکھا کہ اُمتیں مختلف ادیان میں تقسیم ہیں۔ آگ کی پوجا، بتوں کی پرستش اور خدا کے جان بوجھ کر انکار میں مبتلا ہیں۔

آپؐ نے ظلمتوں کو روشن کیا، دل کی تاریکیوں کو مٹایا، آنکھوں سے پردے اُٹھائے، ہدایت کے لیے قیام کیا، لوگوں کو گمراہی سے نکالا، اندھے پن سے بابصیرت بنایا، دینِ مستحکم اور صراطِ مستقیم کی دعوت دی۔

اس کے بعد اللہ نے انتہائی شفقت و مہربانی اور رغبت کے ساتھ انھیں بلالیا۔ اور اب وہ اس دنیا کے مصائب سے راحت میں ہیں، ان کے گرد ملائکہ ابرار اور رضائے الٰہی ہے اور سر پر رحمتِ خدا کا سایہ ہے۔ خدا میرے اس باپ پر رحمت نازل کرے جو اس کا نبیؐ، وحی کا امین، مخلوقات میں منتخب، مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؐ تھا۔

اس پر سلام و رحمت و برکتِ خدا ہو۔

بندگانِ خدا! تم اس کے حکم کا مرکز، اس کے دین و وحی کے حامل، اپنے نفس پر اللہ کے امین، اور اُمتوں تک اس کے پیغام رساں ہو۔ تمھارا خیال ہے کہ تمھارا

اس پر کوئی حق ہے۔ حالانکہ تم میں اس کا وہ عہد موجود ہے جسے اس نے بھیجا ہے اور وہ بقیہ ہے جسے اپنی خلافت دی ہے۔

وہ خدا کی کتاب ناطق قرآنِ صادق، نُور ساطع اور ضیاء روشن ہے جس کی بصیرتیں نمایاں اور اسرار واضح ہیں۔ ظواہر منور ہیں اور اس کا اتباع قابلِ رشک ہے۔ وہ قائد رضائے الٰہی ہے اور اس کی سماعت ذریعۂ نجات ہے۔ اسی سے اللہ کی روشن حجتیں، اس کے واضح فرائض، مخفی محرمات، روشن بینات کافی دلائل، مندوب فضائل، لازمی تعلیمات اور قابلِ رخصت احکام کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد خدا نے ایمان کو شرک [1] سے تطہیر، نماز کو تکبر سے پاکیزگی، زکوٰۃ کو نفس کی صفائی اور رزق کی زیادتی، روزہ کو خلوص کے استحکام، حج کو دین کی تقویت، عدل کو دلوں کی تنظیم، ہماری [2] اطاعت کو ملت کا نظام، ہماری امامت کو تفرقہ سے امان، جہاد کو اسلام کی عزت، صبر کو طلب اجر کا معاون، امر بالمعروف کو عوام کی مصلحت، والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کو عذاب سے تحفظ، صلہ رحمی کو عدد کی زیادتی، قصاص کو خون کی حفاظت، ایفاء نذر کو مغفرت کا وسیلہ، ناپ تول کو فریب دہی کا توڑ، حُرمتِ شراب خوری کو رجس سے پاکیزگی، تہمت سے پرہیز کو لعنت سے، محافظت، ترکِ سرقہ کو عفت کا سبب قرار دیا ہے۔ اس نے شرک کو حرام کیا تا کہ

---

[1] ایسے سنگین اور نازک موقع پر اس طرح کی جامع تقریر اور وہ بھی ایک خاتون کی زبان سے۔ درحقیقت ایک اعجازی کیفیت کی حامل ہے اور غالباً ان تفصیلات کا مقصد یہ تھا کہ اُمت مجھے مسئلہ میراث سے بے خبر نہ قرار دے دے۔ میں یہ بتلانا چاہتی ہوں کہ احکامِ شریعت کی کیا حیثیت ہے۔ میں تو اسرار شریعت سے بھی باخبر ہوں جس کا علم ساری اُمت میں کسی کو نہیں ہے۔ (جوادی)

[2] اس نکتہ پر جہاں تک غور کیا جائے آلِ محمدؐ کی عظمت کی معرفت میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا اور انسان کو محسوس ہوگا کہ عالمِ اسلام میں تفرقہ کہاں سے شروع ہوا ہے اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کا راستہ کیا ہے۔

ربوبیت سے اخلاص پیدا ہو۔ لہٰذا اللہ سے باقاعدہ ڈرو اور بغیر مسلمان ہوئے نہ مرنا، اس کے امرونہی کی اطاعت کرو اس لیے کہ اس کے بندوں میں خوف خدا رکھنے والے صرف صاحبانِ علم ومعرفت ہی ہوتے ہیں۔

لوگو! یہ جان لو کہ میں فاطمہؑ ہوں اور میرے باپ محمد مصطفیؐ ہیں۔ یہی اول و آخر کہتی ہیں اور نہ غلط کہتی ہیں اور نہ بے ربط۔ وہ تمھارے پاس رسول بن کر آئے، ان پر تمھاری زحمتیں شاق تھیں۔ وہ تمھاری بھلائی کے خواہاں اور صاحبانِ ایمان کے لیے رحیم ومہربان تھے۔ اگر تم انھیں اوران کی نسبت کو دیکھو تو تمام عورتوں میں صرف میرے باپ [1]، اور تمام مردوں میں صرف میرے ابن عم کا بھائی پاؤ گے، اور اس نسبت کا کیا کہنا؟

میرے پدر بزرگوار نے کھل کر پیغامِ خدا کو پہنچایا، مشرکین سے بے پروا ہو کر ان کی گردنوں کو پکڑ کر اور ان کے سرداروں کو مار کر دین خدا کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت دی۔ وہ مسلسل بتوں کو توڑ رہے تھے اور مشرکین کے سرداروں کو سرنگوں کر رہے تھے یہاں تک کہ مشرکین کو شکست ہوئی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

رات کی صبح ہوگئی، حق کی روشنی ظاہر ہوگئی، دین کا ذمہ دار گویا ہوگیا، شیاطین کے ناطقے گنگ ہوگئے، نفاق تباہ ہوا، کفرو افتراء کی گرہیں کھل گئیں اور تم لوگوں نے کلمۂ اخلاص کو ان روشن چہرہ فاقہ کش لوگوں سے سیکھ لیا جن سے اللہ نے رجس کو دُور رکھا تھا اور انھیں حق وطہارت عطا کیا تھا۔ تم جہنم کے کنارے تھے۔ میرے باپ نے تمھیں بچایا، تم ہر لالچی کے لیے مالِ غنیمت اور ہر زود کار کے لیے چنگاری تھے۔ ہر پیر کے نیچے پامال تھے، گندا پانی پیتے تھے، پتے چباتے تھے، ذلیل اور پست

[1] ملت اسلامیہ کو سوچنا چاہیے کہ پیغمبرِ اسلام کے رشتوں کو فاطمہ زہراؑ سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے لہٰذا انھی کے بیان کو سند قرار دینا چاہیے۔

تھے۔ ہر وقت چار طرف سے حملے کا اندیشہ تھا لیکن خدا نے میرے باپ کے ذریعے تمہیں ان تمام مصیبتوں سے بچا لیا۔

خیر ان تمام باتوں کے بعد بھی جب عرب کے نامور سرکش بہادر اور اہلِ کتاب کے باغی افراد نے جنگ کی آگ بھڑکائی تو خدا نے اُسے بجھا دیا یا شیطان نے سینگ نکالی یا مشرکوں نے منہ کھولا تو میرے باپ نے اپنے بھائی کو ان کے حلق میں ڈال دیا اور وہ اس وقت تک نہیں پلٹے جب تک ان کے کانوں کو کچل نہیں دیا اور ان کے شعلوں کو آپ شمشیر سے بجھا نہیں دیا۔ وہ اللہ کے معاملہ میں زحمت کش اور جدوجہد کرنے والے تھے اور تم عیش کی زندگی، آرام، سکون چین کے ساتھ گزار رہے تھے۔ ہماری مصیبتوں کے منتظر اور ہماری خبر بد کے خواہاں تھے۔ تم لڑائی سے منہ موڑ لیتے تھے اور میدانِ جنگ سے بھاگ[1] جاتے تھے۔

پھر جب اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیے انبیاء کے گھر اور اصفیاء کی منزل کو پسند کر لیا تو تم میں نفاق کی روشنی ظاہر ہوگئی اور چادرِ دین کہنہ ہوگئی۔

گمراہوں کا منادی بولنے لگا۔ گمنام منظرِ عام پر آ گئے۔ اہلِ باطل کے دودھ کی دھاریں بہہ بہہ کر تمہارے صحن میں آ گئیں۔ شیطان نے سر نکال کر تمہیں آوازیں دی تو تمھیں اپنی دعوت کا قبول کرنے والا اور اپنی بارگاہ میں عزت کا طالب پایا۔ تمہیں اُٹھایا تو تم ہلکے دکھائی دیے، بھڑکایا تو غصہ اور ثابت ہوئے۔ تم نے دوسرے کے اُونٹ پر نشان لگا دیا اور دوسرے کے چشمہ پر وارد ہوگئے حالانکہ ابھی زمانہ قریب کا ہے اور زخم کشادہ ہے۔ جراحت مندمل نہیں ہوئی ہے اور رسولؐ قبر میں

---

[1] اس سے زیادہ صاف اور صریح موازنہ حکومتِ وقت کے کردار اور حیدرِ کرارؑ کے جہاد کے درمیان کیا ہوسکتا ہے مگر افسوس کہ جس کے پاس حیا نہ ہو اس کے پاس دین بھی نہیں ہوتا ہے۔ (جوادی)

سو بھی نہیں سکے ہیں۔ یہ جلدی تم نے فتنہ کے خوف سے کی حالانکہ فتنہ ہی میں گر پڑے اور جہنم تو تمام کفار کو محیط ہے۔

افسوس تم پر ـــــ تمھیں کیا ہو گیا ہے، تم کہاں جا رہے ہو؟ تمھارے درمیان کتابِ خدا موجود ہے جس کے اُمور واضح، علائم روشن، ممانعت، تابندی اور اوامر نمایاں ہیں تم نے اسے پسِ پشت ڈال دیا۔

کیا اس سے انحراف کے خواہاں ہو؟ یا کوئی دوسرا حکم چاہتے ہو تو یہ بہت بُرا بدل ہے اور جو غیر اسلام کو دین بنائے گا اس سے وہ قبول بھی نہ ہوگا اور آخرت میں خسارہ بھی ہوگا۔

اس کے بعد تم نے صرف اتنا انتظار کیا کہ اس کی نفرت ساکن ہو جائے اور مہار ڈھیلی ہو جائے۔ پھر آتشِ جنگ کو روشن کر کے شعلوں کو بھڑکانے لگے۔ شیطان کی آواز پر لبیک کہنے اور دین کے انوار کو خاموش کرنے اور سنتِ پیغمبرؐ کو برباد کرنے کی کوشش شروع کر دی، بالائی جہاد میں اپنی سیری سمجھتے ہو اور رسولؐ کے اہل و اہلِ بیتؑ کے لیے پوشیدہ ضرر رسانی کرتے ہو، ہم تمھارے حرکات پر یوں صبر کرتے ہیں جیسے چھری کی کاٹ اور نیزے کے زخم پر۔

تمھارا خیال ہے کہ میرا میراث میں حق نہیں ہے۔ کیا تم جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہو، جب کہ ایمان والوں کے لیے اللہ سے بہتر کوئی حاکم نہیں ہے۔

تمھارے لیے مہر نیمروز کی طرح روشن ہے کہ میں اس نبیؐ کی بیٹی ہوں۔ اے ابو بکر! کیا مجھے ان کی میراث نہ ملے گی؟

کیا قرآن میں یہی ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث بنے اور میں اپنے باپ کی وارث نہ بنوں۔ یہ کیسا افتراء ہے؟

کیا تم نے قصداً کتابِ[1] خدا کو پسِ پشت ڈال دیا ہے جب کہ اس میں سلیمانؑ کے وارثِ داؤدؑ ہونے کا ذکر ہے اور حضرت زکریاؑ کی یہ دعا ہے کہ خدایا مجھے ایسا ولی دے دے جو میرا اور آلِ یعقوبؑ کا وارث ہو۔

اور یہ اعلان ہے کہ قرابت دار بعض بعض سے اولیٰ ہیں۔

اور یہ ارشاد ہے کہ خدا اولاد کے بارے میں تم کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی کا دوگنا ملے گا اور یہ تعلیم ہے کہ مرنے والا اپنے والدین اور اقرباء کے لیے وصیت کرے۔ یہ متقین کی ذمہ داری ہے اور تمھارا خیال ہے کہ نہ میرا کوئی حق ہے نہ میرے باپ کی میراث ہے اور نہ میری کوئی قرابت داری ہے۔ کیا تم پر کوئی خاص آیت نازل ہوئی ہے جس میں میرا باپ شامل نہیں ہے؟ یا تمھارا کہنا یہ ہے کہ میں اپنے باپ کے مذہب سے الگ ہوں اس لیے وارث نہیں ہوں۔ کیا تم عام و خاص کو میرے باپ اور میرے ابن عم[2] سے زیادہ جانتے ہو؟

خیر، ہوشیار ہوجاؤ! آج تمھارے سامنے وہ ستم رسیدہ ہے جو کل تم سے قیامت میں ملے گی جب اللہ حاکم اور محمدؐ طالبِ حق ہوں گے ـــــ موعدِ قیامت کا ہوگا اور ندامت کسی کے کام نہ آئے گی اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ کس کے پاس رُسوا کن عذاب آتا ہے اور کس پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔

---

[1] یہ وہی قوم ہے جس نے چند روز قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقتِ آخر یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے لیے کتابِ خدا کافی ہے۔ آج یہ قوم کتابِ خدا سے بھی انحراف کر رہی ہے۔ سچ ہے اقتدار کی سیاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔ (جوادی)

[2] اصل مسئلہ یہی ہے کہ اُمت نے اہلِ بیتؑ کو نظر انداز کر دیا ہے جنھیں علمِ قرآن کا حامل بنایا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں حدودِ دین اور حقوقِ بشر مسلسل پامال ہو رہے ہیں۔ (جوادی)

(اس کے بعد آپؑ انصار کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا:)

اے جواں مرد گروہ!

ملت کے قوتِ بازو!

اسلام کے انصار!

یہ میرے حق میں چشم پوشی اور میری ہمدردی سے غفلت کیسی ہے؟ کیا وہ رسولؐ میرے باپ نہ تھے جنھوں نے یہ کہا تھا کہ انسان کا تحفظ اس کی اولاد میں ہوتا ہے۔ تم نے بہت جلدی خوف زدہ ہوکر یہ اقدام کیا حالانکہ تم میں وہ حق والوں کی طاقت تھی جس کے لیے میں حیران و پریشان ہوں۔ کیا تمھارا یہ بہانہ ہے کہ رسولؐ کا انتقال ہوگیا ہے تو بہت بڑا حادثہ رُونما ہوگیا ہے۔

جس کا رخنہ وسیع، شگاف کشادہ، اور اتصال شگافتہ ہوگیا ہے، زمین ان کی غیبت سے تاریک، ستارے بے نُور، اُمیدیں ساکن، پہاڑ سرنگوں، حریم زائل اور حرمت برباد ہوگئی ہے۔

یقیناً یہ بہت بڑا حادثہ اور بڑی عظیم مصیبت ہے، نہ ایسا کوئی حادثہ ہے اور نہ سانحہ۔ خود قرآن نے تمھارے گھروں میں صبح و شام بہ آوازِ بلند تلاوت و الحان کے ساتھ اعلان کردیا تھا کہ اس کے پہلے جو کچھ دوسرے انبیاء پر گزرا وہ اٹل حکم اور حتمی قضا تھی اور یہ بھی ایک رسول ہیں جنھیں موت آئے گی تو کیا تم ان کے بعد اُلٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے؟ ظاہر ہے کہ اس سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، اور وہ اہلِ شکر کو جزا دے کر رہے گا۔

ہاں اے انصار! کیا تمھارے دیکھتے سنتے اور تمھارے مجمع میں میری میراث ہضم ہوجائے گی؟ تم تم میری آواز بھی پہنچی۔ تم باخبر بھی ہو۔ تمھارے پاس اشخاص، اسباب، آلات، قوت، اسلحہ اور سپر سب کچھ موجود ہے۔

لیکن تم نہ میری آواز پر لبیک کہتے ہو، اور نہ میری فریاد کو پہنچتے ہو، تم تو مجاہد مشہور ہو، خیر وصلاح کے ساتھ معروف ہو، منتخب روزگار اور برآمد زمانہ ہو۔ تم نے عرب سے جنگ میں رنج وتعب اُٹھایا ہے، اُمتوں سے ٹکرائے ہو، لشکروں کا مقابلہ کیا ہے۔ ابھی ہم دونوں اسی جگہ ہیں جہاں ہم حکم دیتے تھے اور تم فرمانبرداری کرتے تھے۔

یہاں تک کہ ہمارے دم سے اسلام کی چکّی چلنے لگی۔ زمانہ کا دودھ نکال لیا گیا، شرک کے نعرے پست ہو گئے، افتراء کے فوارے دب گئے، کفر کی آگ بجھ گئی، فتنہ کی دعوت خاموش ہو گئی، دین کا نظام مستحکم ہو گیا، تو اب تم اس وضاحت کے بعد کہاں چلے گئے اور اس اعلان کے بعد کیوں پردہ پوشی کرلی؟

آگے بڑھ کے قدم کیوں پیچھے ہٹا دیئے؟

ایمان کے بعد کیوں مشرک ہوئے جا رہے ہو؟

کیا اس قوم سے جنگ نہ کروگے جس نے اپنے عہد کو توڑا اور رسولؐ کو نکالنے کی فکر کی اور پہلے تم سے مقابلہ کیا۔

کیا تم ان سے ڈرتے ہو جب کہ خوف کا مستحق صرف خدا ہے۔

اگر تم ایمان دار ہو۔ خبردار!

میں دیکھ رہی ہوں کہ تم دائمی پستی میں گر گئے اور تم نے بست وکشاد کے صحیح حق دار کو دُور کر دیا، آرام طلب ہو گئے اور تنگی سے وسعت میں آ گئے۔ جو سنا تھا اسے پھینک دیا اور جو بادلِ نخواستہ نگل لیا تھا اُسے اُگل دیا۔ خیر تم کیا اگر ساری دنیا بھی کافر ہو جائے تو اللہ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

خیر مجھ جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی، تمہاری بے رُخی اور بے وفائی کو جانتے ہوئے جس کو تم لوگوں نے شعار بنا لیا ہے۔ لیکن یہ تو ایک دل گرفتگی کا نتیجہ اور غضب کا اظہار ہے، ٹوٹے ہوئے دل کی آواز ہے، اِک اتمامِ حجت ہے، چاہو تو اسے ذخیرہ کرلو۔

مگر یہ پیٹھ کا زخم ہے، پیروں کا گھاؤ ہے، ذلت کی بقا اور غضبِ خدا اور ملامتِ دائمی سے موسوم ہے اور اللہ کی اس بھڑکتی آگ سے متصل ہے جو دلوں پر روشن ہوتی ہے۔ خدا تمھارا کرتوت کو دیکھ رہا ہے اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسے پلٹائے جائیں گے۔

میں تمھارے اس رسولؐ کی بیٹی ہوں جس نے عذابِ شدید سے ڈرایا ہے۔ اب تم بھی عمل کرو میں بھی عمل کرتی ہوں۔ تم بھی انتظار کرو اور میں بھی وقت کا انتظار کر رہی ہوں"۔

فأجابها أبوبكر عبدالله بن عثمان ، وقال:

يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ! لَقَدْ كَانَ اَبُوكِ بِالْمُؤْمِنِيْنَ عَطُوفاً كَرِيْماً ، رَؤُوفاً رَحِيْماً ، وَعَلَى الْكَافِرِيْنَ عَذَاباً اَلِيْماً وَعِقَاباً عَظِيْماً ، اِنْ عَزَوْنَاهُ وَجَدْنَاهُ اَبَاكِ دُونَ النِّسَاءِ، وَاَخَا اِلْفِكِ دُونَ الْاَخِلَّاءِ ، آثَرَهُ عَلٰى كُلِّ حَمِيْمٍ وَسَاعَدَهُ فِي كُلِّ اَمْرٍ جَسِيمٍ، لَا يُحِبُّكُمْ اِلَّا سَعِيْدٌ، وَلَا يُبْغِضُكُمْ اِلَّا شَقِيٌّ بَعِيْدٌ۔

فَاَنْتُمْ عِتْرَةُ رَسُولِ اللهِ الطَّيِّبُونَ، الْخِيَرَةُ الْمُنْتَجَبُونَ، عَلَى الْخَيْرِ اَدِلَّتُنَا وَ اِلَى الْجَنَّةِ مَسَالِكُنَا ، وَاَنْتِ يَا خِيَرَةَ النِّسَاءِ وَابْنَةَ خَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ، صَادِقَةٌ فِي قَوْلِكِ ، سَابِقَةٌ فِي وُفُورِ عَقْلِكِ، غَيْرَ مَرْدُودَةٍ عَنْ حَقِّكِ، وَلَا مَصْدُودَةٍ عَنْ صِدْقِكِ۔

وَاللهِ مَا عَدَوْتُ رَأْيَ رَسُولِ اللهِ ، وَلَا عَمِلْتُ اِلَّا بِاِذْنِهِ، وَالرَّائِدُ لَا يَكْذِبُ اَهْلَهُ ، وَاِنِّي اُشْهِدُ اللهَ وَكَفٰى بِهِ شَهِيْدًا، اَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ: ﴿نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا

نُوَرِّثُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، وَلَا دَاراً وَلَا عِقَاراً ، وَاِنَّمَا نُوَرِّثُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعِلْمَ وَالنُّبُوَّةَ ، وَمَا كَانَ لَنَا مِنْ طُعْمَةٍ فَلِوَلِيِّ الْاَمْرِ بَعْدَنَا اَنْ يَحْكُمَ فِيْهِ بِحُكْمِهِ﴾۔

وَقَدْ جَعَلْنَا مَا حَاوَلْتِهِ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ ، يُقَاتِلُ بِهَا الْمُسْلِمُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ الْكُفَّارَ، وَيُجَالِدُوْنَ الْمَرَدَةَ الْفُجَّارَ، وَذٰلِكَ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ، لَمْ اَنْفَرِدْ بِهِ وَحْدِي، وَلَمْ اَسْتَبِدْ بِمَا كَانَ الرَّأْيُ عِنْدِي، وَهٰذِهٖ حَالِي وَمَالِي، هِيَ لَكِ وَبَيْنَ يَدَيْكِ، لَاتُزْوِى عَنْكِ وَلَاتُدَّخَرُ دُوْنَكِ، وَاَنَّكِ، وَاَنْتِ سَيِّدَةُ اُمَّةِ اَبِيْكِ وَالشَّجَرَةُ الطَّيِّبَةُ لِبَنِيْكِ، لَا يُدْفَعُ مَالَكِ مِنْ فَضْلِكِ ، وَلَا يُوْضَعُ فِي فَرْعِكِ وَاَصْلِكِ، حُكْمُكِ نَافِذٌ فِيْمَا مَلَكَتْ يَدَايَ، فَهَلْ تَرَيْنَ اَنْ اُخَالِفَ فِي ذَاكَ اَبَاكِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اس کے جواب میں ابوبکر (عبداللہ بن عثمان) نے یوں تقریر شروع کی:

''دختر رسولؐ خدا! آپؑ کے بابا مومنین پر بہت مہربان، رحم وکرم کرنے والے اور صاحبِ عطوفت تھے۔ وہ کافروں کے لیے ایک دردناک عذاب اور سخت ترین قہرالٰہی تھے۔ آپؑ اگر ان کی نسبتوں پر غور کریں تو وہ تمام عورتوں میں صرف آپؑ کے باپ تھے اور تمام چاہنے والوں میں صرف آپؑ کے شوہر کے چاہنے والے تھے اور انہوں نے بھی ہر سخت مرحلہ پر نبیؐ کا ساتھ دیا ہے۔ آپؑ کا دوست نیک بخت اور سعید انسان کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا ہے اور آپؑ کا دشمن بدبخت اور شقی کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔

آپؑ رسولؐ اکرم کی پاکیزہ عترت اور ان کے پسندیدہ افراد ہیں۔ آپ ہی

حضرات راہِ خیر میں ہمارے رہنما اور جنت کی طرف ہمارے لے جانے والے ہیں اور خود آپ اے تمام خواتین عالم میں منتخب اور خیر الانبیاء کی دختر۔ یقیناً اپنے کلام میں صادق اور کمالِ عقل میں سب پر مقدم ہیں۔ آپ کو نہ آپ کے حق سے روکا جاسکتا ہے اور نہ آپ کی صداقت کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

مگر خدا کی قسم! میں نے رسولِ اکرمؐ کی رائے سے عدول نہیں کیا ہے اور نہ کوئی کام ان کی اجازت کے بغیر کیا ہے اور میر کارواں قافلہ سے خیانت بھی نہیں کرسکتا ہے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور وہی گواہی کے لیے کافی ہے کہ میں نے خود رسولِ اکرمؐ سے سنا ہے کہ ہم گروہِ انبیاءؑ سونے چاندی اور خانہ و جائداد کا وارث نہیں بناتے ہیں۔ ہماری وراثت کتاب، حکمت، علم اور نبوت ہے اور جو کچھ مالِ دنیا ہم سے بچ جاتا ہے وہ ہمارے بعد ولی امر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کرسکتا ہے۔

اور میں نے آپؑ کے تمام مطلوبہ اموال کو سامانِ جنگ کے لیے مخصوص کردیا ہے جس کے ذریعہ مسلمان کفار سے جہاد کریں گے اور سرکش فاجروں سے مقابلہ کریں گے اور یہ کام مسلمانوں کے اتفاق رائے سے کیا ہے۔ یہ تنہا میری رائے نہیں ہے اور نہ میں نے ذاتی طور پر طے کیا ہے۔ یہ میرا ذاتی مال اور سرمایہ آپ کے لیے حاضر ہے اور آپ کی خدمت میں ہے جس میں کوئی کوتاہی نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ اسے آپ کے مقابلہ میں ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

آپؑ تو اپنے باپ کی اُمت کی سردار ہیں اور اپنی اولاد کے لیے شجرۂ طیبہ ہیں۔ آپؑ کے فضل و شرف کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور آپؑ کے اصل و فرع کو گرایا نہیں جاسکتا ہے۔ آپ کا حکم تو میری تمام املاک میں بھی نافذ ہے تو کیسے ممکن ہے کہ میں اس مسئلہ میں آپؑ کے بابا کی مخالفت کروں؟

فقالت: سُبحَانَ اللهِ ، مَا كَانَ اَبِی رَسُولُ اللهِ عَنْ كِتَابِ اللهِ صَادِفًا ، وَلَا لِاَحْكَامِهِ مُخَالِفًا، بَلْ كَانَ يَتْبَعُ اَثَرَهُ، وَيَقْفُو سُوَرَهُ ، اَفَتَجْمَعُونَ اِلَى الْغَدْرِ اِعْتِلَالًا عَلَيْهِ بِالزُّورِ، وَهٰذَا بَعْدَ وَفَاتِهِ شَبِيْهٌ بِمَا بُغِیَ لَهُ مِنَ الْغَوَائِلِ فِی حَيَاتِهِ ، هٰذَا كِتَابُ اللهِ حُكْماً عَدْلًا وَنَاطِقًا فَصْلًا : ﴿يَرِثُنِی وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوبَ﴾ ويَقُولُ: ﴿وَ وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾۔

وَبَيَّنَ عَزَّوَجَلَّ فِيْمَا وَزَّعَ مِنَ الْاَقْسَاطِ ، وَشَرَعَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالْمِيْرَاثِ ، وَاَبَاحَ مِنْ حَظِّ الذُّكْرَانِ وَالْاِنَاثِ، مَا اَزَاحَ بِهِ عِلَّةَ الْمُبْطِلِيْنَ وَاَزَالَ التَّظَنِّی وَالشُّبُهَاتِ فِی الْغَابِرِيْنَ ، كَلَّا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْراً، فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ۔

(یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا:)

سبحان اللہ! نہ میرا باپ کتاب خدا سے روکنے والا تھا اور نہ اس کے احکام کا مخالف تھا۔ وہ آثار قرآن کا اتباع کرتا تھا اور اس کے سوروں کے ساتھ چلتا تھا۔ کیا تم لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ اپنی غداری کا الزام اس کے سر ڈال دو۔ یہ ان کے انتقال کے بعد ایسی ہی سازش ہے جیسی کہ ان کی زندگی میں کی گئی تھی۔

دیکھو یہ کتاب[1] خدا حاکم عادل اور قول فیصل ہے جو اعلان کر رہی ہے کہ

---

[1] مقصد یہ ہے کہ کتاب خدا کے آگے کسی روایت کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور میرا باپ کتاب خدا کے خلاف کوئی بات نہیں کہہ سکتا ہے۔ لہٰذا یہ تقریر صرف ایک سیاسی چال اور جذباتی حربہ ہے جس کی دین الٰہی میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (جوادیؔ)

"خدایا وہ ولی دے دے جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوبؑ کا بھی وارث ہو"۔۔۔۔ سلیمانؑ و داؤدؑ کے وارث ہوئے۔

خدائے عزوجل نے تمام حصے اور فرائض کے تمام احکام بیان کر دیے ہیں جہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے حقوق کی بھی وضاحت کر دی ہے اور اس طرح تمام اہل باطل کے بہانوں کو باطل کر دیا ہے اور قیامت تک کے تمام شبہات اور خیالات کو ختم کر دیا ہے۔ یقیناً یہ تم لوگوں کے نفس نے ایک بات گڑھ لی ہے تو اب میں بھی صبر جمیل سے کام لے رہی ہوں اور اللہ ہی تمھارے بیانات کے بارے میں میرا مددگار ہے۔

فقال ابوبکر: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَتْ اِبْنَتُهُ ، مَعْدِنُ الْحِكْمَةِ، ومَوْطِنُ الْهُدىٰ وَالرَّحْمَةِ ، وَرُكْنُ الدِّيْنِ ، وَعَيْنُ الْحُجَّةِ، لَا اَبْعَدُ صَوَابَكِ وَلَا أُنْكِرُ خِطَابَكِ، هٰؤُلَاءِ الْمُسْلِمُوْنَ بَيْنِي وَبَيْنَكِ قَلَّدُونِي مَا تَقَلَّدْتُ، وَبِاتِّفَاقٍ مِنْهُمْ اَخَذْتُ مَا اَخَذْتُ ، غَيْرَ مُكَابِرٍ وَلَا مُسْتَبِدٍّ وَلَا مُسْتَأْثِرٍ ، وَهُمْ بِذٰلِكَ شُهُودٌ۔

(اس کے بعد ابوبکر نے پھر تقریر شروع کی:)

اللہ، رسولؐ اور رسولؐ کی بیٹی سب سچے ہیں۔ آپ حکمت کے معدن، ہدایت و رحمت کا مرکز، دین کے رکن، حجتِ خدا کا سرچشمہ ہیں۔ میں نہ آپ کے حرفِ راست کو دُور پھینک سکتا ہوں اور نہ آپ کے بیان کا انکار کر سکتا ہوں۔ مگر یہ ہمارے اور آپ کے سامنے مسلمان ہیں۔ جنھوں نے مجھے خلافت کی ذمہ داری دی ہے اور میں نے ان کے اتفاق رائے سے یہ عہدہ سنبھالا ہے۔ اس میں نہ میری بڑائی شامل ہے نہ خود رائی اور نہ شوقِ حکومت۔ یہ سب میری اس بات کے گواہ ہیں۔

فالتفت فاطمة عليها السلام الى النساء، وقالت:

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُسْرِعَةِ إِلَى قِيْلِ الْبَاطِلِ، الْمُغْضِيَةِ عَلَى الْفِعْلِ الْقَبِيْحِ الْخَاسِرِ، اَفَلَا تَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ، كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَا اَسَأْتُمْ مِنْ اَعْمَالِكُمْ ، فَاَخَذَ بِسَمْعِكُمْ وَاَبْصَارِكُمْ، وَلَبِئْسَ مَا تَأَوَّلْتُمْ، وَسَاءَ مَا بِهِ اَشَرْتُمْ ، وَشَرَّ مَا مِنْهُ اِعْتَضْتُمْ ، لَتَجِدَنَّ وَاللهِ مَحْمِلَهُ ثَقِيْلًا، وَغِبَّهُ وَبِيْلًا ، اِذَا كُشِفَ لَكُمُ الْغِطَاءُ ، وَبَانَ مَا وَرَائَهُ الضَّرَّاءُ، وَبَدَالَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَحْتَسِبُوْنَ، وخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

ثم عطفت على قبر النبیّ ﷺ ، وقالت:

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ اَنْبَاءٌ وَهَنْبَثَةٌ
لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ تَكْثُرِ الْخُطَبُ
اِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَهَا
وَاخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَلَا تَغِبُ
وَكُلُّ اَهْلٍ لَهُ قُرْبٰى وَمَنْزِلَةٌ
عِنْدَ الْاِلٰهِ عَلَى الْاَدْنَيْنِ مُقْتَرِبُ
اَبْدَتْ رِجَالٌ لَنَا نَجْوٰى صُدُوْرِهِمُ
لَمَّا مَضَيْتَ وَحَالَتْ دُوْنَكَ التُّرَبُ
تَجَهَّمَتْنَا رِجَالٌ وَاسْتُخِفَّ بِنَا
لَمَّا فُقِدْتَ وَكُلُّ الْاِرْثِ مُغْتَصَبُ
وَكُنْتَ بَدْراً وَنُوراً يُسْتَضَاءُ بِهِ
عَلَيْكَ تُنْزَلُ مِنْ ذِی الْعِزَّةِ الْكُتُبُ

وَكَانَ جِبْرِيْلُ بِالْآيَاتِ يُؤْنِسُنَا
فَقَدْ فُقِدْتَ وَكُلُّ الْخَيْرِ مُحْتَجَبُ
فَلَيْتَ قَبْلَكَ كَانَ الْمَوْتُ صَادِفُنَا
لَمَّا مَضَيْتَ وَحَالَتْ دُونَكَ الْكُتُبُ

ثم انکفأت علیہا السلام و امیر المومنین علیہ السلام یتوقّع رجوعها الیه ویتطلّع طلوعها علیه ، فلمّا استقرّت بها الدار، قالت لامیر المؤمنین علیہ السلام:

يَابْنَ اَبِي طَالِبٍ! اِشْتَمَلْتَ شِمْلَةَ الْجَنِيْنِ ، وَقَعَدْتَ حُجْرَةَ الظَّنِيْنِ، نَقَضْتَ قَادِمَةَ الْاَجْدَلِ، فَخَانَكَ رِيْشُ الْاَعْزَلِ ۔ هٰذَا اِبْنُ اَبِي قُحَافَةَ يَبْتَزُّنِي نِحْلَةَ اَبِي وَبُلْغَةَ ابْنَيَّ! لَقَدْ اَجْهَرَ فِي خِصَامِي وَاَلْفَيْتُهُ اَلَدَّنِي حَتّٰى حَبَسَتْنِي قِيْلَةُ نَصْرَهَا وَالْمُهَاجِرَةُ وَصْلَهَا ، وَغَضَّتِ الْجَمَاعَةُ دُونِي طَرْفَهَا ، فَلَا دَافِعَ وَلَا مَانِعَ ، خَرَجْتُ كَاظِمَةً ، وَعُدْتُ رَاغِمَةً اَضْرَعْتَ خَدَّكَ يَوْمَ اَضَعْتَ حَدَّكَ ، اِفْتَرَسْتَ الذِّئَابَ وَافْتَرَشْتَ التُّرَابَ، مَا كَفَفْتَ قَائِلًا وَلَا اَغْنَيْتَ بَاطِلًا وَلَا خِيَارَ لِي، لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَنِيْئَتِي وَدُونَ ذِلَّتِي، عَذِيْرِيَ اللهُ مِنْكَ عَادِياً وَمِنْكَ حَامِياً۔

وَيْلَايَ فِي كُلِّ شَارِقٍ ، وَيْلَايَ فِي كُلِّ غَارِبٍ، مَاتَ الْعَمَدُ وَوَهَنَ الْعَضُدُ ، شَكْوَايَ اِلٰى اَبِي وَعَدْوَايَ اِلٰى رَبِّي ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَحَوْلًا، وَاَشَدُّ بَأْساً وَتَنْكِيْلًا۔

(جسے سن کر جنابِ فاطمہؑ نے عورتوں کی طرف رُخ کر کے فرمایا:)

اے گروہِ مسلمین! جو حرفِ باطل① کی طرف تیزی سے سبقت کرنے والے اور فعلِ قبیح پر چشم پوشی کرنے والے ہو۔ کیا تم قرآن پر غور نہیں کرتے ہو اور کیا تمھارے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ یقیناً تمھارے اعمال نے تمھارے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے اور تمھاری سماعت و بصارت کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ تم نے بدترین تاویل سے کام لیا ہے۔

اور بدترین راستہ کی نشاندہی کی ہے اور بدترین معاوضہ پر سودا کیا ہے۔ عنقریب تم اس بوجھ کی سنگینی کا احساس کرو گے اور اس کے انجام کو بہت دردناک پاؤ گے۔ جب پردے اُٹھا دیے جائیں گے اور پسِ پردہ کے نقصانات سامنے آجائیں گے اور خدا کی طرف سے وہ چیزیں سامنے آجائیں گی جن کا تمھیں وہم و گمان بھی نہیں ہے اور اہلِ باطل خسارہ کو برداشت کریں گے۔

(اس کے بعد قبرِ پیغمبرؐ کا رُخ کر کے فریاد کی:)

بابا! آپؐ کے بعد بڑی نئی نئی خبریں اور مصیبتیں سامنے آئیں کہ اگر آپؐ سامنے ہوتے تو مصائب کی یہ کثرت نہ ہوتی۔ ہم نے آپؐ کو ویسے ہی کھو دیا جیسے زمین اَبرِ کرم سے محروم ہو جائے۔ اور اب آپؐ کی قوم بالکل ہی منحرف ہو گئی ہے۔

ذرا آپؐ آکر دیکھ تو لیں۔ دُنیا کا جو خاندان بھی خدا کی بارگاہ میں قرب و منزلت رکھتا ہے وہ دوسروں کی نگاہ میں بھی محترم ہوتا ہے۔ مگر ہمارا کوئی احترام نہیں ہے۔

کچھ لوگوں نے اپنے دل کے کینوں کا اس وقت اظہار کیا جب آپ دنیا سے چلے گئے اور میرے اور آپ کے درمیان خاکِ قبر حائل ہو گئی۔

---

① مقصد یہ ہے کہ حاکمِ وقت قرآن مجید کے احکام کو پامال کرنے میں تمھارا حوالہ دے رہا ہے اور تم اس قدر خوف زدہ یا بے غیرت ہو کہ اس اقدام کا جواب بھی نہیں دیتے ہو اور اپنے لیے ابدی ذلت و رُسوائی کو برداشت کر رہے ہو۔ (جوادیؔ)

لوگوں نے ہمارے اُوپر ہجوم کرلیا اور آپ کے بعد ہم کو بے قدر و قیمت سمجھ کر ہماری میرث کو ہضم کرلیا۔

آپ کی حیثیت ایک بدرِ کامل اور نُورِ مجسم کی تھی جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اور اس پر رب العزت کے پیغامات نازل ہوتے تھے۔

جبرئیلؑ آیاتِ الٰہی سے ہمارے سامان انس فراہم کرتے تھے مگر آپ کیا گئے کہ ساری نیکیاں پسِ پردہ چلی گئیں۔ کاش مجھے آپؐ سے پہلے موت آگئی ہوتی اور میں آپؐ کے اور میرے درمیان خاک کے حائل ہونے سے پہلے مرگئی ہوتی۔

اس کے بعد آپؑ گھر واپس آگئیں جہاں امیرالمومنینؑ آپؑ کا انتظار کر رہے تھے اور حالات معلوم کرنے کے لیے بے چین تھے۔ لیکن آپؑ نے گھر میں داخل ہوتے ہی فریاد شروع کردی:

"یاابن ابی طالبؑ! آپؑ تو گھر میں پسِ پردہ رہ گئے اور خوف تہمت [1] سے بیٹھ گئے حالانکہ آپؑ نے بڑے بڑے شاہینوں کے بال و پَر توڑ دیے ہیں تو آپؑ کے لیے ان کمزوروں کے بال و پَر کی کیا حیثیت تھی؟

دیکھیے ابوقحافہ کا فرزند میرے باپ کے عطیہ اور میرے بچوں کے وسائلِ حیات کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کھل کر مجھ سے جھگڑا کیا ہے اور میں نے اسے گفتگو میں بدترین دشمن پایا ہے یہاں تک کہ انصار نے بھی اپنی مدد کو روک لیا ہے

[1] ظاہر ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کی وارث تنہا جناب فاطمہ علیہا السلام تھیں۔ لہٰذا اگر امیرالمومنینؑ نے کچھ بھی دخل دیا ہوتا تو فوراً حرصِ دولت کا الزام لگا دیا جاتا۔ لہٰذا آپؑ کا پسِ پردہ رہنا ضروری تھا اور معصومۂ عالمؑ بھی اس طریقۂ کار پر اعتراض نہیں کر رہی ہیں۔ بلکہ آپؑ کی فریاد کا مقصد یہ ہے کہ اس قوم نے آپؑ کی احتیاط کی قدر نہیں کی بلکہ اسے میری بیچارگی اور آپؑ کی کمزوری کی نشانی بنا لیا ہے۔ لہٰذا آپؑ اب اپنی طاقت کا اظہار کرسکتے ہیں۔ (جوادیؔ)

اور مہاجرین نے بھی تعلقات توڑ لیے ہیں اور ساری قوم نے میری طرف سے چشم پوشی کر لی ہے۔ اب نہ کوئی دفاع کرنے والا ہے اور نہ کوئی روکنے والا ہے۔ میں بڑے صبر و ضبط کے ساتھ گھر سے نکلی تھی لیکن بغیر کسی نتیجہ کے واپس آ گئی۔

آپؑ نے اپنی شمشیر کو نیام میں رکھ لیا تو گویا ہر ذلت کو برداشت کر لیا۔ بڑے بڑے بھیڑیوں کو فنا کر دیا اور اب خاک پر بیٹھ گئے۔ نہ کسی بولنے والے کو روکتے ہیں اور نہ باطل پرستوں کو ہٹاتے ہیں اور خود میرے پاس بھی کوئی اختیار نہیں ہے۔ اے کاش! میں اس مصیبت اور ذلت کو دیکھنے سے پہلے مر گئی ہوتی۔ اللہ میرے اس کلام کو معاف کر دے کہ آپؑ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔

میرے حال پر افسوس ہے ہر صبح اور ہر شام۔ میرا سہارا چلا گیا۔ میرا بازو کمزور ہو گیا۔ اب میری فریاد میرے بابا کی خدمت میں ہے اور میرا تقاضائے نصرت بھی میرے پروردگار سے ہے۔ خدایا تو ان ظالموں سے زیادہ قوت و طاقت کا مالک ہے اور تو شدید عذاب کرنے والا ہے۔

فَقَال امیرالمومنین علیہ السلام: لَا وَيْلَ لَكِ، بَلِ الْوَيْلُ لِشَانِئِكَ، نَهْنِهِي عَنْ وُجْدِكِ، يَا اِبْنَةَ الصَّفْوَةِ وَبَقِيَّةَ النُّبُوَّةِ، فَمَا وَنَيْتُ عَنْ دِيْنِي، وَلَا اَخْطَأْتُ مَقْدُوْرِي، فَاِنْ كُنْتِ تُرِيْدِيْنَ الْبُلْغَةَ فَرِزْقُكِ مَضْمُوْنٌ، وَكَفِيْلُكِ مَأْمُوْنٌ، وَمَا اُعِدَّ لَكِ اَفْضَلُ مِمَّا قُطِعَ عَنْكِ فَاحْتَسِبِي اللهَ۔

فَقَالت: حَسْبِيَ اللهُ وَاَمْسَكَت۔

(یہ سن کر امیرالمومنینؑ نے فرمایا:)

دخترِ پیغمبرؐ! ویل تمھارے لیے نہیں ہے تمھارے دشمنوں کے لیے ہے۔ اپنے غصہ کو روک لیجیے۔ آپؑ اپنے مختارِ کائنات کی بیٹی اور نبوت کی یادگار ہیں۔ میں نے

دین میں کوئی سستی نہیں کی اور اپنے امکان بھر کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ اگر آپ سامانِ معیشت چاہتی ہیں تو آپؑ کے رزق کا ذمہ دار پروردگار ہے اور آپ کا ذمہ دار امین ہے اور پروردگار نے جو اجر آپؑ کے لیے فراہم کیا ہے وہ اس مالِ دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس سے آپؑ کو محروم کیا گیا ہے۔ آپؑ خدا کے لیے صبر کیجیے۔

(جسے سن کر آپؑ نے فرمایا: یقیناً میرے لیے میرا خدا کافی ہے)

بیماری میں مہاجرین و انصار کی عورتوں کے درمیان خطبہ

قال سوید بن غفلة: لمّا مَرضت فاطمة علیہا السلام المرضة الّتی توفّیت فِیهَا ، دَخلت علیها نساء المهاجرین والانصار یعدنها ، فقلن لها: کیف أصحبت من علّتك یا ابنة رسول الله؟

فَحمدت الله وَصلّت علی أبیها ، ثم قالت:

اَصْبَحْتُ وَاللهِ عَائِفَةً لِدُنْیَا کُنَّ ، قَالِیَةً لِرِجَالِکُنَّ، لَفَظْتُهُمْ بَعْدَ اَنْ عَجَمْتُهُمْ، وَسَئِمْتُهُمْ بَعْدَ اَنْ سَبَرْتُهُمْ ، فَقُبْحاً لِفُلُولِ الْحَدِّ وَاللَّعْبِ بَعْدَ الْجِدِّ، وَقَرْعِ الصَّفَاةِ وَصَدْعِ الْقَنَاةِ، وَخَطَلِ الْآرَاءِ وَزَلَلِ الْاَهْوَاءِ ، وَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللهُ عَلَیْهِمْ، وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُوْنَ، لاجَرَمَ لَقَدْ قَلَّدَتُهُمْ رِبْقَتَهَا وَحَمَّلْتُهُمْ اَوْقَتَهَا ، وَشَنَّنَتْ عَلَیْهِمْ عَارَتَهَا ، فَجِدْعاً وَعَقْراً وَبُعْداً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔

وَیْحَهُمْ اَنّٰی زَحْزَحُوهَا عَنْ رَوَاسِی الرِّسَالَةِ وَقَوَاعِدِ

النُّبُوَّةِ والدِّلَالَةِ ، وَمَهْبِطِ الرُّوحِ الْاَمِيْنِ وَالطَّبِيْنِ بِاُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ، اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ، وَمَا الَّذِی نَقِمُوا مِنْ اَبِی الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، نَقِمُوا وَاللهِ مِنْهُ نَكِيْرَ سَيْفِهِ ، وَقِلَّةَ مُبَالَاتِهِ لِحَتْفِهِ ، وَشِدَّةَ وَطْأَتِهِ ، وَنَكَالَ وَقْعَتِهِ ، وَتَنَمُّرَهٗ فِی ذَاتِ اللهِ۔

وَتَاللهِ لَوْ مَالُوا عَنِ الْمَحَجَّةِ اللَّائِحَةِ ، وَزَالُوا عَنْ قَبُوْلِ الْحُجَّةِ الْوَاضِحَةِ لَرَدَّهُمْ اِلَيْهَا وَحَمَلَهُمْ عَلَيْهَا ، وَسَارَ بِهِمْ سَيْراً سُجُحًا ، لَا يَكْلَمُ خُشَاشُهٗ ، وَلَا يَكِلُّ سَائِرُهٗ ، وَلَا يَمِلُّ رَاكِبُهٗ ، وَلَاَوْرَدَهُمْ مَنْهَلًا نَمِيْراً صَافِياً رَوِيًّا ، تَطْفَحُ ضِفَّتَاهُ وَلَا يَتَرَنَّقُ جَانِبَاهُ، وَلَاَصْدَرَهُمْ بِطَاناً وَنَصَحَ لَهُمْ سِرًّا وَاِعْلَانًا۔

وَلَمْ يَكُنْ يَتَحَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا بِطَائِلٍ، وَلَا يَحْظٰى مِنْهَا بِنَائِلٍ، غَيْرَ رَيِّ النَّاهِلِ وَشُبْعَةِ الْكَافِلِ ، وَلَبَانَ لَهُمُ الزَّاهِدُ مِنَ الرَّاغِبِ وَالصَّادِقُ مِنَ الْكَاذِبِ۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوا مِنْ هٰؤُلَاءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۔

اَلَا هَلُمَّ فَاسْمَعْ ، وَمَا عِشْتَ اَرَاكَ الدَّهْرُ عَجَباً ، وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ،لَيْتَ شِعْرِی اِلٰى اَيِّ سِنَادٍ اسْتَنَدُوا، وَ اِلٰى اَيِّ عِمَادٍ اِعْتَمَدُوا ، وَبِاَيَّةِ عُرْوَةٍ تَمَسَّكُوا، وَعَلٰى اَيَّةِ ذُرِّيَّةٍ اَقْدَمُوا وَاحْتَنَكُوا؟ لَبِئْسَ

الْمَوْلٰی وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ، وَبِئْسَ لِلظّٰالِمِیْنَ بَدَلًا۔

اِسْتَبْدَلُوا وَاللّٰهِ الذَّنَابِی بِالْقَوَادِمِ، وَالْعَجُزَ بِالْكَاهِلِ، فَرَغْماً لِمَعَاطِسِ قَوْمٍ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعاً، اَلاَ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَا یَشْعُرُوْنَ، وَیْحَهُمْ اَفَمَنْ یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُتَّبَعَ اَمَّنْ لَا یَهِدِّیْ اِلَّا اَنْ یُهْدٰی، فَمَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ۔

اَمَا لَعَمْرِیْ لَقَدْ لَقِحَتْ، فَنَظِرَةٌ رَیْثَمَا تُنْتِجُ ثُمَّ احْتَلِبُوا مِلْأَ الْقَعْبِ دَماً، عَبِیْطاً وَذِعَافاً مُبِیْداً، هُنَالِكَ یَخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ وَیَعْرِفُ التَّالُوْنَ غِبَّ مَا اَسَّسَ الْاَوَّلُوْنَ، ثُمَّ طِیْبُوا عَنْ دُنْیَاكُمْ اَنْفُساً وَاطْمَئِنُّوا لِلْفِتْنَةِ جَاشاً، وَاَبْشِرُوا، بِسَیْفٍ صَارِمٍ وَسَطْوَةِ مُعْتَدٍ غَاشِمٍ، وَبِهَرَجٍ شَامِلٍ، وَاسْتِبْدَادٍ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ، یَدَعُ فَیْئَكُمْ زَهِیْداً، وَجَمْعَكُمْ حَصِیْداً، فَیَا حَسْرَتَا لَكُمْ، وَاَنّٰی بِكُمْ وَقَدْ عُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ، اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كَارِهُوْنَ۔

سوید بن غفلہ کا بیان ہے کہ جنابِ فاطمہؑ کے مرض الموت میں انصار و مہاجرین کی عورتوں کی ایک جماعت آپؑ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئی اور آپؑ سے دریافت کرلیا کہ بنتِ رسولؐ! آپؑ کا مزاج کیسا ہے؟ تو آپؑ نے حمد پروردگار کے بعد صلوات پڑھی اور پھر صورتِ حال کی یوں وضاحت شروع کی:

”خدا کی قسم! میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں تمھاری دنیا سے بیزار اور تمھارے مردوں سے ناراض ہوں۔ میں نے لوگوں کو برداشت کرنے کے بعد دُور کردیا ہے اور انھیں پرکھنے کے بعد ان سے ناراض ہوگئی ہوں۔ حیف ہے کہ شمشیر

اس طرح کند ہو جائے اور سنجیدگی کے بعد یہ تماشے شروع ہو جائیں۔ سر پتھر سے ٹکرائے جائیں، نیزے شگافتہ ہو جائیں، فکریں بہک جائیں اور خیالات میں لغزش پیدا ہو جائے۔ ان لوگوں نے بہت بڑا انتظام آخرت کے لیے کیا ہے کہ خدا کو ناراض کیا ہے اور یہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔ یقیناً یہ ذمہ داری ان کی گردن پر ہے اور یہ بوجھ ان کے کاندھے پر ہے۔ اس کا عار انھی کے سر ہے۔ اب تو اُونٹ کی ناک کٹ چکی ہے۔ اور وہ زخمی ہو چکا ہے اور اب ظالمین کے لیے صرف ہلاکت ہے۔

حیف! کس طرح ان لوگوں نے خلافت کو مرکزِ رسالت، قواعد نبوت و رہنمائی، محلِ نزولِ روح الامین اور منزلِ واقفینِ اُمورِ دنیا و آخرت سے دُور کر دیا ہے۔

آمادہ ہو جاؤ کہ یہی کھلا ہوا خسارہ ہے۔ آخر ان لوگوں کو ابوالحسنؑ کی کون سی بات غلط محسوس ہوئی۔ یقیناً یہ لوگ ان کی تلوار کی کاٹ اور موت کے مقابلے میں ان کی بے خوفی اور میدانوں میں ان کے شدید حملوں اور ان کی سخت سزاؤں اور راہِ خدا میں ان کے غیظ وغضب سے ناراض ہیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ روشن راستہ سے ہٹ جاتے اور واضح دلیل کو قبول کرنے سے کنارہ کش ہو جاتے تو وہ یقیناً انھیں واپس لے آتے اور بات منوا لیتے اور نرمی کے ساتھ راستے پر چلاتے کہ نہ اُونٹ زخمی ہوتے، نہ مسافر کو زحمت ہوتی، نہ سوار خستہ حال ہوتا بلکہ انھیں صاف و شفاف چشمہ پر وارد کر دیتے۔ جس کے کنارے چھلک رہے ہوں اور اطراف میں کوئی کثافت نہ ہو۔ وہاں یہ سب کو سیراب کر کے باہر لاتے اور خفیہ و علانیہ نصیحت کرتے۔

وہ خلافت حاصل کر لیتے تو نہ دنیا کا کوئی فائدہ حاصل کرتے اور نہ کسی عطیہ کو اپنے لیے مخصوص کرتے علاوہ اس کے کہ صرف پیاس بجھانے اور شکم سیر کرنے بھر کا سامان لے لیتے۔ ان کا زُہد دنیا پرستوں سے نمایاں ہوتا اور لوگ سچے اور جھوٹے کو محسوس کر لیتے۔

"اگر اہلِ قریہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کے لیے آسمان و زمین کی برکتوں کے راستے کھول دیتے ــــ لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی گرفت کرلی اور جو اِن میں سے ظلم ہیں عنقریب ان تک ان کے اعمال کی بُرائیاں پہنچ جائیں گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہیں"۔

آگاہ ہو جاؤ، آؤ اور سنو اور جب تک زندہ رہو گے دنیا کے عجائبات دیکھتے رہو گے اور سب سے زیادہ عجیب تو ان کے اقوال ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں نے کس مدرک کا سہارا لیا ہے اور کس ستون پر بھروسہ کیا ہے۔ یہ کس دستہ سے وابستہ ہیں اور کس ذُریت پر ظلم کر کے تسلط پیدا کیا ہے۔ یقیناً یہ بدترین رہبر اور بدترین قوم ہے اور ظالم کو اسی طرح بدترین بدل نصیب ہوتا ہے۔

خدا کی قسم! ان لوگوں نے سر برآوردہ افراد کے بدلے پست اقوام کو لیا ہے اور پشت کے بجائے دُم پر ہاتھ رکھا ہے۔ ذلت اس قوم کا حصّہ ہے جس کا خیال یہ ہے کہ وہ بہترین اعمال انجام دے رہی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ یہ لوگ مفسد ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ انھیں اپنے فساد کا شعور تک نہیں ہے۔ وائے برحال قوم۔ کیا حق کی ہدایت کرنے والا پیروی کا زیادہ حقدار ہوتا ہے یا وہ جو خود دوسرے کی ہدایت کا محتاج ہے۔ آخر تمھیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیسا فیصلہ کر رہے ہو۔

میری جان کی قسم! فساد کا بیج بو دیا گیا ہے۔ اب نتیجہ کے وقت کا انتظار کرو اور اس کے بعد پیالہ بھر بھر کر گاڑھا خون اور مہلک زہر حاصل کرو گے۔ اس وقت اہلِ باطل کو خسارہ کا احساس ہوگا اور بعد والوں کو معلوم ہوگا کہ پہلے والوں نے کیا بنیادیں قائم کی ہیں۔ جاؤ اپنی دنیا میں عیش کرو اور اپنے دل کو فتنوں سے مطمئن کرو اور بشارت حاصل کرو کہ عنقریب کاٹنے والی تلوار اور بدترین ظالم کے حملے، ہمہ گیر

ہرج ومرج اور ستم گروں کا ستم سامنے آنے والا ہے جو تمھارے حصّہ کو مختصر کر دے گا اور تمھاری جماعت کو کاٹ کر پھینک دے گا۔ اس وقت تمھارے واسطے حسرت کا موقع ہوگا کہ تمھارا انجام کیا ہوگا اور تمھیں اس کی خبر بھی نہیں ہے۔ کیا ہم تمھیں زبردستی اُس بات پر آمادہ کر سکتے ہیں جسے تم پسند نہیں کرتے ہو۔

قال سويد بن غفلة: فأعادت النساء قولها عليها السلام على رجالهنّ، فجاء اليها قوم من المهاجرين والانصار معتذرين، وقالوا: ياسيدة النساء لو كان أبو الحسن ذكر لنا هذا الامر قبل أن يبرم العهد ويحكم العقد لما عدلنا عنه الى غيره۔

فَقَالت عليها السلام: اِلَيْكُمْ عَنِّى، فَلَا عُذْرَ بَعْدَ تَعْذِيْرِكُمْ، وَلَا اَمْرَ بَعْدَ تَقْصِيْرِكُمْ۔

سوید بن غفلہ کا بیان ہے کہ عورتوں نے اس پیغام کو مردوں تک پہنچایا تو مہاجرین وانصار کی ایک جماعت معذرت کے لیے حاضر ہوگئی اور کہنے لگی: سیدۃ النساء! اگر ابوالحسن نے بیعت تمام ہونے اور عہد کے پختہ ہونے سے پہلے ان باتوں کا ذکر کر دیا ہوتا تو ہم انھیں چھوڑ کر کسی طرف نہ جاتے۔ مگر......

تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ دُور ہو جاؤ۔

اب اتمامِ حجت کے بعد کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہے اور تقصیر کے بعد کوئی مسئلہ باقی نہیں رہ گیا ہے۔

غاصبین حقِ علیؑ سے آپؑ کا خطاب

روى أن بعد رحلة النبى صلى الله عليه وآله وسلم وغصب ولاية وصيه،

احتزم عمر بازارہ وجعل یطوف بالمدینة وینادی: ان ابابکر قد بویع له، فهلموا الی البیعة، فینثال الناس فیبایعون، حتی اذا مضت أیام أقبل فی جمع کثیر الی منزل علی علیہ السلام فطالبه بالخروج، فأبی، فدعا عمر بحطب ونار وقال: والّذی نفس عمر بیده لیخرجن أولا حرقنه علی مافیه۔ الی ان قال: وخرجت فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیهم، فوقفت علی الباب ثم قالت:

لَاعَهْدَلِی بِقَوْمٍ اَسْوَءَ مَحْضَرٍ مِنْکُمْ، تَرَکْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَنَازَةً بَیْنَ اَیْدِیْنَا، وَقَطَعْتُمْ اَمْرَکُمْ فِیْمَا بَیْنَکُمْ، فَلَمْ تُؤَمِّرُوْنَا وَلَمْ تَرَوْا لَنَا حَقَّنَا، کَاَنَّکُمْ لَمْ تَعْلَمُوا مَا قَالَ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ۔

وَاللّٰهِ لَقَدْ عَقَدَ لَهُ یَوْمَئِذٍ الْوَلَاءَ لِیَقْطَعَ مِنْکُمْ بِذٰلِكَ مِنْهَا الرَّجَاءَ، وَلٰکِنَّکُمْ قَطَعْتُمُ الْاَسْبَابَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ نَبِیِّکُمْ، وَاللّٰهُ حَسِیْبٌ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال اور وصی رسولؐ کے حق ولایت کے غصب ہوجانے کے بعد عمر کمر سے تلوار لگائے مدینہ کی گلیوں میں آواز لگا رہا تھا کہ ابوبکر کی بیعت ہوچکی ہے۔ اب سب لوگ آکر بیعت کرلیں۔ چنانچہ لوگ بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ چند روز گزر گئے تو ایک جماعت کو لے کر حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر پہنچ گئے اور ان سے باہر نکلنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے انکار کردیا تو عمر نے آگ اور لکڑی منگوا کر کہا کہ اس کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے کہ اگر باہر نہ نکلیں گے تو گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔

جس کے بعد جناب فاطمہؑ نے دروازے کے پاس کھڑے ہوکر فریاد کی:
"میں کسی قوم کو نہیں جانتی ہوں جس کا برتاؤ تم سے بدتر ہو۔ تم نے رسولِ اکرمؐ کے جنازہ کو ہمارے گھر میں چھوڑ دیا اور اپنے معاملات طے کرنے میں لگ گئے۔ نہ تم نے ہماری حکومت تسلیم کی اور نہ ہمارے حق کا خیال کیا۔ جیسے تمہیں خبر ہی نہیں کہ رسول اکرمؐ نے روزِ غدیر کیا فرمایا تھا۔

خدا کی قسم! پیغمبرؐ نے اسی دن ولایت کا فیصلہ علیؑ کے حق میں کر دیا تھا تا کہ تمہاری اُمیدوں کو منقطع کر دیں لیکن تم نے اپنے اور نبیؐ کے رشتے کو بھی توڑ دیا تو اب اللہ ہی ہمارے تمہارے درمیان دنیا و آخرت کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

□□□